

آپ قرآن مجید کیسے حفظ کریں؟

www.KitaboSunnat.com

حفظ قرآن

بنیادی قواعد اور عملی طریقے

ایک منفرد، جامع، عام فہم اور دلچسپ کتاب جو دینی مدارس، اسکولس اور کالجس کے طلبہ، اہل علم، بزنس مین، مصروف ترین حضرات اور پیشہ ور لوگوں کے لئے یکساں مفید ہے

تلمیخ و ترجمانی

مولانا محمد ابرار الحق

(باحث فی الدراسات الاسلامیة. الأزهر الشریف)

کتاب الغوثانی للدراسة القرآنیة

دمشق - سوریه



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری
مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

■ کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔

■ مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔

■ دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس
پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

علامہ یحییٰ بن عبدالرزاق الغوثانی

آپ قرآن مجید کیسے حفظ کریں؟

حفظ قرآن کے

بنیادی قواعد اور عملی طریقے

ایک منفرد، جامع، عام فہم اور دلچسپ کتاب جو دینی مدارس، اسکولس اور کالجس کے طلبہ، اہل علم، بزنس مین، مصروف ترین حضرات اور پیشہ ور لوگوں کے لئے یکساں مفید ہے

www.kitabosunnat.com

تلخیص و ترجمانی

مولانا محمد ابراہیم الحق

(باحث فی الدراسات الإسلامية - الأزهر الشريف)

الموضوع : القرآن وعلومه
العنوان : كيف تحفظ القرآن الكريم
تأليف : د. يحيى الغوثاني

2307

غوث

عدد الصفحات : ١٤٤

قياس الصفحات : ٢٠ × ١٤

جميع الحقوق محفوظة

يمنع طبع هذا الكتاب أو جزء منه بكل طرق الطبع والتصوير والنقل والترجمة والتسجيل المرئي والمسموع والحاسوبي وغيرها من الحقوق إلا بإذن خطي من المؤلف.

كَلَامُ الْغَوْثَانِيِّ لِلدِّرَاسَةِ الْقُرْآنِيَّةِ



دمشق : حلبوني - ص ب : ٢٥٢٣٧ - فاكس : ٢٤٥٤٠١٣

هاتف : ٢٤٥٣٦٣٨ (٩٦٣١١ +) - جوال : ٣١٤٣٩٠ ٠٩٣

البريد الإلكتروني : algawthani@scs-net.org

تطلب جميع منشوراتنا في

لبنان - بيروت - دار البشائر الإسلامية - هاتف : ٧٠٢٨٥٧ (٠٠٩٦١١)

الأردن - عمان - دار النفائس - هاتف : ٥٦٩٣٩٤٠ (٠٠٩٦٢٦)

الطبعة الأولى

٢٠٠٥ - ٢٠٠٦ م

Topic: The Qur'an & its Sciences
Title: How to Memorize the Holy Qur'an
Compiled by: Dr. Yahyá 'Abdul Razzaq al-Ghawthani
Translated by : Muhammad Abrarul Hhaqq
Pages: 144
Page size: 14X20

All rights reserved

No part of this book may be reproduced, or utilized in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopying, translating and visual or audio recording, or by any information storage and retrieval system, without the written permission of the author.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



Ghawthani House For Quranic Studies
Printing, Publishing, Distributing

Damascus: Halbbuni, P. O. Box: 25237 Fax: 2454013

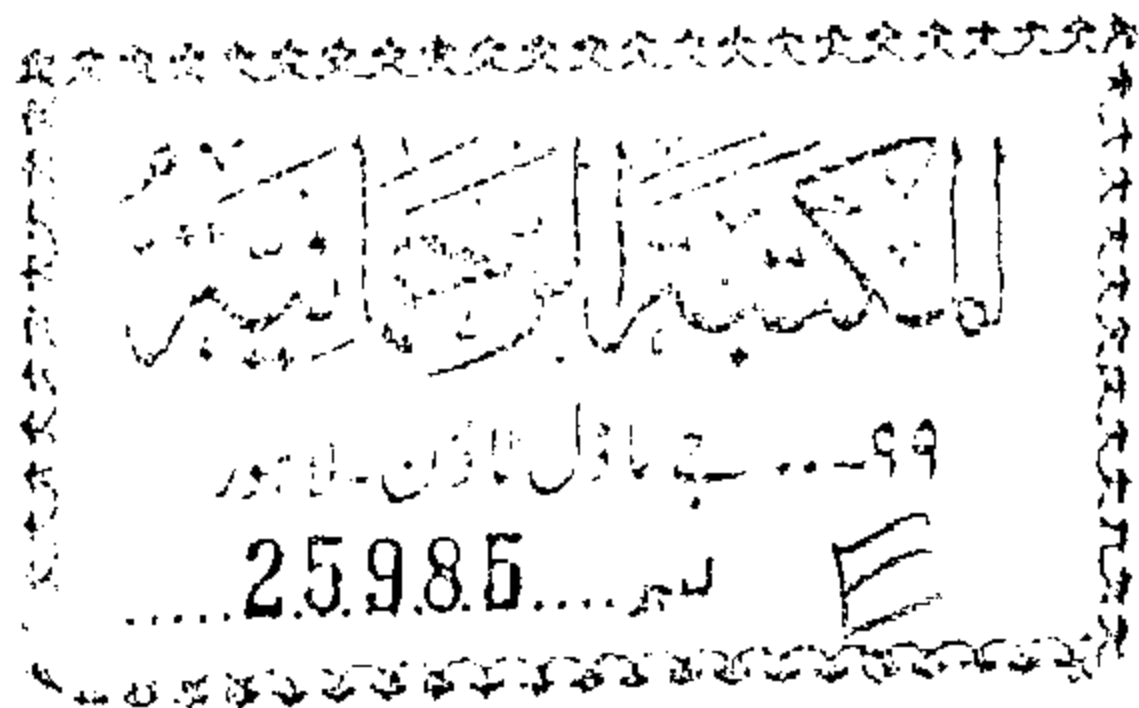
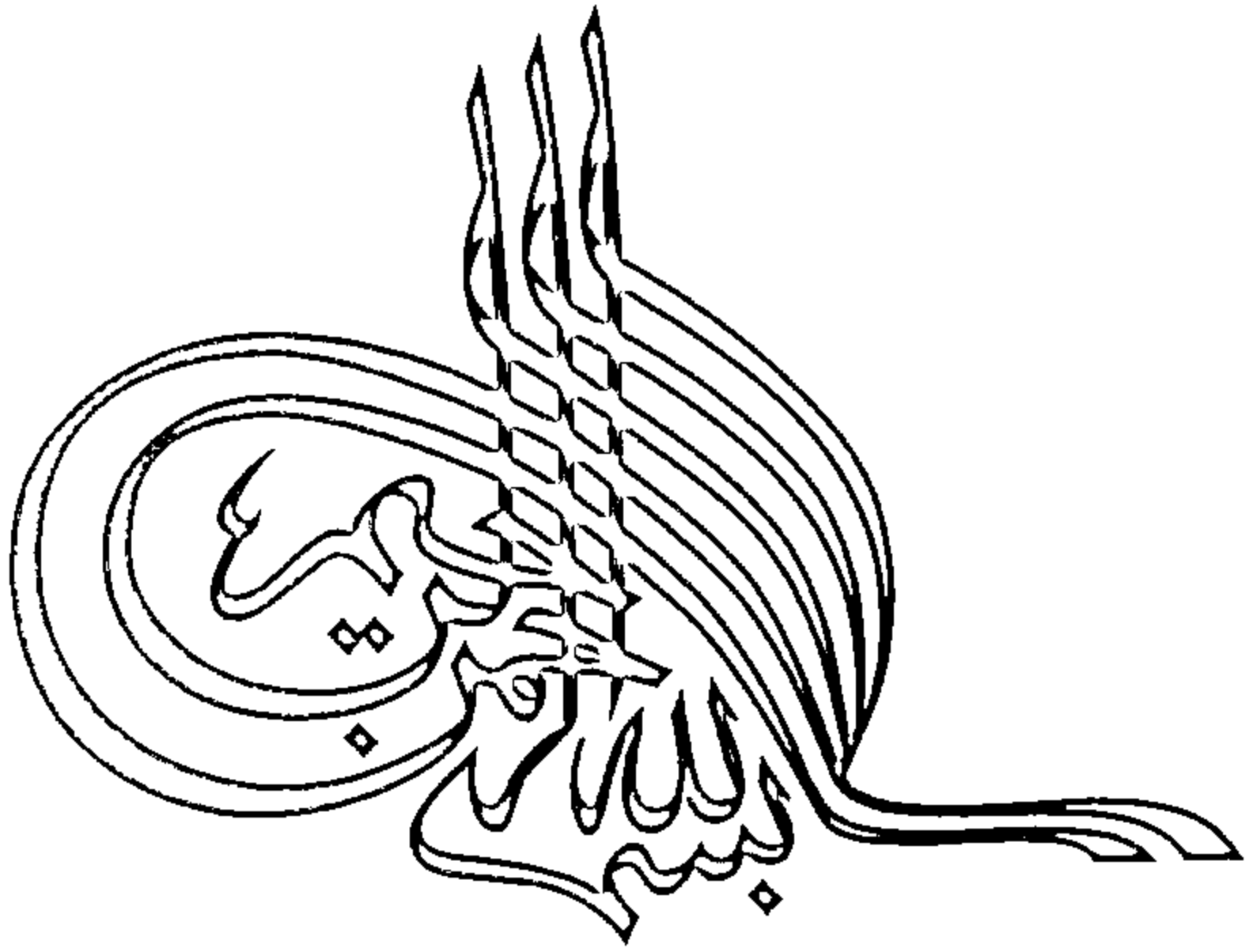
Phone: 2453638 (+96311) **Mobile:** 093 314390

E-mail: algawthani@scs-net.org

Compiled by: Dr. Yahyá 'Abdul Razzaq al-Ghawthani

Mobile: 00966503610156

E-mail: Gwthan@hotmail.com



فہرست مضامین

4	تفصیلات کتاب
	انتساب
4	فہرست مضامین
9	رائے گرامی حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری مدظلہ (استاذ حدیث دارالعلوم، دیوبند)
10	مقدمہ کتاب..... پروفیسر محسن عثمانی ندوی (صدر شعبہ عربی سیفل (حیدرآباد)۔
12	عالم اسلام کے اکابر علماء و فضلاء کی تقاریظ سے اقتباسات
13	مترجم کی باتیں
16	مقدمہ مولف
19	فصل اول تمہید
20	۱۔ پہلی بحث حفاظت قرآن کا ربانی انتظام
21	۲۔ دوسری بحث کتاب اللہ اور حاملین قرآن کی فضیلت
23	۳۔ تیسری بحث آموختہ اور دور کا وجوب اور نسیان پر وعید
25	۴۔ چوتھی بحث تحصیل علم کی شرائط
27	فصل ثانی حفظ قرآن کے سلسلہ میں عمومی قواعد اور بنیادی ضوابط
28	۱۔ پہلا قاعدہ اخلاص
29	۲۔ دوسرا قاعدہ بچپن کا حفظ
31	۳۔ تیسرا قاعدہ مناسب وقت کا انتخاب
32	۴۔ چوتھا قاعدہ موزوں جگہ کا انتخاب
35	۵۔ پانچواں قاعدہ تجوید اور نغمہ کے ساتھ بلند آواز میں تلاوت
37	۶۔ چھٹا قاعدہ ایک ہی طبعہ والی مصحف پر اکتفاء کرنا
38	۷۔ ساتواں قاعدہ حفظ سے قبل تصحیح تلاوت
39	۸۔ آٹھواں قاعدہ ربط کی اہمیت اور طریقہ کار
40	۹۔ نواں قاعدہ تکرار

42	یومیہ باقاعدہ حفظ	۱۰۔ دسواں قاعدہ
44	آہستہ اور سکون کے ساتھ حفظ کرنا	۱۱۔ گیارہواں قاعدہ
46	فتشایہات پر خوب توجہ دینا	۱۲۔ بارہواں قاعدہ
48	تجربہ کار استاد کے ساتھ جڑے رہنا	۱۳۔ تیرہواں قاعدہ
51	آیتوں پر نظر جمانا	۱۴۔ چودہواں قاعدہ
	حفظ اور عمل کا جوڑ	۱۵۔ پندرہواں قاعدہ
54	آموختہ کو منظم کرنا	۱۶۔ سولہواں قاعدہ
55	جامع فہم	۱۷۔ سترہواں قاعدہ
56	ذاتی شوق اور اندرونی رغبت	۱۸۔ ٹھارواں قاعدہ
58	التجاء بذریعہ ذکر و دعاء	۱۹۔ انیسواں قاعدہ
63/64	عملی اور تطبیقی طریقے اور مفید وسائل و ذرائع	فصلِ ثالث
65	ایک مجرب اسلوب	۱۔ پہلا طریقہ
69	برصغیر ہندوپاک کا نہج (ضمیمہ اور مترجم)	۲۔ دوسرا طریقہ
71	دور کنی طریقہ	۳۔ تیسرا طریقہ
72	کاروں میں ضائع ہونے والے وقت سے استفادہ	۴۔ چوتھا طریقہ
74	پیشہ ور لوگوں کی ٹیکنیک	۵۔ پانچواں طریقہ
	عقل باطن کی مشغولیت سے استفادہ	۶۔ چھٹا طریقہ
80	اپنی آواز کے ذریعہ حفظ	۷۔ ساتواں طریقہ
81	بچہ کو خود اس کی آواز کے ذریعہ حفظ کرانا	۸۔ آٹھواں طریقہ
84	حفظ بذریعہ کتابت	۹۔ نواں طریقہ
85	تختہ سیاہ (بورڈ) سے استفادہ	۱۰۔ دسواں طریقہ
87	تختی کا استعمال	۱۱۔ گیارہواں طریقہ
88	انعامی مقابلے	۱۲۔ بارہواں طریقہ
91	صفحہ کے آخری حصہ سے حفظ کرن	۱۳۔ تیرہواں طریقہ

92	چودھویں قاعدہ	سطر بہ سطر منتقل ہونا	۱۴-
93	پندرہواں طریقہ	کمپیوٹر کا استعمال	۱۵-
94	سولہواں طریقہ	کسی خاص وقت سے جوڑنا	۱۶-
95	سترہواں طریقہ	موثر واقعات سے مربوط کرنا	۱۷-
97	اٹھارواں طریقہ	محسوسات سے مربوط کرنا	۱۸-
99	۱۹۔ انیسواں طریقہ	فہم آیات پر اعتماد کرنا	
101	۲۰۔ بیسواں طریقہ	نابینا حضرات کا طریقہ کار	
103	۲۱۔ اکیسواں طریقہ	مساجد میں حفظ کے حلقے	
105	۲۲۔	بائیسواں طریقہ دائرہ میں گھومنا	
107	۲۳۔	تیسواں طریقہ از کی نہج	
108	۲۴۔	چوبیسواں طریقہ ترکی اسلوب	
110	۲۵۔	پچیسواں طریقہ سچے قسے 'فنی مناظر' سے مربوط کرنا	
112	تمہ	مفید اور مقوی غذائیں	
112	شہد		
112	ایک مفید نسخہ		
112	کشمش		
	گائے کا دودھ		
	آب زمزم		
	مچھلی		
	کثرتِ طعام کا مضر ہونا		
115/116	فصلِ رابع	آموختہ اور دور	
	فصلِ رابع	انفرادی آموختہ	
	۱۔ پہلی صورت	تدلیس	
	۲۔ دوسری صورت	تسبیح	

118	۳۔ تیسری صورت	ایک دہے میں ختم
118	۴۔ چوتھی صورت	تخصیص اور تکرار کا وصول
118	۵۔ پانچویں صورت	بیک وقت دو ختم
118	۶۔ چھٹی صورت	یک ماہی ختم
119	۷۔ ساتویں صورت	نمازوں میں دور
119	۸۔ آٹھویں صورت	کیسٹس کی سماعت
119	۹۔ نویں صورت	از سر نو حفظ
120	دور کنی آموختہ	
120	پہلی صورت	اسباق کا آموختہ
120	دوسری صورت	ہم سبق کے ساتھ آموختہ
120	تیسری صورت	معارضہ جبرئلیہ
121	آموختہ اور دور کی بعض عجیب و غریب صورتیں	
122	مغربی طریقہ	
122	اجتماعی مراجعہ	
123	قیدیوں کا ایک دلچسپ واقعہ	
126	فصل خامس	
127	پہلی بحث	ہدایات و تنبیہات برائے حفاظ کرام
129	دوسری بحث	حاملین قرآن، طلبہ علم اور نوجوانوں کے لئے عمومی ہدایتیں اور ضروری نوٹس
133	خاتمہ	
134	فہرست بنیادی مقولات	(ضمیمہ از مترجم)
	حواشی	
138	مصادر و مراجع	
	تعارف مؤلف	
	مترجم بیک نظر	
142	اس کتاب سے استفادہ کا طریقہ کار	
144	یادداشت	

رائے گرامی

حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری دامت برکاتہم

(استاد حدیث دارالعلوم دیوبند)

الحمد لله رب العلمین والصلاة والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

قرآن کریم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر خدائے تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے، اس کتاب کے نزول کے بعد انسان رضائے خداوندی کے حصول میں صرف اسی کتاب کو رہنما بنا سکتا ہے، اس لئے خدائے تعالیٰ نے نزول کے بعد، اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود ہی لی ہے۔

حفاظت کے طریقوں میں نہایت موثر طریقہ تعلیم و تعلم اور حفظ ہے جس پر رسول پاک ﷺ نے بے شمار فضائل اور بے پایاں بشارتیں بیان فرمائی ہیں، جو بے شک اور یقیناً حاصل ہونے والی ہیں اور اللہ کے نیک بندے ان کیلئے محنت کرتے رہے ہیں۔

چنانچہ امت روز اول سے اس کتاب سے تعلق اور شغف کو اپنی سعادت سمجھتی ہے اور حفظ قرآن کو امت مسلمہ کا ہر فرد اپنی سب سے بڑی دولت تصور کرتا ہے۔

امت کے تجربہ کار معلمین نے اس خدمت کیلئے اپنی زندگی وقف کی اور تادمقہ و سعادت مند شاگردوں کو اس دولت سے مالا مال کرتے رہے، اور کر رہے ہیں۔

نہایت مسرت کی بات ہے کہ آخرت کی اس سب سے بڑی دولت کو حاصل کرنے کے لئے قواعد و ضوابط پر مشتمل ایک کامیاب رسالہ، ڈاکٹر یحییٰ بن عبدالرزاق صاحب نے عربی زبان میں مرتب کیا۔ اس کو قبول عام حاصل ہوا۔

اور اب الحمد للہ اسی رسالہ کو اردو زبان میں جناب مولانا محمد ابرار الحق صاحب حیدرآبادی نے کامیابی کے ساتھ منتقل کر دیا ہے۔ زبان و بیان کے اعتبار سے ترجمانی قابل تعریف ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ اپنی کتاب کیلئے جدوجہد کرنے والوں کو اپنی شان کے مطابق جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کی خدمت کو شرف قبول عطا کرے۔ آمین

(مولانا) ریاست علی بجنوری غفرلہ (مدظلہ)

مقدمہ کتاب

پروفیسر محسن عثمانی ندوی

(صدر شعبہ عربی، سیفل یونیورسٹی (CIEFL))

یہ چند سطریں نزول قرآن کے مقدس مہینہ اور اس کے عشرہء اخیرہ میں حفظ قرآن پر ایک اہم کتاب کے مقدمہ کی حیثیت سے سپرد قلم کی جا رہی ہیں۔ راقم سطور کی قیام گاہ کے پاس ہر چند قدم پر مسجد ہے اور ہر مسجد میں تراویح ہوتی ہے اور تراویح میں کوئی حافظ قرآن مجید سناتا ہے۔ قرآن مجید کی دولت سے اس کا سینہ معمور ہوتا ہے۔ اسکے دل میں یہ بدر کامل مستور ہوتا ہے۔

دنیا کی کسی کتاب کو یہ مقام اور یہ درجہ حاصل نہیں ہے کہ لاکھوں انسانوں کے سینہ میں وہ محفوظ ہو (انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ الحجر ۹) کی عملی تفسیر اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ قرآن کے علاوہ دنیا میں کوئی آسمانی کتاب اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہیں ہے، ہر کتاب تحریف کا شکار ہو چکی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات ضائع ہو چکی۔ کہا جاتا ہے کہ اصل نسخہ ”بخت نصر“ کی آگ میں جل گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل ہوئی تھی وہ عبرانی زبان میں تھی۔ حافظہ کی بنیاد پر طویل عرصہ کے بعد یہ نسخہ تیار کیا گیا وہ بھی ناپید ہو گیا۔ انجیل کے بارے میں یہ طے نہیں ہے کہ وہ اصلاً کس زبان میں نازل ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سریانی اور آرامی تھی لیکن اس وقت دنیا میں انجیل کا قدیم ترین نسخہ جو موجود ہے وہ یونانی زبان میں ہے لیکن یہ وہ زبان نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولتے تھے اور شام و فلسطین میں بولی جاتی تھی۔ تاریخ کی دست برد سے کوئی کتاب اگر محفوظ ہے تو قرآن مجید ہے۔ اسباب کی دنیا میں قدرت کی طرف سے قرآن مجید کی حفاظت کیلئے خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔ آغاز تاریخ اسلام میں مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر اس کا ایک اصل نسخہ (MASTER COPY) تیار کیا گیا پھر اس کی سینکڑوں نقلیں تیار کی گئیں۔ پھر ایک ہزار سال تک قرآن پر ایمان رکھنے والوں کو دنیا میں مکمل اقتدار عطا کیا گیا۔ مفتوحہ ممالک تک عربی زبان کی اشاعت ہوئی اور اس زبان کا دائرہ جزیرۃ العرب سے نکل کر ایشیا اور افریقہ کے ملکوں تک پھیل گیا، قرآن مجید کے ہزاروں نسخے ان ملکوں میں پھیلائے گئے۔ ان ملکوں میں قرآن کی تعلیم اور حفظ کے ہزاروں مرکز قائم کئے گئے اور اس طرح لاکھوں انسانوں نے قرآن مجید کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا (بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم العنکبوت ۴۹) حفاظت کا اتنا غیر معمولی حیران کن انتظام دنیا کی کسی کتاب کے ساتھ نہ پہلے ہوا نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ اللہ کے وعدے کی تکمیل کو ہر شخص آسانی کے ساتھ دیکھ سکتا ہے اور سمجھ سکتا ہے۔

جہاں یہ دیکھ کر دل فرط مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے کہ ہندوستان میں حفاظ کی کثرت ہے وہاں رمضان میں

یہ دیکھ کر افسوس بھی ہوتا ہے کہ بہت سے حفاظ کے خارج درست نہیں رہتے ہیں اور تجوید کے قواعد کا وہ لحاظ نہیں کرتے۔ اسلئے کہ انہوں نے قرن تو حفظ کر لیا لیکن فن تجوید اور قرأت سے وہ حفظ کے مرحلہ میں آشنا نہیں ہو سکے، اس لئے وہ قرآن کو صحیح نہیں پڑھتے ہیں حالانکہ قرآن کا صرف پڑھنا کافی نہیں بلکہ صحیح پڑھنا بھی ضروری ہے۔ پڑھ کچھ لوگ اگر تجوید کے فن سے واقف رہتے ہیں تو تراویح میں وہ ترتیل کا خیال نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ ترتیل کا قرآن میں حکم دیا گیا ہے (ورتل القرآن ترتیلاً مزمل ۴) ترتیل کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنا صاف اور اس قدر آہستہ ضرور پڑھا جائے کہ ہر لفظ مقتدی سن سکے اور سمجھ سکے۔ غیر معمولی غلٹ اور حد سے فزوں، طوفان بد اماں سرعت کے نتیجہ میں پہلی صف میں کھڑے ہونے والے اور عربی زبان سے واقف مقتدی بھی قرآن سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور کئی کئی آیتیں ان کے سر کے اوپر سے گزر جاتی ہیں۔ یہ قرآن میں ترتیل کے حکم کی کھلی ہوئی خلاف ورزی ہے۔ پورے قرآن مجید کا تراویح میں ختم کرنا اور مقتدی کا سننا اکثر علماء کے نزدیک صرف مستحب ہے۔ لیکن ختم کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن بس کسی صورت سے ختم ہو جائے چاہے الفاظ واضح طور پر سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔ اگر اسلامی حکومت قائم ہو تو یقیناً حاکم ایسے غلٹ شعار تیز رفتار اور صبا بردار اماموں کو تراویح کی امامت سے روک دے۔ شبینہ تراویح کا ذکر ہی کیا روزانہ سو پارہ پڑھنے والے بھی ترتیل کی خلاف ورزی کے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ غلطی غالباً اس لئے ہوتی ہے کہ حفظ قرآن کے مرحلہ میں صحیح اور آہستہ پڑھنے کی مشق نہیں ہو سکتی۔ اور امام ڈرتا ہے کہ کہیں آہستہ اور صاف پڑھنے کی کوشش میں وہ بھول جائے۔ اسے اپنے حافظہ پر اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کی سرزمین اس اعتبار سے زرخیز اور قابل رشک ہے کہ یہاں قرآن مجید کے حفاظ کی کثرت ہے لیکن قابل افسوس بات یہ ہے کہ تراویح میں یہاں تجوید اور ترتیل دونوں باتوں کا پورا لحاظ کرنے والے کم ملتے ہیں حفظ قرآن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک بہت بڑی نعمت ہے لیکن اس نعمت کے حصول کا یعنی حفظ قرآن کا صحیح طریقہ کیا ہے اس موضوع پر کوئی باقاعدہ علمی انداز کی کتاب اردو میں موجود نہ تھی، ماضی کے اعتبار سے دارالعلوم حیدرآباد کے فراغت یافتہ عالم اور حال کے اعتبار سے جامع ازہر کے نوجوان طالب علم اور مستقبل کے اعتبار سے (ان شاء اللہ) ایک کامیاب مربی و معلم عزیز گرامی مولوی محمد ابرار الحق سلمہ نے عربی زبان کی اس موضوع پر ایک اہم کتاب کا ترجمہ کر کے اس خلا کو پر کر دیا ہے۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے تحفیۃ القرآن کے اداروں میں نصاب میں داخل کیا جائے اور کلام اللہ کے حفظ کا عزم دارادہ کرنے والے تمام لوگ چاہے وہ کسی عمر کے ہوں خواہ وہ مدرسوں کے طالب علم ہوں یا غیر طالب علم ہوں اس سے پورا فائدہ اٹھائیں اور اسے حرز جان بنائیں۔ حفظ قرآن کے اساتذہ بھی اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اسلئے یہ کتاب ہر مسجد، ہر مدرسہ، ہر کتب خانہ اور ہر مکتبہ میں موجود ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ مصنف اور مترجم دونوں کو اجر جزیل عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبول عام کا شرف مرحمت فرمائے۔ (آمین)

عالم اسلام کے اکابر علماء و فضلاء کی تقاریر سے اقتباسات

فضيلة المقرئ الشيخ عبدالغفار الدروبي الحمصي

(استاذ، قراءات جامعة أم القرى، مكة المكرمة)

’اس میں حفظ کے سلسلے میں ائمہ فن کے پسندیدہ طریقہ یکجا ہو گئے ہیں۔ شیخ یحییٰ ایک عرصہ تک میرے ساتھ رہے۔ سارا قرآن مجید قراءت عشرہ متواترہ کے ساتھ پڑھا۔ میں انہیں ہر وقت اور ہر جگہ پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت دیتا ہوں۔‘

☆☆☆

تقریظ شیخ القراء فی مدینة حمة فضيلة الشيخ سعيد عبدالله المحمد

(استاذ قراءات، جامعہ أم القرى، مكة المكرمة)

’اس کتاب میں راغبین حفظ کے لئے بیس سے زائد طریقے بیان کئے گئے ہیں، نیز حفاظ کرام کے اندر مطلوب اخلاق اور معلمین کے لئے لازم صفات پر بھی بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔ انھوں نے یہ قواعد اور اصول اسلاف کے تجربوں سے مستنبط کئے ہیں۔‘

☆☆☆

تقریظ فضيلة المقرئ الأستاذ الشيخ المحقق امين رشدي سويد

’کتنے لوگ ہیں، جنہوں نے مجھ سے راستہ روک کر بیشمار دفع سوال کیا کہ حفظ کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ جس کے جواب میں شیخ یحییٰ کا رسالہ منظر عام پر آیا جو تمام ہی راغبین حفظ، نوجوانوں اور عمر درازوں کے لئے یکساں مفید ہے۔‘

☆☆☆

تقریظ الاستاذ البروفیسور حسن احمد حامد (عمید کلیہ الشریعہ، جامعہ

القرآن و العلوم الاسلامیہ، أم درمان، سوڈان)

’اس کتاب کے مطالعہ کے دوران آدمی نہ صرف (علمی حقائق کی بنیاد پر) مطمئن ہوتا ہے، بلکہ (دلچسپ معومات کی وجہ سے) لطف اندوز بھی، کتاب کی پہلی سطر میرے لئے ایک نیا فائدہ تھی، اور اسی طرح ہر سطر.....‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مترجم کی باتیں

قرآن مجید خالق کائنات کا کلام، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمی (Scientific) اور ادبی (Literary) عظیم معجزہ اور رہتی دنیا تک کے لئے اسلام کی حقانیت اور پیغمبر ﷺ کی تعلیمات کی صداقت کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔

اسی لئے امت نے ہر دور میں اس کے حفظ کی طرف بے پناہ توجہ دی، اور اس کے افراد اس سلسلے میں سبقت کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کرتے رہے۔ ہر زمانہ میں کروڑوں لوگوں نے اس کی بہت سی سورتوں اور پاروں کا اور لاکھوں لوگوں نے سارے قرآن مجید کا حفظ کیا۔ چنانچہ ہر ملک میں بے شمار لوگوں نے یہ سعادت حاصل کی۔ ایک اندازہ کے مطابق صرف ترکی میں پانچ لاکھ لوگ حافظ قرآن ہیں۔

تاہم حفظ کے سلسلہ میں ضروری قواعد اور مفید طریقے اساتذہ اور مشائخ سے سینہ بسینہ منتقل ہوتے رہے، یا پھر مختلف علوم و فنون کی کتابوں میں منتشر..... چنانچہ ضرورت اس بات کی تھی کہ اس پر توجہ دی جاتی، اور انہیں یکجا کیا جاتا، تاکہ اسے ایک 'مستقل فن' کی شکل مل سکے، الحمد للہ علامہ ڈاکٹر یحییٰ بن عبدالرزاق الغوثانی (جنہیں خدمت قرآن کا ایک طویل تجربہ حاصل ہے) نے اس موضوع پر نہایت مفید، تحقیقی اور دلچسپ کام کیا، جسے نہ صرف علماء عرب نے بلکہ دنیا بھر کے دینی اداروں، قرآنی حلقوں کے ذمہ داروں، اساتذہ اور طلبہ نے پسند کیا۔ اور اس سے مستفید ہوئے۔

احقر کی خواہش تھی کہ یہ مفید کتاب اردو داں حضرات تک پہنچ سکے۔ یہ تلخیص اور ترجمانی اسی خواہش کی تعبیر ہے۔ الحمد للہ

ترجمہ کے سلسلے میں ان گذارشات کا پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

○ زبان حتی الامکان سادہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

○ کتاب سے استفادہ کی راہ ہموار ہونے کے لئے ترجمہ میں 'حرفیت' کی پابندی نہیں کی

گئی، بہت سی جگہ معانی کی ادائیگی عام فہم الفاظ میں کی گئی۔ اس لئے ترجمہ میں اگر کچھ کوتاہی رہ گئی ہو تو اس کی ذمہ داری عاجز پر آتی ہے۔ اپنے اصلاحات سے نواز کر عند اللہ ماجور ہوئے۔

○ جن مضامین کی کوئی خاص ضرورت نہیں (کہ اس سے متعلق دوسری کتابیں ہیں) یا جن کا ایک سے زیادہ دفعہ کتاب میں ذکر ہوا انہیں حذف کر دیا گیا۔

○ { } کی عبارت مترجم کی طرف سے اضافہ ہے۔

○ کتابوں کے حوالے آخر میں دئے گئے ہیں تاکہ پڑھنے میں تسلسل رہے۔ البتہ بعض مفید نوٹس اور علماء کے تراجم حاشیہ میں درج کئے گئے ہیں۔

○ ہندوستان اور برصغیر میں رائج طریقہ تعلیم اور حفظ کے سلسلے میں علماء و حفاظ کی مستقل قربانیوں اور عظیم خدمات کا تفصیلی ذکر اس کتاب میں نہ آسکا (جو ایک مستقل موضوع ہے) غالباً مولف کو بوقت تصنیف مواد نہ مل سکا۔ البتہ اس کی اہمیت کے پیش نظر احقر نے ایک مختصر مگر جامع ضمیمہ 'برصغیر ہندوپاک کا نہج' کے عنوان سے پیش کیا ہے۔

○ آیتوں کے اتھ احادیث شریفہ کے متن کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ عربی داں حضرات کلام الہی اور لسان نبوت سے لطف اندوز ہوں، نیز ان وسیع اور عمیق معانی سے مستفید ہوں جو صرف وحیین (کتاب و سنت) سے براہ راست اخذ ہو سکتے ہیں۔

اگر طلبہ کرام ان آیتوں اور احادیث کو یاد کر لیں تو 'موضوعاتی تقسیم' کے لحاظ سے آیات و احادیث کے یاد کرنے کا رواج چل پڑ سکتا ہے جو بے حد باعث برکت ہے اور دعوتی کاموں، اور علمی میدانوں میں مفید۔

اس کتاب سے استفادہ کے لئے ان باتوں کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔

○ چونکہ اس کتاب میں ایک 'متکامل مضمون' بیان کیا گیا ہے، اس لئے پورے طور پر اس کا پڑھنا بے حد ضروری ہے۔ کسی ایک قاعدہ یا طریقہ کو دوسروں سے ہٹ کر نہیں سمجھا جاسکتا اور نہ 'مشترکہ قواعد' کی رعایت کے بغیر ان کی تطبیق ہو سکتی ہے۔

○ اس کتاب میں مختلف طریقے بیان کئے گئے ہیں تاکہ موقعہ محل اور طالب علم کے

مزاج اور سہولت کی رعایت کرتے ہوئے کسی طریقہ کا انتخاب کیا جاسکے۔ دوسرے طریقے علمی اور فکری افق کو وسعت دینے، حوصلہ بڑھانے اور مختلف قیمتی اور کارآمد باتوں کو جاننے کا ایک بہترین موقعہ فراہم کرتے ہیں۔

○ بعض طریقوں میں کمی بیشی، تبدیلی اور اضافہ کسی تجربہ کار مخلص استاذہ کے مشورہ سے ہو سکتا ہے بشرطیکہ اصل روح باقی رہے۔

یہ مقدمہ اس وقت تک اختتام پذیر نہیں ہو سکتا جب تک بعض حضرات کا تہہ دل سے شکر یہ ادا نہ کیا جائے، خاص طور پر اپنے علم دوست ماموں، محقق عالم دین اور داعی اسلام حضرت مولانا مفتی محمد نوال الرحمان صاحب مفتاحی مدظلہ کا مشکور ہوں جن کی ہمت افزائی نے اس کام کا حوصلہ دیا۔ نیز معروف عالم دین اور استاذ حدیث حضرت مولانا سید ریاست علی صاحب بجنوری مدظلہ اور مشہور مصنف، ادیب اور مفکر جناب پروفیسر محسن عثمانی ندوی صاحب مدظلہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات فارغ کر کے اس طالب علم کی حوصلہ افزائی کی اور بیش قیمت مقدموں سے اس کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا۔

نیز مکاتب قرآنیہ اور مدارس دینیہ کی سرپرستی اور انتظام اور مدرسین کی تربیت کا ایک طویل تجربہ رکھنے والے ماموں حضرت مولانا محمد جمال الرحمان صاحب مفتاحی مدظلہ، دارالعلوم حیدرآباد کے فاضل استاد جناب مولانا سیدومیس احمد صاحب ندوی مدظلہ اور لجنۃ العلماء آندھرا پردیش کے فعال صدر جناب مولانا عبدالعلیم کوثر صاحب قاسمی مدظلہ و کا بھی شکریہ ضروری ہے، جنہوں نے اس ترجمہ کو ملاحظہ کیا اور قیمتی مشوروں سے مالا مال کیا۔ فجزاھم اللہ افضل ما یجزی عبادہ الصالحین۔

محمد ابرار الحق

مقدمہ مولف

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد
وعلى آله وصحبه أجمعين وبعد۔

بعض دوستوں نے اس ”بے نوا“ سے خواہش کی کہ حفظ قرآن کے راغبین کے لئے
ایک کتاب لکھی جائے جس میں حفظ کے سلسلے میں بنیادی قواعد، بہترین وسائل اور عمدہ طریقے
بیان کئے جائیں۔

چنانچہ میں نے مغرب اور عشاء کے درمیان تین مجلسوں میں ضروری نوٹس تیار
کر لئے، افکار کی آمد ہونے لگی، اور بحث و تحقیق کے مختلف پہلو میرے سامنے وا ہونے لگے،
اس لئے کہ اس موضوع سے مجھے سالہا سال سے دلچسپی ہے، اور میں نے بہت سی باتیں، علوم
قرآنیہ میں طویل تجربہ رکھنے والے حفاظ کرام اور مشائخ عظام سے سن رکھی ہیں۔
پھر کیا تھا؟! افکار حاضر ہیں، نہ عبارت آرائی کی ضرورت اور نہ ہی لفاظیت کی کوئی حاجت۔



میرا خیال ہے کہ جو بھی اس کوشش پر ایک نگاہ ڈالے گا، اسے حفظ کے سلسلے میں مفید
و معاون چیزیں نظر آئیں گی، اس کا کام بس یہ رہ جاتا ہے کہ اپنے لئے کسی مناسب طریقہ
کا انتخاب کرے، لیکن ان مراحل کا ضرور خیال رکھے جو ہم نے قواعد اور تنبیہات میں بیان کئے
ہیں۔ نیز وصول الی الغایت تک پورے جذبہ کے ساتھ سفر جاری رکھے، اور عملی طور پر تجربہ سے
قبل، جلدی میں کوئی ’بیان‘ جاری نہ کرے۔

اس کتاب کی افادیت کا زندہ ثبوت وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان طریقوں پر عمل
کر کے حفظ مکمل کیا اور جن سے میری ملاقات ہوئی۔

دراصل ایک زمانہ سے مجھے اس موضوع پر علمی مواد کی تلاش ہے۔ لیکن میرے علم کی
حد تک کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس سے طبیعت سیر ہو سکے، سوائے بعض چیدہ چیدہ اشاروں کے
جو کتابوں میں ادھر ادھر پائے جاتے ہیں۔

مجھے ایسا لگتا ہے کہ 'قرآنی علوم' میں لکھنے والوں نے اسے 'محض عملی' تصور کر لیا، اور تفصیلی طور پر اس میں لکھنے سے احتراز کیا۔ حالاں کہ یہ بحث و تحقیق کے لئے ایک اچھا میدان ہے۔ جس پر معیاری تخصصی رسالے لکھے جانے چاہیں، تاکہ ساری دنیا جان سکے کہ مسلمانوں کے ہاں ہر دور میں قرآن کیساتھ کس قدر اہتمام پایا جاتا ہے۔ الحمد للہ "برنامج تحفیظ القرآن الکریم" نے اس کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت کا انتظام کیا اور تیس ملکوں سے زیادہ میں اس کی تقسیم عمل میں آئی اس طرح کثیر تعداد والا یہ ایڈیشن بہت جلد ختم ہو گیا۔

"برنامج....." نے اسے قرآنی معابد، حلقات اور خلا دی کے مدرسین کیلئے لازم تدریسی کورس بنیادی نصاب میں شامل کر لیا۔

"برنامج....." کی طرف سے ترتیب دیئے گئے کورسیں میں یہ کتاب ان محاضرات کا بنیادی محور تھی جو میں نے ریاستہائے متحدہ امریکہ، کینڈا، آسٹریا، کروایا، بوسینیا، سلوفینیا، افریقہ اور ترکی میں دیئے جس کی وجہ سے افکار کی ترتیب و تہذیب میں کافی مدد ملی۔

بلاشبہ مختلف ممالک کے استعار، علمی معابد اور قرآنی حلقوں کی زیارت، بہت سے اسالیب اور متعدد طریقوں سے واقفیت کا بہترین ذریعہ تھی جن کی بنا پر اس مقالہ میں جدید تجربات کے اضافہ کا اچھا موقع مل سکا۔

الحمد للہ جس نے بھی اس کتاب کو پڑھایا پڑھایا اسے قبولیت کی نگاہ سے دیکھا بفضلہ تعالیٰ علوم قرآنیہ، تعلیم و تربیت اور نفسیات کے ماہرین نے اس کے مطالعہ کے بعد اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا اور کتاب کی انفرادیت کا اعتراف اکابر علماء اور طلبہ کرام کے پاس سے بے حد خطوط موصول ہوئے بعض نشر میں ہیں۔ اور بعض نظم میں، جو دراصل ان قواعد اور طریقوں کی صدائے بازگشت ہیں۔

میں ان تمام حضرات کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب پر تقریظ شعر میں یا نثر میں لکھی اگرچہ کہ میرا احساس ہے کہ میں ان اوصاف کا مستحق نہیں۔ میرا جہل میرے علم سے زیادہ ہے۔

خدا یا آپ ہی ان باتوں کو معاف کیجیے جنہیں یہ نہیں جانتے اور مجھے ان کے حسن ظن سے بھی زیادہ اچھا بنا دیجیے۔ والحمد لله رب العالمین۔

یحییٰ بن عبد الرزاق الغویانی

فصلِ اول

- | | |
|-------------|--|
| پہلی بحث : | حفاظتِ قرآن کا ربانی انتظام |
| دوسری بحث : | کتاب اللہ اور حاملینِ قرآن کی فضیلت |
| تیسری بحث : | آموختہ اور دور کا وجوب اور نسیان پر وعید |
| چوتھی بحث : | تحصیلِ علم کی شرائط |

پہلی بحث

حفاظتِ قرآن کا ربانی انتظام

تمام مسلمانوں کا اس پر یقینی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی مکمل حفاظت فرمائی ہے نیز یہ بھی کہ اسے کسی بھی طرح کی تحریف و تبدیلی، زیادتی اور کمی سے محفوظ رکھا چنانچہ قیامت تک باطل اس میں رخسہ انداز نہیں ہو سکتا۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون
بلاشبہ ہم نے قرآن کو نازل کیا اور یقیناً ہم اس کے محافظ ہیں (الحجر ۹)
یہ حفاظت تین باتوں کو مستلزم ہے۔

پہلی بات : اس کے حروف و کلمات کی مکمل حفاظت اور قیامت تک قطعی تواتر کے ساتھ نسل در نسل منتقلی۔

دوسری بات : قرآن مجید کی تفسیر یعنی احادیث نبویہ کی حفاظت

تیسری بات : حاملین قرآن کی حفاظت

مبارک ہیں حاملین قرآن جنہیں حق تعالیٰ ہر زمانہ میں یہ امتیازی تمغہ نصیب کرتے ہیں کہ انکے سینوں کو حفاظت قرآن کیلئے اور ان کی زبانوں کو صحیح طور پر تلاوت کیلئے چنتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اس امانت کی قیمت کو سمجھیں جو انہیں سونپی گئی ہے اور اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔

دوسری بات

حفظ کتاب اللہ اور حاملین قرآن کی فضیلت

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر (القمر ۱) 'اور ہم نے قرآن کو یاد کرنے کیلئے آسان بنا دیا۔ کیا کوئی ہے یاد کرنے والا؟'

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم (العنکبوت ۴۹) 'بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جنہیں علم سے نوازا گیا۔' بخدا یہ کس قدر شاندار آیت ہے جو قرآن کے حامل سینوں کو اہل علم کے لقب سے متصف کرتی ہے۔

ارشادات نبویہ:

(الف) حفظ قرآن کی بنا پر آپ ﷺ صحابہ کے درمیان تفاضل (ایک دوسرے پر فضیلت دینا) فرماتے تھے جب آپ انہیں روانہ کرتے تو نصیحت فرماتے لیو مکم اکثرکم قرآنا (۱) 'تم میں جسے سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرے اور جب شہداء صحابہ کئی ہوتے تو قبر میں لحد کے لئے انہیں مقدم کرتے جنہیں قرآن زیادہ یاد ہو اور بنفس نفس یہ کام انجام دیتے (۲) دوران جنگ علم (جہنڈا) اسے عطا کرتے جسے قرآن زیادہ یاد ہو تا کہ حفاظ قرآن کے خصوصی امتیاز کی رعایت ہو سکے۔

(ب) عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقال لصاحب القرآن اقروا رتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلتک عند آخرایۃ تقرؤھا (۳) صاحب قرآن سے کہا جائیگا، قرآن پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا، ٹہر ٹہر کر پڑھ جیسا تو دنیا میں ٹہر ٹہر کر پڑھتا تھا، اسلئے کہ تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہونچے

(ج) حضرت عثمان بن عفانؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ (۴) تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے صحابہ اور اسلاف کا موقف:

صحابہ کرام، تابعین اور دیگر سلف صالحین قرآن پر کسی چیز کو مقدم نہ کرتے اور نہ اس بات کا مشورہ دیتے کہ طالب علم حفظ قرآن سے قبل حدیث یا دیگر علوم کی طلب میں مشغول ہو۔ ولید بن مسلم کہتے ہیں ہم امام اوزاعیؒ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے جب بھی وہ ہمارے درمیان کسی نوعمر کو دیکھتے تو اس سے دریافت کرتے صاحبزادے! کیا تم نے قرآن پڑھا ہے؟ اگر اس کا جواب ”ہاں“ میں ہوتا تو اس سے یوصیکم اللہ پڑھواتے اور اگر نفی میں جواب دیتا تو کہتے ”جا اور طلب علم سے قبل قرآن سیکھ“ (۵)

اس سلسلہ میں آثار بکثرت منقول ہیں تاہم قدردانوں کیلئے یہ بھی بہت ہیں۔

تیسری بحث

نسیان پر وعید

آموختہ اور دور کا وجوب

”بھول“ انسانی طبیعت کا ایک لازمی حصہ ہے۔ بعض دفعہ تو یہ حفظ اور آموختہ میں کوتاہی کی بناء پر ہوتی ہے اور بسا اوقات مصروفیات کی کثرت کی وجہ سے۔ تاہم قرآن وحدیث میں بھول پر سخت پکڑ کی گئی ہے تاکہ قرآن کے ساتھ غفلت نہ برتی جائے۔

ارشاد باری ہے وقد آتیناک من لدنا ذکر امن اعرض عنه فانہ یحمل یوم القیامۃ وزرا (طہ ۹۹-۱۰۰) اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے وہ قیامت کے دن بڑا بھاری بوجھ لا دے ہوں گے۔

اس آیت کا ظاہر تلاوت قرآن (سے اعراض) پر محمول ہے (۶) بہت سی احادیث مبارکہ میں قرآن مجید کی نگہداشت کی تلقین اور بھلا دینے پر وعید وارد ہوئی ہے۔

(الف) ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تعاهدوا هذا القرآن فوالذی نفسی بیدہ لہو اشد تفلتا من الابل فی غفلہا (۷) اس قرآن شریف کی خبر گیری کیا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قرآن پاک سینوں سے جلد نکل جانے والا ہے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسیوں سے۔

(ب) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: من قرأ ال قرآن ثم نسيه لقي الله عز وجل يوم القيامة وهو أجزم (۸) جو شخص قرآن پڑھے (یاد کرے) پھر اسے بھول جائے قیامت کے دن اللہ عزوجل سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ کوڑھی ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام شب و روز تلاوت کرتے تھے ان حضرات کے ہاں روزانہ کا ورد (معمول) تھا کہ اس کے پورا کرنے سے قبل ہرگز نہ سوتے تھے حالانکہ انہیں جہاد، فتوحات اور نئے مسلمانوں کو احکام اسلام کی تعلیم دینے کی کافی مشغولیت تھیں۔

خدا کرے کہ میری باتوں کی رسائی ان حضرات تک ہو جنہوں نے مساجد کے اندر حفظ قرآن کے حلقوں میں قرآن مجید یاد کیا پھر اسے چھوڑ دیا یا بھلا بیٹھے..... ان لوگوں تک جنہوں نے مدارس میں تعلیم حاصل کی، قرآن مجید حفظ کیا پھر دنیوی مصروفیات میں لگ کر یاد دہانی اور آموختہ سے منہ موڑ لیا..... نیز ان بھائیوں تک بھی جنہوں نے کچھ سورتیں بڑے شوق سے یاد کیں پھر وہ طاق نسیان کے حوالہ ہو گئیں۔

چوتھی بحث

تحصیل علم کی شرائط

سلف صالحین اور ماہرین تعلیم نے حصول علم کے لئے ان چھ باتوں کو لازمی قرار دیا ہے۔

(۱) ذہانت (۲) حرص و اہتمام (۳) جدوجہد (۴) زادِ راہ (۵) صحبت استاد اور (۶) طویل مدت

(۱) ذہانت: ذہانت کی دو قسمیں ہیں ایک قسم تو اللہ کی طرف سے عطا و انعام ہے اور دوسری قسم کسی (محنت سے حاصل ہونے والی ہے) دراصل دونوں ہی اللہ کی جانب سے ہیں تاہم آپ دوسری قسم کو ترقی دے سکتے ہیں۔ اس طرح انسان کی ذہانت میں اضافہ ہو سکتا ہے ہمارے لئے یہ عین ممکن ہے کہ کسی بھی بچہ کو اس کی عمر اور فکری استعداد کا لحاظ کرتے ہوئے معیاری تعلیمی طریقوں کے ذریعہ پروان چڑھائیں تاکہ وہ بعد میں ایک ذہین شخص بن کر تیار ہو اور اپنی قوم کی بہترین خدمت کر سکے۔

(۲) حرص و اہتمام: اگر کسی شخص کو نقدی امانت سونپی جائے اور اس سے کہا جائے کہ اسے فلاں شخص تک پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ کس قدر اہتمام کرے گا۔ جیب کو ٹٹولتا رہے گا کہ کہیں گر نہ جائے، مضبوطی سے تھامے رہے گا نیز دوسری ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کرے گا تاکہ بہر قیمت لالچی نگاہوں سے محفوظ رہے، اسی کا نام حرص و اہتمام ہے۔

حصول علم اور حفظ قرآن کے سلسلہ میں آپ کو بھی اسی طرح کا حریص اور اہتمام کرنے والا ہونا چاہیے کیوں کہ قلعے آرزوؤں سے فتح نہیں ہو سکتے، ہر علمی فائدہ اور نکتہ آپ کے نزدیک ہیرے اور جواہرات سے زیادہ قیمتی ہونا چاہیے۔

اس حرص میں استاد کو بھی شریک ہونا چاہیے تاکہ طالب علم کو اہم حقائق سے باخبر کرتا رہے، غلطیوں کی اصلاح کرے اور علمی سفر میں پیش آنے والی دشواریوں کو آسان کرے (۳) جدوجہد: اس سے مراد بلند ہمتی سے کسی بھی مقصد تک رسائی میں پوری کوشش

صرف کرنا، یومیہ خبر گیری، بکثرت یاد دہانی اور آموختہ کرنا ہے

(۴) زاہدِ راہ: اس سے مقصود مال ہے جو تحصیل علم کے راستہ میں کام آسکے اسلئے کہ ہمارے اسلاف کو یہ بات ہرگز پسند نہ تھی کہ وہ لوگوں پر بوجھ بنیں یا قرآن مجید کو کھانے پینے کا ذریعہ بنائیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے تحصیل علم کے لئے یہ شرط لگائی کہ طالب علم اسلئے کچھ خرچ بھی تیار کرے اور ظاہر ہے کہ طالب قرآن کے لئے تو یہ اور ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ رزقِ حلال کا اہتمام کرے۔

(۵) صحبتِ استاذ: پابندی سے استاذ کی صحبت اور اسباق میں حاضری دینے کا نام صحبت ہے۔ بزرگوں نے کہا: ”جس شخص کا ”حال“ تمہیں طاعت پر نہ ابھارے اور جس کا ”قال“ اللہ سے قریب نہ کرے اس کی ”صحبت“ بھی اختیار نہ کرنا۔“

دراصل تحصیل علم اور حفظِ قرآن کسی ماہر استاذ کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لئے کہ علماء کرام کی خدمت میں زانوئے ادب طے کرنا بے حد ضروری ہے۔

ورنہ جیسا کہا جاتا ہے من کان شیخہ کتابہ کان خطوہ اکثر من صوابہ ”جس کا استاذ کتاب ہو اس کی غلطیاں ہی زیادہ ہوں گی“ اس سلسلہ میں تفصیلی گفتگو فصل ثانی قاعدہ ۱۳ میں کی گئی ہے جہاں ان صفات کی ضروری وضاحت کی گئی ہے جن کا استاذ کے اندر ہونا ضروری ہے نیز استاذ کے انتخاب کا طریقہ کار بھی بتایا گیا ہے۔

(۶) طویل مدت: بسا اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ کسی وعظ وغیرہ کو سن کر یا فضائل علم کے مطالعہ کے اثر سے بعض لوگ پر جوش ہو جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ تک یہی حال رہتا ہے پھر ان کی ہمت میں فتور آنے لگتا ہے چنانچہ وہ سستی کے شکار ہو جاتے ہیں اور کوتاہی برتنے لگتے ہیں نتیجہً رہا سہا تھوڑا سا علم اور علمی مستقبل بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

{ اس لئے حصولِ علم کے لئے اچھا خاصا وقت فارغ کرنا بے حد ضروری ہے }

فصلِ ثانی

حفظِ قرآن کے

عمومی قواعد اور بنیادی ضوابط

پہلا قاعدہ اخلاص

آپ کے علمی سفر میں کامیابی اور توفیق کا راز اخلاص نیت حق تعالیٰ کی طرف سچی توجہ اور رضائے الہی کی طلب ہے۔ ارشاد باری ہے:

قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین (الزمر ۱۱) آپ کہہ دیجیے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اسی کے لئے خالص کر دوں۔ اسلئے جو شخص اس نیت سے حفظ کرے کہ لوگ اسے حافظ صاحب جی کہیں یا فخر، نام و نمود اور دکھاوے کا موقع مل سکے تو اسے کچھ بھی ثواب نہ ملے گا بلکہ اس کے سرگنا ہوں کا بوجھ آپڑے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جن لوگوں کا حساب سب سے پہلے ہوگا وہ تین قسم کے ہوں گے اور آپ ﷺ نے منجملہ ان کے ذکر فرمایا: 'اور ایک شخص جس نے علم حاصل کیا، اسے سکھایا اور قرآن پڑھا ہو، اسے لایا جائے گا، حق تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کا تذکرہ فرمائیں گے اور وہ ان کا اقرار کرے گا پھر ارشاد ہوگا ان کے سلسلہ میں (شکریہ کے طور پر) کیا عمل کیا؟ وہ (جواب میں) کہے گا آپ کے لئے علم حاصل کیا، اسے سکھایا اور قرآن پڑھا، ارشاد ہوگا: تو نے جھوٹ کہا بلکہ اس لئے یہ سب کچھ کیا تا کہ کہا جائے وہ قاری ہے اور یہ کہا جا چکا، پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اور اسے چہرے کے بل گھیٹا جائیگا یہاں تک کہ اسے جہنم رسید کیا جائے گا (۹)

علی بن المدینیؒ کہتے ہیں جب میں حضرت سفیان کو وداع کرنے لگا تو انہوں نے فرمایا یہ علم تمہارے لئے امتحان ہے، لوگ تمہارے محتاج ہوں گے، اس لئے اللہ سے ڈرو اور اپنی نیت درست رکھو (۱۰)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی انما الاعمال بالنیات (۱۱) (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) تو زبان زد عوام و خواص ہے۔

جب طالب علم اللہ کی رضا جوئی کے لئے حفظ کرتا ہے تو دورانِ حفظ اس کا سراپا خوشی و مسرت سے جھوم اٹھتا ہے جس کا دنیا کی کوئی خوشی مقابلہ نہیں کر سکتی اور جس خوشی کے آگے دنیا کی ساری دشواریاں گھٹنے ٹیک دیتی ہیں۔

اور ہاں! اخلاص نیت کی طرف وقتاً فوقتاً طالب علم کی توجہ مبذول کرنے کے سلسلہ میں مربی اور استاذ کا ایک عظیم اور اہم رول ہوتا ہے۔

دوسرا قاعدہ

بچپن کا حفظ

اس بات سے کبھی واقف ہیں کہ بچوں کا ذہن، بڑوں کے مقابلہ میں بہت صاف ہوتا ہے اس لئے کہ ان کی زندگی مشکلات اور شواغل سے خالی ہوتی ہے۔ چنانچہ بچپن کی عمر کو غنیمت جاننا ضروری ہے تاکہ قرآن مجید ذہن میں اچھی طرح نقش ہو جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حفظ الغلام الصغير كالنقش في الحجر وحفظ الرجل بعدما يكبر كالكتاب على الماء (۱۲) چھوٹے بچے کا حفظ پتھر میں نقش کے مانند ہوتا ہے اور بڑے آدمی کا حفظ پانی پر تحریر کی طرح۔

جس شخص کو بچپن ہی میں قرآن کریم یاد دلایا جائے۔ کتاب الہی اس کے خون اور گوشت میں پیوست ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ عمر کے اس ابتدائی حصے میں عقل نشوونما پاتی ہے اور دل میں قرآن پاک کا جماؤ جسم و عقل کے نشوونما کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح قرآن پاک انسان کے اندر رچ بس جاتا ہے۔

امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں یہ ارشاد نبوی نقل کیا ہے:

”من تعلم القرآن و هو فتى السن، خلطه الله بلحمه و دمه“ (۱۳)

’جو شخص نو عمری کے زمانے میں قرآن سیکھے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گوشت اور لہو میں پیوست کر دیتے ہیں۔‘

حفظ کے لئے بہترین عمر پانچ سال سے شروع ہوتی ہے۔ بعض حالات سے پتہ چلتا ہے کہ چار سال کی عمر میں بعض بچوں نے حفظ کا آغاز کیا اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ البتہ اس سے کم عمر والے بچوں کو حروف کی شناخت اچھے طور پر کرائی جاسکتی ہے۔ جس قدر حروف کا سائز بڑا ہوگا، اتنے ہی اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

اس عمر میں 'تلقین' بھی کرائی جاسکتی ہے، چنانچہ جو بھی بچوں کے ساتھ پڑھا جائے وہ حفظ کر لیں گے۔ مگر اس کام میں بچہ کی دماغی صلاحیت اور عمر کا لحاظ ضروری ہے۔ احقر کی رائے میں والدین کو چاہئے کہ بچہ کو تین سال کی عمر میں چھوٹی چھوٹی سورتیں تلقین کریں اور روزانہ اس کے سامنے بار بار دہرائیں۔ نیز بچہ سے کہا جائے کہ یاد کی سورتیں 'دوسروں' کے سامنے سنائے، تاکہ اس کی حوصلہ افزائی ہو سکے اور ڈر و خوف ختم ہو جائے۔

ہر شخص کا مشاہدہ ہے کہ چھوٹے بچے اتنی کہانیاں اور قصے یاد کرتے ہیں جن سے کئی جلدیں (Volumes) بھری جاسکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں دماغ کے ایک اہم حصہ کو مشغول رکھتی ہیں۔ اس لئے اگر بچپن ہی سے ان کا رخ قرآن کی طرف پھیر دیا جائے تو اس طرح ان کا دماغ ایک مفید چیز میں مشغول رہے گا۔

تیسرا قاعدہ

مناسب وقت کا انتخاب

حفظ کے سلسلے میں وقت کا انتخاب بہت اہم چیز ہے، جس وقت طبیعت میں تنگی یا بیزاری کی کیفیت ہو، یا بچے گڑبڑ کر رہے ہوں ایسے میں یاد کرنا مناسب نہیں طالب علم کو چاہئے کہ پرسکون ماحول کی تلاش میں رہے اور طبیعت میں بشاشت کو غنیمت جانے تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ یاد کرنے کے لئے سب سے بہترین وقت 'سحر' (تہجد) اور فجر کے بعد والا ہے، اس لئے کہ اس وقت ذہن میں تازگی اور بدن میں راحت رہتی ہے۔

خطیب بغدادی نے کہا: جاننا چاہئے کہ حفظ اور یاد کرنے کے لئے کچھ اوقات ہیں، جن کی رعایت راغبین حفظ کو کرنا چاہئے۔ سب سے بہتر وقت 'سحر' کا ہے (۱۴)

ابن جماعہؒ کہتے ہیں: 'یاد کرنے کے لئے سب سے بہترین وقت 'تڑکے سحر' کا ہے۔ بحث و تحقیق کے لئے صبح سویرے کا، لکھنے کے لئے دن کا درمیانی حصہ، اور مطالعہ و مذاکرہ کے لئے رات کا وقت (مناسب) ہے (۱۵)

اسماعیل بن ابی اویسؒ فرماتے ہیں: 'جب تم کچھ یاد کرنا چاہو تو سو جاؤ، سحر کے وقت بیدار ہو جاؤ، چراغ جلاؤ، اور اس پر اچھی طرح نگاہ ڈالو، ان شاء اللہ بعد میں کبھی نہ بھولو گے' (۱۶)

حماد بن زیدؒ سے دریافت کیا گیا: 'حفظ کے لئے سب سے زیادہ معاون چیز کیا ہے؟'

'جواب دیا: 'قلت فکر' (۱۷) ظاہر ہے کہ 'قلت فکر' آدمی کو اس وقت نصیب ہوتی ہے، جب قلب فارغ ہو اور یہ نعمت سکونِ شب ہی میں میسر ہو سکتی ہے (نہ کہ دن کے ہنگاموں میں)۔

چوتھا قاعدہ

موزوں جگہ کا انتخاب

’جگہ کا انتخاب‘ حفظ کے کام میں کافی موثر ہوتا ہے، چنانچہ حفظ کی جگہ رنگ برنگے مناظر، نقش و نگار اور دوسری مشغول کرنیوالی چیزیں نہ ہوں اور جگہ جس قدر رنگ ہوتا رہے ہو ملتی رہے بہتر ہے بنسبت کشادگی کے، اس لئے کہ کشادہ ہرے بھرے اور درختوں والے مقام پر آنکھیں خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہونے میں رہ جاتی ہیں۔

اس سلسلے میں ہمارے اسلاف سے بعض قیمتی نصیحتیں منقول ہیں، جنہیں بہت سے جدید تربیتی مسائل (اور وسائل) Modern Educational Methods میں سبقت کا طرہ امتیاز حاصل ہے۔

ذرا خطیب بغدادی کے اس ارشاد کو غور سے پڑھئے: ’جاننا چاہئے کہ حفظ کے لئے بعض جگہیں موزوں ہوتی ہیں، یاد کرنے والے کو چاہئے کہ انہیں اختیار کرے۔ حفظ کے لئے سب سے بہتر جگہ بالا خانے ہیں، اس لئے کہ اوپر کے کمروں میں ہوا عام طور پر صاف ہوتی ہے نہ کہ نچلے کمرے اور ہر وہ جگہ جو طبیعت کو لہو و لعب میں ڈالنے والی چیزوں سے دور ہو، اور جہاں کوئی گھبراہٹ میں مبتلا کرنے والی چیز نہ ہو، کہ دماغ اسی سلسلہ میں متفکر رہے، یا طبیعت پر اثر انداز ہونے والے کوئی چیز نہ ہو، جو حفظ میں رکاوٹ پیدا کر دے..... یہ بات پسندیدہ نہیں کہ ہریالی اور پیڑ پودے کے پاس..... یا نہر کے کنارے اور وسطِ راہ یاد کریں۔ اسلئے کہ ان مقامات پر عموماً ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے دلجمعی میں خلل پڑتا ہے اور طبیعت مکر رہ جاتی ہے‘ (۱۸)

اصل میں حفظ اور ترکیز (Consantration) کا معاملہ، آزاد مطالعہ سے بہت حد تک مختلف ہے، اس لئے کہ مکان کی وسعت، پیڑ پودوں اور مناظر کی کثرت ذہن کو منتشر کرتی ہے، اور یکسوئی اور ترکیز کو بکھیر دیتی ہے۔ جبکہ یہ ماحول آزاد مطالعہ کے لئے مناسب ہے، جس کے لئے نہ زیادہ یکسوئی کی ضرورت ہے، اور نہ ہی مکمل توجہ دینے کی کوئی حاجت، جیسے کسی تاریخی کتاب، قصہ اور کہانی کا مطالعہ۔

سب سے بہتر جگہ جس پر ہمیں اصرار ہے، مسجد ہے اسلئے کہ مسجد میں دل کے تین دروازوں کی حفاظت ہوتی ہے :

نگاہ: جو کسی 'حرام' پر نہیں پڑتی

کان: جس میں صرف 'مباح' آواز ہی جائے گی

زبان: جو 'خیر' کی باتوں میں لگی رہے گی

یہ تینوں دروازے مجموعی طور پر وہ آلہ ہیں جس کے ذریعہ قرآن مجید حفظ کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ جس قدر صاف ستھرا اور پاکیزہ ہوگا، حفظ بھی اتنا ہی پختہ اور پائیدار ہوگا۔

اسی قاعدہ میں دوستوں یا مسجد کے دو کناروں کے درمیان ٹہلنا اور چلنا شامل ہے۔ اس لئے کہ چلنا اعضاء کو چاق و چوبند رکھنے کیلئے بے حد معاون ہے۔ دراصل ٹہلنے کا عمل ”بیاضی چار جنگ“ کے مانند ہے نیز ٹہل کر پڑھنا آموختہ کے لئے بے حد موزوں ہے، مگر آپ کے ہاتھ میں قرآن شریف رہے، تاکہ کہیں انکس یا رکیں تو کھول کر دیکھ سکیں۔

اسی قاعدہ کے ساتھ، بعض اعتبارات سے، اس طریقہ کو بھی ملحق کیا جاسکتا ہے کہ آپ کا حفظ کسی جگہ کے ساتھ منسلک و مربوط رہے، مثلاً مکتبہ اور لائبریری کا کوئی کمرہ سورہ بنی اسرائیل کے لئے اور مسجد کو سورہ نحل کے لئے مختص کیجئے، اس لئے کہ جگہ کی تصویر ذہن میں بیٹھ جائے گی اور جگہ کے ساتھ وہ سورہ بھی نقش ہو جائے گی، جو کبھی ذہن سے نہ نکلے گی چنانچہ شروع ہی سے اگر اس کا خیال رکھیں تو آپ کا حفظ بہت پکا ہو سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ پر غار حرا میں نزول قرآن کا واقعہ اور اس کا نبی علیہ السلام کے نزدیک محبوب جگہ سے مربوط ہو جانا کسی پر مخفی نہیں، ظاہر ہے کہ سنی ہوئی آیتیں اس 'غار' سے مربوط ہو کر قلب اطہر میں نقش ہو گئیں

(☆) بندہ کے خیال میں چھوٹے بچوں کے لئے یہ صورت مناسب ہے کہ مثلاً جب وہ گرمائی چھٹیوں میں نانی، دادی کے ہاں یا کہیں اور جائیں تو کوئی بڑی سورت یاد کر لیں، اس طرح یہ نانی، دادی والی سورہ ذہن میں جمی رہے گی یا عام دنوں میں جب کوئی لمبی چھٹی آئے، کسی کی شادی، بیاہ کا موقع ہو اور کوئی بہت دور سے تشریف لائیں، کسی امتحان یا مقابلہ میں انعام ملے وغیرہ، ان موقعوں پر بھی لمبی یا چھوٹی سورتیں، حسب حال، یاد کرائی جاسکتی ہیں۔

قرآن مجید کے کچھ حصے کا مکہ میں نازل ہونا، کچھ کا مدینہ میں، بعض کا فلاں پہاڑ پر اور بعض کا حضرت عائشہؓ کے مکان میں..... وغیرہ اس سلسلے میں سب سے بڑی دلیل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ”کتاب اللہ میں نازل شدہ ہر سورۃ کے بارے میں میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی.....“ (۱۹)

اس لئے برادر عزیز: اگر اللہ تعالیٰ آپ کو عمرہ کے عظیم موقع سے سرفراز فرمائیں تو قرآن مجید کا کچھ حصہ حرم مکی میں، کعبہ شریف کے پہلو میں حفظ کے لئے مختص کیجئے اور اگر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں تو روضہ اقدس میں حفظ کے لئے ایک پارہ مختص کیجئے۔ اس لئے کہ یہ حفظ ان مقدس جگہوں سے مربوط ہو جائے گا، اور جب بھی آپ اسے دوبارہ پڑھیں گے تو واضح طور پر پختہ اور پائیدار پائیں گے، کیوں کہ اس پہلو پر آپ کی نگاہ تھی۔

مشہور سیاح ابن جبیرؒ نے ذکر کیا ہے کہ دوران سیاحت مصر کے صحراء میں بیٹھے پانی کے کنویں کے پاس ان کا حفظ مکمل ہوا۔ (۲۰)

ذرا غور تو کیجئے یہ کس قدر ”پیاری یادیں“ ہیں (☆)

تنبیہ: آئینہ کا استعمال

آئینہ کے سامنے یا بازو بیٹھ کر حفظ کرنا مناسب نہیں، اس سے خیالات و افکار منتشر ہو سکتے ہیں۔ تاہم مخارج اور صفات حروف کے جاننے کے لئے آئینہ سے استفادہ کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ اگر آپ مخارج کی ادائیگی صحیح کرنا چاہیں تو آئینہ میں دیکھنا مناسب ہے، تاکہ ہونٹوں کی

حرکت اور حروف کی ادائیگی کے دقت زبان کی جگہ نوٹ کر سکیں۔ مخارج سے حروف کی ادائیگی میں دقت اور باریکی کا پتہ چلانے کے لئے آئینہ کے رول سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

(آئینہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ) مختلف زبانوں کی تعلیم کے لئے مختص ادارے آئینہ کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں۔ اور اپنے صوتی تجربہ گاہوں میں اسے استعمال کرتے ہیں۔

پانچواں قاعدہ

تجوید اور نغمہ کے ساتھ بلند آواز میں تلاوت

قرآن کریم کی بعض صوتی خصوصیات، جو اسے عربوں کے عام کام سے ممتاز

کرتی ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ نوں مشدودہ، میم مشدودہ، ادغام اور اخفاء میں غنہ کی مقدار میں اضافہ

۲۔ مد کی مقدار میں اضافہ

۳۔ فطری نغمہ جو ہر قاری کی زبان سے بہہ پڑتا ہے خواہ اس کا علمی معیار کچھ بھی ہو۔

اسی لئے اپنے پسندیدہ نغمہ کے ساتھ احکام تجوید کے دائرہ میں رہ کر تلاوت کرنے

سے حفظ بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اور دوبارہ زبانی اعادہ بھی ظاہر ہے کہ سہل ہو جاتا ہے؛ اس

لئے کہ کسی مخصوص نغمہ کے عادی ہونے کے بعد جب بھی کوئی لفظ چھوٹ جائے گا تو آپ کی

زبان ساتھ نہ دے گی، اور اگر زبان ساتھ دیدے تو آپ کے کان جو اس نغمہ کے عادی ہو چکے

ہیں عموماً اس غلطی کو قبول نہیں کر سکتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”لیس منا من لم يتغن بالقرآن“ (۲۱)

جو شخص قرآن کو (اچھے) نغمہ کے ساتھ نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں،

نیز آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

حسنوا القرآن بأصواتکم (۲۲) قرآن کو اپنی اچھی آواز میں پڑھو،

اپنے ذاتی طرز و انداز میں قرآن مجید پڑھئے اور قاریوں کے نغموں کی نقل نہ اتاریئے

(یہ بات واضح ہوگئی کہ) احکام تجوید کے دائرہ میں رہ کر نغمہ سے پڑھنا قرآن کی اہم

خصوصیت ہے۔

ہمارا مشاہدہ ہے کہ چھوٹا بچہ جب قرآن شریف پڑھتے ہوئے غلطی کرتا ہے تو اس

غلطی سے بچنے کا اس معصوم کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہوتا کہ وہ آیت کو دوبارہ

حفظ کر وہ نغمہ کے ساتھ پڑھے۔

بہت سی دفعہ ہم نے اپنے مشائخ کو دیکھا کہ جب وہ کسی آیت کی تلاوت کر رہے ہوں یا ان کے سامنے کوئی تلاوت کرے، اس دوران اگر ایک حرف میں بھی خلل پڑے تو وہ فوراً محسوس کر لیتے ہیں اور قاری سے کہتے ہیں کہ آیت صحیح نہیں پڑھی گئی، پھر وہ اپنی زبان سے اس نغمہ کے ساتھ، جس کے ساتھ انہوں نے یاد کیا تھا، دوبارہ پڑھتے ہیں تاکہ درست ہو جائے۔

درحقیقت یہ قرآن کا ایک اعجازی پہلو ہے جس پر بحث و تحقیق کرنیکی ضرورت ہے۔



نیز بلند آواز میں تلاوت کرنا بھی حفظ کے لئے مفید ہے۔

عسکریؒ کہتے ہیں: پڑھنے والے کو چاہئے کہ آواز بلند کرے تاکہ خود کو سنائے، اس لئے کہ کان سے سنی ہوئی بات دل میں جم جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی (کانوں سے) سنی ہوئی بات کو پڑھی ہوئی بات کے مقابلہ میں زیادہ سمجھتا ہے اور اگر زبردس کوئی ایسی چیز (کتاب یا رسالہ) ہو جو فصاحت لسانی میں معاون ہو سکتی ہے اور پڑھنے والا اپنی آواز بلند کرے تو اسکی فصاحت میں اضافہ ہوگا، (۲۳)

چھٹا قاعدہ

ایک ہی طباعت والے مصحف پر اکتفاء کرنا

کتابت قرآنی کا شرف و اعزاز ہزار ہا خطاطوں اور کاتبوں نے حاصل کیا اور بیشمار نسخے، مختلف سائزوں میں تحریر کئے ان میں بعض نسخے ایسے ہیں جن میں انہیں حفظ کے مسئلہ کی طرف تنبہ ہوا۔ انہوں نے سوچا کہ ابتداء آیت سے صفحہ کا آغاز اور آیت پر صفحہ کا اختتام حفظ کو سہل بنا سکتا ہے، اسلئے بہت سے تجربہ کار لوگ مصحف حفاظ (حافظی قرآن) کا مشورہ دیتے ہیں۔

لیکن بہت سے لوگ جو مصحف حفاظ (حافظی قرآن) میں حفظ کرتے ہیں، صفحہ ختم ہونے پر رک جاتے ہیں اور دوسرے صفحہ کو شروع نہیں کر پاتے، اس لئے کہ ان کے دماغ میں یہ صفحات (الگ الگ) تختیوں کی طرح محفوظ ہیں کہ ہر تختی دوسری سے مستقل اور جدا گانہ ہے۔

ممکن ہے بعض لوگوں کی رائے مختلف ہو، جو یہ مشورہ دیں کہ ایسی مصحف میں حفظ کرنا چاہئے جس کا صفحہ آیت کے درمیانی حصہ پر ختم ہوتا ہے تاکہ حفاظ کرام بغیر مشقت کے صفحات کو ایک دوسرے سے مربوط کر سکیں۔

بہر حال اگر آپ کسی ایک مخصوص مصحف میں حفظ کریں تو اسے ہرگز نہ بدلیں، تاکہ آپ کا ذہن آیتوں کی جگہ کے سلسلے میں الجھن کا شکار نہ ہو، اس لئے کہ آیتوں کی جگہیں صفحات کے ساتھ ذہن میں نقش ہوتی ہیں۔

ساتواں قاعدہ حفظ سے قبل تصحیح تلاوت

کسی بھی سورہ کو یاد کرنے سے قبل آپ کو چاہئے کہ اس کی قرأت صحیح کر لیں۔ تصحیح میں حرکات، مخارج اور صفات سب شامل ہونا چاہئے۔ یہ کام انفرادی طور پر نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ماہر استاذ کا ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ قرآن انہیں اساتذہ سے سیکھا جاسکتا ہے، جنہوں نے اپنے مشائخ سے نبی کریم ﷺ تک متصل سند کے ساتھ سیکھا ہو، لیکن اگر ایسا شیخ اور استاذ میسر نہ ہو سکے تو اچھے اور جید قراء کرام کی کیسٹیں اس کی کو ایک حد تک پورا کر سکتی ہیں، تاہم کیسٹوں پر مکمل اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

تجربہ سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص قرأت کی تصحیح کے بغیر حفظ کا آغاز کرتا ہے اس سے حرکات میں بلکہ کلمات کی ادائیگی میں بہت سی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں اور اگر بعد میں اسے بتایا بھی جائے تو ان غلطیوں سے چھٹکارا بہت مشکل ہو جاتا ہے، نیز ماہرین نے یہ بھی نوٹ کیا ہے کہ یاد کرانے سے قبل طلبہ کی تلاوت کی تصحیح کرنے والا مدرس اوروں کے مقابلے میں زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔ جس طالب علم کے لئے ایک مقطع (حصہ) صحیح کیا جائے پھر استاذ خود اس کے سامنے پڑھے وہ اس حصہ کو بے حد تیزی سے یاد کر پاتا ہے، جسمیں دوسرے حصوں کے مقابلہ میں تقریباً آدھا وقت خرچ ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں میں خاص طور سے یہ بات نوٹ کی جاسکتی ہے۔

تنبیہ:

بعض غیر عرب ملکوں میں معائنہ اور تحقیق کے لئے کئے گئے دوروں کے دوران احقر نے مشاہدہ کیا کہ انہوں نے تسہیل کی خاطر مصحف کو لاتینی حروف (۲۴) میں شائع کیا۔ یہ بہت بڑی مصیبت ہے کیونکہ طالب علم اپنے سامنے موجود تحریر کے مطابق تحریف شدہ قرأت کرتا ہے مثلاً اعم اس طرح لکھا ہوگا (Amma) اور أعطیناک (Aatainaka)۔ یہ واضح طور پر کلام اللہ میں تحریف ہے (۲۵)

آٹھواں قاعدہ

ربط کی اہمیت

’رابط‘ حفظ قرآن کا ایک اہم قاعدہ ہے۔ یہ دراصل آیتوں کے اواخر اور اوائل کے درمیان ’بصری‘ اور ’صوتی‘ جوڑ پیدا کرنے کا نام ہے۔ اس کے لئے مطلوبہ آیات کی جگہ قرآن شریف کھولنے، پہلی آیت یاد کیجئے لیکن نظر آخر پر جمائیے نیز یوں بھی کر سکتے ہیں کہ آیت شریفہ سیقول السفهاء من الناس ولا هم عن قبلتهم التي كانوا عليها قل لله المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط مستقيم (بقرہ - ۱۲۲) کا آخری حصہ بلند آواز سے پڑھیے پھر جلدی سے توقف کے بغیر اگلی آیت کا ابتدائی حصہ وکذلک جعلناکم امة وسطا (بقرہ ۱۴۳) سے ملائیے اس طرح کم از کم پانچ دفعہ کرنا چاہئے۔

اس طریقہ کار سے آپ کو پورے طور پر ہم آہنگ ہونا چاہئے، اس لئے کہ دو آیتوں کے درمیان، پاروں کے اواخر و اوائل اور سورتوں کے درمیان آپ کو اس کی بے حد ضرورت ہوگی۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ کس قدر مفید ہے۔ آپ نوٹ کریں گے کہ زبان خود بخود آیتوں کے اواخر و اوائل کو جوڑنے کے لئے حرکت میں آئے گی، چنانچہ آیتوں کے درمیان اٹکنے کی مشکل ختم ہو جائے گی جو اکثر طلبہ حفظ کے لئے ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس لئے اگر آپ اس طریقہ کار پر پابندی سے عمل کریں گے تو انشاء اللہ آپ کا حفظ مربوط اور مستحکم ہوگا۔ حافظ قرآن میں یاد کرنے والوں کے لئے صفحات کے ابتدائی اور آخری حصہ کے درمیان ربط کرنا ایک اہم مسئلہ ہوتا ہے، جس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ سونے سے قبل قرآن کھولے بغیر مطلوبہ صفحات کے ابتدائی اور آخری حصے حتی الامکان یاد کرنے کی کوشش کرے اور اسے اپنے ذہن پر سے گزارے۔ (☆)

(☆) نیز مصاحف میں موجود رکوعات کی تقسیم سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے کہ سونے سے قبل رکوع کے اوائل کو یاد کر کے انہیں ذہن پر سے گزاریں۔ (ابرار)

نواں قاعدہ

تکرار

یاد کردہ حصہ کو محفوظ رکھنے کے معاملہ میں لوگوں کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے تھوڑا سا آموختہ بھی پائیداری حفظ کے لئے کافی ہے جبکہ کچھ لوگ کئی کئی دفعہ کے تکرار کے بعد ہی اچھے طور پر یاد کر پاتے ہیں۔

تکرار کی دو قسمیں ہیں:

(ا) یاد کردہ حصہ خاموشی سے ذہن پر گزارنا

مثلاً دن میں جو کچھ آپ نے یاد کیا ہے اسے سونے سے قبل تلفظ کے بغیر ذہن پر سے گزاریں۔ اس گزرنے کی برکت سے یاد کردہ حصہ کی تصویریں، آیتوں کی جگہیں اور عام خاکہ ذہن میں ثابت اور راسخ ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم اس سلسلہ میں پہلے اشارہ کر چکے ہیں۔ مشہور محدث سفیان ثوری کہتے ہیں: 'حدیث کو جی کی بات اور دل کی فکر بنا لو، اسے یاد کر لو گے' (۲۶) اس طرح کہا جاسکتا ہے: 'قرآن کو جی کی بات اور دل کی فکر بنا لو اسے راسخ کر سکو گے' عز بن عبد السلام کہتے ہیں: 'میں نے ہر شب سونے سے قبل ابوابِ فقہ کو اپنے دل پر سے گزارا' (۲۷)

(ب) بلند آواز سے حفظ کردہ حصہ کی اچھی طرح تلاوت

اگر آپ چاہتے ہیں کہ حفظ پختہ سے پختہ رہے اسے بلند آواز سے بار بار تلاوت کریں۔ آپ خواہ کتنے ہی ذہن ہوں ایک دو دفعہ پر ہر گز اکتفاء نہ کریں۔

ابو اسحاق الشیرازی ایک درس کو سو دفعہ دہراتے تھے (۲۸)

اگرچہ کہ تکرار اور اعادہ شروع میں باعثِ تکان ہے لیکن مستقبل میں اس کے بہتر نتائج برآمد ہوں گے اور جس یاد کردہ حصہ کو بار بار نہ پڑھا جائے خاص طور پر ابتدائی مرحلہ میں وہ جلد ہی ذہن سے فرار ہو جاتا ہے اسلئے کہ تکرار کے ذریعہ اسے قید نہیں کیا گیا۔

اس سلسلہ میں یہ دلچسپ واقعہ قابل ذکر ہے جسے امام ابن الجوزیؒ نے روایت کیا ہے، کہتے ہیں 'حسن نے ہم سے یہ حکایت بیان کی کہ کسی فقیہ نے اپنے گھر میں کئی دفعہ ایک درس کو دہرایا گھر میں موجود ایک بڑھیا نے کہا 'خدا کی قسم یہ تو مجھے بھی یاد ہو گیا' انہوں نے کہا: 'ذرا دہرائیے' بڑھیا نے دہرا دیا کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے بڑھیا سے کہا: 'ذرا اس سبق کو دہرانا' اس کا جواب تھا 'مجھے پر تو کچھ بھی یاد نہیں' فقیہ نے جواب دیا 'میں بار بار اس لئے تکرار کرتا ہوں تا کہ مجھ پر وہ آفت (نسیان) نہ آ پڑے جو تم پر آ پڑی'۔ (۲۹)

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ بہت سے عوام سورہ لیس، سورۃ السجدہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں صرف اس وجہ سے یاد کر لیتے ہیں کہ بار بار انہیں مختلف موقعوں میں سننا نصیب ہوتا ہے۔

دسواں قاعدہ

یومیہ باقاعدہ حفظ

ابتداء میں نفس کو کسی چیز کا پابند بنانا دشوار ہوتا ہے۔ حفظ اور زبانی یاد کرنا تو ان چیزوں میں سے ہے جن کی طرف نفس آسانی سے راغب نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اکثر طلبہ ان اسباق یا تخصصات سے بھاگتے ہیں جن میں بکثرت یاد کرنا ہوتا ہے جبکہ انسان اگر ذہن کو حفظ کا عادی بنائے تو نہ صرف آسانی مشاق ہو سکتا ہے بلکہ یاد کرنا اس کا محبوب مشغلہ بن سکتا ہے۔

اس لئے حفظ قرآن کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ روزانہ یاد کرنے کیلئے کچھ مقدار متعین کر لیں جس میں ہرگز کسی طرح کمی نہ آنے پائے، اگر شیطانی وسوسوں کو دور کرتے ہوئے اور سستی کو بھگا کر کچھ دن اس پر پابندی سے عمل کریں تو آپ کو حفظ کی مشق ہو جائے گی، اور حفظ کرنا کھانے پینے کی طرح معمولات کا ایک حصہ ہو جائے گا۔

زہریؒ کہتے ہیں 'آدمی جب طلب علم کا آغاز کرتا ہے اس کا دل ایک گھاٹی کی طرح ہوتا ہے پھر کچھ ہی دنوں میں وادی کی طرح ہوتا ہے کہ ہر رکھی ہوئی چیز کو نگٹنے لگتا ہے' (۳۰) یعنی طلب علم کے آغاز میں آدمی کا ذہن تنگ ہوتا ہے اور حفظ کا عادی نہیں ہوتا مگر جب وہ حفظ و قرأت اور علم و اجتہاد کا عادی ہو جائے تو اس کا ذہنی افق وسیع تر ہو جاتا ہے اور حفظ اس کی ایک خصلت بن جاتی ہے چنانچہ اس کا دل علم کو نگٹنے لگتا ہے جس طرح وادی ہر چیز کو نگٹنے لگتی ہے۔

ابو اسحٰب الطائیؒ کہتے ہیں 'میرے چچا جب مجلس میں اشعار پڑھتے تو میں انہیں سنتا تھا اگر ان سے دوبارہ سنانے کے لئے کہتا تو مجھے ڈانٹتے اور کہتے تم سنتے ہو اور یاد نہیں کرتے، شیخ کہتے ہیں: شروع میں جب میں شعر یاد کرنے لگا تو مجھے بے حد دشواری ہوئی پھر مجھے اس کی عادت ہو گئی یہاں تک کہ میں نے روبہ کا قصیدہ و قاتم الاعماق خاوی المخترق ایک رات میں یاد کر لیا جب کہ یہ دوسو سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہے (۳۱)

حفظ کے لئے روزانہ تھوڑا سا ہی سہی وقت فارغ کریں کیوں کہ پانی کا نقطہ جب چٹان پر لگتا رہتا ہے تو اس میں سوراخ کر دیتا ہے۔

ابو ہلال عسکریؒ کہتے ہیں 'احمد بن فرات کوئی صبح بغیر حفظ کے جانے نہ دیتے چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو' بعض لوگوں نے کہا 'میں جمعہ کے دن (پابندی سے) شیخ کی مجلس میں حاضر ہوتا خواہ درس نہ ہوتا کہ حاضری کی عادت ختم نہ ہو' (۳۲)

حفظ کو منظم کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دو دن نفس کو راحت دے۔ ان دنوں کچھ حفظ نہ کریں یہ عمل دماغ کیلئے باعث نشاط اور پختہ حفظ کے لئے مفید و معین ثابت ہوگا ابن الجوزیؒ کہتے ہیں 'طالب علم' کو چاہیے کہ خود کو ہفتہ میں ایک یا دو دن آرام دے تاکہ اس عمارت کی طرح ہو جائے جس کی تعمیر کچھ عرصہ کے لئے استقرار کے خاطر روک دی جاتی ہے' (۳۳)

حفظ کو منظم کرنیکی دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کوئی پارہ متعین کر لیں، اسے ایک متعین مدت میں حفظ کر لیں پھر کچھ دن آرام کریں (یعنی نیا پارہ حفظ نہ کریں) اس کے بعد دوسرا پارہ حفظ کریں، مگر اس طرح کا کام استاد کی نگرانی میں ہونا چاہیے نہ کہ ہوائے نفس کی تابعداری میں۔ (☆)

حفظ کو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ جس وقت طبیعت میں تکان اور بیزارگی محسوس ہو تو یاد کرنا چھوڑ دیں اور دوسری مفید چیزوں میں مشغول ہو جائیں، کچھ دیر آرام یا جائز تفریح کریں اور قہصے، نواد اور اشعار پڑھیں۔ اس میں فائدہ بھی ہے اور علم و حکمت بھی، اس طرح طبیعت سے بیزارگی دور ہو سکتی ہے۔ (۳۴)

☆ ابتدا میں چھوٹے بچے پاؤ پارہ یا آدھا پارہ یاد کر لیں تو ان سے کہا جاسکتا ہے کہ دو تین دن کے لئے نیا سبق نہ لو پچھلا ہی اعادہ راحت کے ساتھ کرتے رہو یا قدیم طلبہ کو ایک پارہ کے بعد تین دن کے لئے اگلا سبق نہ دیں اس سے رغبت میں تازگی ہوتی ہے اور نیا جوش و حوصلہ بار بار ملتا رہتا ہے (ابرار)

گیارہواں قاعدہ

آہستہ اور سکون کے ساتھ حفظ کرنا

حفظ کے کام میں آنکھ بہت اہم رول ادا کرتی ہے۔ ہم اسے کیمرہ کی آنکھ سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ جس طرح کیمرہ مین کیمرہ کو ان مناظر کے درمیان بہت آہستہ گھماتا ہے جن کی وہ تصویر کھینچنا چاہتا ہے اور ہاتھ کی صفائی پر خصوصی توجہ دیتا ہے یہی حال حفظ کرنے والے کا ہونا چاہئے کہ آیت کو پہلی مرتبہ آہستہ پڑھے اور اس پر اپنی نگاہ پوری توجہ سے جمائے پھر اپنی زبان سے اسے آہستہ دہرائے یہاں تک کہ اچھی طرح حفظ ہو سکے اس لئے کہ حفظ جتنا آہستہ اور توجہ کے ساتھ ہوگا مستقبل میں اتنے ہی اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

لیکن جس شخص کی نگاہیں آیتوں کے درمیان تیزی سے کودتی رہیں اور وہ یہ چاہے کہ کسی طرح مقررہ حصہ ختم کر کے چھٹی کرے، آپ نوٹ کر سکتے ہیں کہ وہ صفحہ کے آغاز سے اختتام تک اچھل کود ہی کرتا رہے گا اور ایک لفظ یہاں سے اور دوسری سطروں سے یاد کرے گا اس طرح اس کا یہ حفظ بے حد کمزور ہوگا اور تھوڑے عرصہ کے بعد فوراً ذہن سے نکل جائے گا اور اس کیلئے دوبارہ از سر نو حفظ کرنا ضروری ہو جائے گا۔

ہمارا مشاہدہ ہے کہ حفظ کے حلقوں میں طالب علم کو جب کوئی صفحہ یاد کرنے کے لئے دیا جائے تو وہ چند منٹوں کے بعد آئے گا اور دعویٰ سے کہے گا کہ اس نے یاد کر لیا ہے اور ممکن ہے وہ کچھ غلطیوں کیساتھ زبانی پڑھ کر سنا بھی دے لیکن نگران استاد کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ اس وقت کا حساب کرے جو طالب علم نے اس صفحہ کے یاد کرنے میں گزارا اور طالب علم کی آسانی کی خاطر جلدی سے کئے ہوئے حفظ کو، جس میں غلطیاں خواہ کچھ گنے چنے ہی ہوں، ہرگز قبول نہ کرے۔

میرے نزدیک یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ جن آیتوں کو انسان پوری توجہ، آہستگی اور اطمینان کے ساتھ یاد کرتا ہے اور انہیں بار بار دہراتا ہے، قبل اس کے کہ اپنے ذہن میں یہ طے کر بیٹھے کہ وہ اسے یاد ہو چکی ہیں وہ دیگر آیتوں کے مقابلہ میں بہت پکی رہتی ہیں یہی وجہ ہے کہ خود حفاظ اپنے بارے میں محسوس کرتے ہیں کہ انہیں بعض سورتیں دوسری سورتوں کے مقابلہ میں زیادہ پکی ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے توجہ کے ساتھ قواعد سلیمہ کی رعایت کرتے ہوئے ان کا حفظ کیا۔

خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں (طالب حفظ کو چاہیے کہ یاد کرنے میں جماؤ سے کام لے، زیادہ کی فکر میں نہ پڑے بلکہ جس قدر ہو سکے تھوڑا تھوڑا یاد کرے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وقال الذين كفروا لولا نزل عليه القرآن جملة واحدة كذلك لثبت به
فؤادك ورتلناه ترتيلا (الفرقان ۳۲)

’اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر یہ قرآن دفعہ واحدہ کیوں نازل نہیں کیا گیا اس طرح (تدریجاً) اس لئے (ہم نے نازل کیا) تاکہ ہم اس کے ذریعہ آپ کے دل کو قوی رکھیں اور (اسی لئے) ہم نے اس کو بہت ٹھرا ٹھرا کر اتارا ہے۔‘

بارہواں قاعدہ

متشابہات پر خوب توجہ دینا

حفظ کے سلسلے میں درپیش رکاوٹوں میں ایک اہم دشواری آیتوں کا ایک دوسرے سے متشابہ ہونا ہے۔ مثلاً ”فأصبحوا فی دارہم“ (الاعراف: ۷۸) ”وأصبحوا فی دیارہم“ (ہود: ۶۷) چنانچہ ان متشابہ مقامات پر اکثر طلبہ حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس تشابہ میں بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں جن کی طرف مفسرین کرام نے {اپنے اپنے مقامات پر} اشارہ بھی کیا ہے۔ اس مشکل پر قابو پانے کی بہترین صورت یہ ہے کہ تجربہ کار استاذ دورانِ حفظ، طالب علم کی رہبری اور ان متشابہ مقامات پر متنبہ کرتا رہے۔ مثلاً اگر آپ سورہ بقرہ پڑھتے ہوئے اس آیت (۶۱) پر پہنچیں ”ویقتلون النبیین بغیر الحق“ تو استاذ کو کہنا چاہئے کہ یہ آیت تین جگہوں پر آئی ہے۔

پہلی جگہ یہاں سورہ بقرہ میں اور دوسری و تیسری جگہ سورہ آل عمران میں ”ویقتلون النبیین بغیر حق الف لام کے بغیر“ ”ویقتلون الانبیاء بغیر حق“ {۱۱۲} نیز طالب علم کو چاہئے کہ اسے اپنی کاپی میں نوٹ کر لے۔

آپ خود بھی حفظ کے آغاز ہی سے نیز آموختہ اور دور کے وقت پوری توجہ کے ساتھ ان مقامات کو بار بار پڑھتے رہیں اور اگر کبھی کسی ساتھی کا قرآن شریف سنیں تو اسی طریقہ سے رہبری کریں۔ اس طرح آپ کا حفظ بھی خوب پکا ہو جائے گا۔ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ استاد کا حفظ پختہ ہوتا کس قدر اہم ہے، تاکہ طالب علم کی صحیح رہنمائی ہو سکے۔ جس کے بارے میں تفصیل سے گفتگو اگلے قاعدہ میں ہوگی۔ اگر استاذ میسر نہ ہو تو طالب علم کو چاہئے کہ ان کتابوں کا سہارا لے جو اس سلسلے میں لکھی گئی ہیں۔

بعض کتابیں وہ ہیں جس میں تشابہات کو بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی توجیہ و تعلیل بھی کی گئی ہے۔ جیسے ”کتاب البرہان فی متشابہ القرآن

للمکرمانی“، ”فتح الرحمان لشیخ الاسلام زکریا الانصاری“، ”متشابہ القرآن لابی الحسین النادی۔ ایک قسم وہ ہے جس میں تشابہات کی جگہوں کا ذکر ہے لیکن اس کی کوئی توجیہ نہیں کی گئی، ان میں سے اکثر نئے ہیں، جیسے: سبیل التثبیت والیقین لحافظ آیی الذکر الحکیم لعبد الحمید صفی الدین، تنبیہ الحفاظ الی الآیات المتشابہات الالفاظ لمحمد بن عبدالعزیز المسند، ضبط المتشابہات فی القرآن الکریم لمحمد بن عبداللہ الصغیر، اور عون الرحمن فی حفظ القرآن للقلمونی۔

ایک تیسری قسم منظوم ہے۔ جس کا مقصد حفظ کی تسہیل ہے جیسے: نظم متشابہ القرآن لحمد التشییتی منظومة الدمیاطی اور منظومة السخاوی، آخر کا منظومہ سب سے بہتر اور سہل تر ہے۔

تیرھواں قاعدہ

تجربہ کار معلم اور استاذ کے ساتھ جڑے رہنا

تجربہ کار معلم کے ساتھ جڑے رہنا حفظ کے لئے بنیادی رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ربط و تعلق سے غفلت مناسب نہیں، اس لئے کہ قرآن کا مسئلہ پہلے درجہ میں ”تلقی“ اور سیکھنے پر منحصر ہے، اور ہر سیکھنے والا ابتدائی مرحلہ میں کسی کا محتاج ہوتا ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ کر چلے، بہترین طریقوں سے آگاہ کرے، اور اس کی تلاوت درست کرے۔

ابتدائی مرحلہ میں استاذ کی موجودگی کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ وہ ان مشکلات کو حل کر سکتے ہیں جو اس راستہ میں پیش آ سکتی ہیں، متشابہ آیات کے سلسلے میں متنبہ کر سکتے ہیں اور رضائے الہی کی طرف وقفاً و قیاداً دہانی کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تنبیہات اور ہدایات بے حد مؤثر ہوتی ہیں۔

قابلی کہتے ہیں: ”مسلمانوں کا شروع سے دستور رہا ہے کہ اپنے بچوں کو قرآن سکھاتے ہیں، ان کے لئے اساتذہ کو مقرر کرتے ہیں اور اس سلسلے میں کافی جدوجہد کرتے ہیں“ (۳۵)۔

استاذ کا ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ نوخیزوں اور نوجوانوں کی فکر کو بالیدگی بخشنے ہیں ان کے شعور کو بیدار کرتے ہیں، عقلوں کو متحرک کرتے ہیں اور سوچ بوجھ میں اضافہ کرتے ہیں۔ حقیقت میں اساتذہ ہی وہ ہستیاں ہیں جو انہیں باطل کے مقابلے کے لئے حق سے، برائی کے مقابلے کے لئے بھلائی سے اور جہالت کے مقابلے کے لئے علم سے مسلح کرتے ہیں، تاکہ برائی نابود ہو اور جہالت ختم ہو۔ اساتذہ ہی مردہ روحوں میں جان پھونکتے ہیں، خوابیدہ عقلوں کو بیدار کرتے ہیں، کمزور احساسات کو طاقتور بناتے ہیں، بجھے ہوئے چراغ کو شعلہ افروز کرتے ہیں، تاریک راستے کو روشن کرتے ہیں، مردہ زمین کو زرخیز کرتے ہیں اور شجر بے ثمر کو بار آور کرتے ہیں (۳۶)۔

نیز جید اور تجربہ کار استاذ کے آگے زانوائے تلمذ طئے کرنا، تربیتِ نفس اور تہذیبِ باطن کے لئے بے حد مفید ہے۔

لقمان حکیم نے صاحبزادے سے دریافت کیا: 'عزیزم! تم حکمت کی کس منزل پر ہو؟ انہوں نے کہا، 'فضول باتوں میں نہیں پڑتا' لقمان حکیم نے کہا صاحبزادے! ایک چیز باقی رہ گئی، علماء کی صحبت میں بیٹھتے رہو، اور ان کے آگے زانوئے ادب طے کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حکمت کے ذریعہ مردہ دلوں کو زندگی بخشتے ہیں جیسے پھر مردہ زمین کو باران رحمت سے زرخیز کرتے ہیں (۳۷)۔

استاذ کا انتخاب کیسے؟

اگر آپ بہترین استاذ کا انتخاب کرنا چاہیں تو چند ضروری اصولوں کو دھیان میں رکھیں:

۱۔ تلاش اور غور و فکر: "استاذیت" کے لئے لازمی شرائط پر پورا اترنے والے شخص کی تلاش میں رہے، غور و فکر کرے اور اطمینان ہونے تک جلدی نہ کرے۔

زر نوحیؒ کہتے ہیں: 'امام ابوحنیفہؒ نے حضرت حماد بن سلمہؒ کا انتخاب بہت غور و فکر کے بعد کیا' (۳۸)

مزید فرماتے ہیں: کسی دانشور نے بعض طلبہ کی رہنمائی کرتے ہوئے کہا: جب تم بخارا جاؤ تو جلدی نہ کرو، بلکہ دو ماہ یوں ہی ٹہرے رہو، تا کہ غور و فکر کے بعد مناسب استاذ کا انتخاب کر سکو اس لئے کہ ممکن ہے کہ آپ کسی عالم کی مجلس میں حاضر ہوں اور سبق شروع کریں مگر ان کا درس آپ کو پسند نہ آئے پھر آپ انہیں چھوڑ دیں اور دوسرے کے پاس جائیں، اس طرح علم میں برکت نہ ہوگی، اسی لئے دو مہینہ تک استاذ کے انتخاب کے سلسلے میں غور و فکر کرو (۳۹)۔

۲۔ مشورہ: با اعتماد لوگوں سے مشورہ کیجئے اور علم قرآن اور تجوید کے ماہر حضرات سے دریافت کیجئے۔ یہ ایک عام اسلامی اصول ہے: "وشاورہم فی الأمر (الشوری: ۳۸)" عرب لوگ کہتے ہیں: جو شخص خیر خواہوں سے مشورہ کرے وہ رسوائی سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ استخارہ: اُس لئے کہ جو شخص مشورہ کرتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا، اور جو شخص استخارہ کرتا ہے اسے کبھی شرمندگی سے دوچار ہونا نہیں پڑتا۔

شرائطِ استاذ:

طالب علم کو چاہئے کہ استاذ کے انتخاب کے لئے مندرجہ ذیل شرائط اور صفات کا خیال رکھے:

۱۔ استاذ کو صحیح العقیدہ یعنی مسلک اہل سنت والجماعت کا پابند ہونا چاہئے۔ بعض سلف صالحین سے منقول ہے کہ یہ علم (خود) دین ہے اس لئے ذرا دیکھ لو کس سے دین حاصل کر رہے ہو (۴۰)

۲۔ اُسے علوم قرآن کریم میں ماہر ہونا چاہئے، نیز اس میں تقویٰ، صلاح اور ورع کا ہونا بھی ضروری ہے۔

۳۔ اس کے پاس دوسروں تک معلومات پہنچانے کی صلاحیت ہو۔

ابن جماعة کہتے ہیں: 'استاذ کے اندر اہلیت و قابلیت، شفقت اور مروت ہو اس کی عفت کا سب کو پتہ ہو، اس کی پاکیزگی کا شہرہ ہو، سب سے زیادہ اچھا سکھانے والا اور بہتر افہام و تفہیم کرنے والا ہو (۴۱)

۴۔ حافظ قرآن ہو، اہل علم کے نزدیک معروف و مستند اور قرآن کریم کی تعلیم میں اجازت یافتہ ہو، اگر قراءات عشرہ میں 'مجاز' ہو تو افضل ہے۔

اگر تلاش و جستجو کے بعد ان صفات والا استاذ نہ ملے تو جو اچھے سے اچھا میسر ہو سکے ٹھیک ہے۔ اگر استاذ نہ مل سکے کسی بھی حافظ قرآن سے رابطہ قائم کر لے، تاکہ حفظ کے سلسلے میں اس کا تعاون حاصل کیا جاسکے، اس لئے کہ اگر آپ اسباق خود ہی پڑھ لیں گے تو اپنی غلطیوں کا پتہ نہ لگا سکیں گے اور ممکن ہے کہ بعض آیتیں یاد کر لیں اور اس طرف دھیان بھی نہ جائے۔ اور اگر غلط طور پر ذہن میں کوئی چیز نقش ہو جائے تو پھر اس کا درست ہونا بہت مشکل ہے۔

اس ربط و تعلق کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس راہ میں کسی نہ کسی شخص کا ہونا ضروری ہے جو قدم جمائے، حوصلہ افزائی کرے، اور منزل تک ہاتھ پکڑ کر لے چلے۔

اس لئے مجھے ان شرائط والے استاذ سے ربط و تعلق پر اصرار ہے۔ جس استاذ کے پاس 'اجازت ہو اس پر اکتفاء نہ کریں، بلکہ یہ بھی تحقیق کر لیں کہ اس کی قرأت آیا بالکل درست ہے

چودھواں قاعدہ

آیتوں پر خوب نظر جمانا

حفظ کے سلسلے میں نگاہ بنیادی وسیلہ ہے۔ اس لئے دورانِ حفظ نگاہ پر توجہ دینا اور اُسے صحیح کام میں لانا بے حد ضروری ہے۔ چنانچہ پہلے مرحلہ میں مطلوبہ صفحہ پر نگاہ اچھی طرح ڈالنے، آیتوں سے نگاہ بھر لیجئے اور بلند آواز سے پڑھنے کے ساتھ بہت دیر تک نظر جمائیے، اسلئے کہ نگاہ لگاتار جمانے سے آیتوں کا مقام صفحہ ذہن پر اترتا اور دماغ میں نقش ہو جاتا ہے، چنانچہ ایک عرصہ کے بعد آپ سے کسی آیت کے بارے میں دریافت کیا جائے تو کم از کم آپ کو اس کی جگہ یاد رہے گی آیا صفحہ کے دائیں جانب ہے یا بائیں جانب۔

احمد بن فراتؒ کہتے ہیں: ”ہم اپنے اساتذہ سے سنتے تھے کہ انہیں حفظ کردہ بہت سی باتیں یاد ہیں، اور اس بات پر اجماع ہیکہ کثرتِ نظر سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں ہے“ (۴۲)

بہت سے علماء نگاہ کی اہمیت پر زور دیتے ہیں، اسماعیل بن ابی اویسؒ ایک سائل کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اگر آپ کچھ حفظ کرنا چاہیں تو سو جائیے، صبح کے وقت بیدار ہو جائیے پھر چراغ جلائیے۔ اور اس میں پوری توجہ سے نگاہ ڈالنے اس طرح انشاء اللہ بعد میں نہ بھولو گے“ (۴۳)

یہ مسلم ماہرینِ تعلیم کے ارشادات ہیں جن کی قدر و قیمت ریسرچ اور تحقیق کے میدان میں مسلم ہے۔

پندرہواں قاعدہ حفظ اور عمل کا جوڑ

طاعات کا اہتمام اور معاصی سے اجتناب

طاعتوں کے اہتمام سے دل منور ہوتا ہے اور طبیعت پر سکون رہتی ہے، جس کے نتیجہ میں ذہن صاف ستھرا اور ہمہ وقت حفظ کے لئے مستعد رہتا ہے۔ اس کے برخلاف (گناہوں کی نحوست سے) تاریک دل سے حفظ کی نعمت چھین لی جاتی ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص پاکیزہ علم کو بھول جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کے گناہ کی وجہ سے ہے جس کا وہ بار بار مرتکب ہو رہا ہے“ (۴۴)

امام مالکؒ سے دریافت کیا گیا: ”کیا اس حفظ کے لئے کوئی چیز مفید ہے؟“ جواب میں فرمایا: ”اگر کوئی چیز مفید ہو سکتی ہے تو وہ ترکِ معاصی ہے“ (۴۵)

علی بن خشرم نے وکیع بن جراحؒ سے عرض کیا ”میں ایک کم فہم شخص ہوں مجھے (کچھ) یاد نہیں رہتا حفظ کے لئے کوئی دوا بتا دیجئے“، تو وکیعؒ نے جواب دیا ”بیٹا! حفظ کے لئے ترکِ معاصی کے مثل کوئی دوا میرے نزدیک مجرب نہیں“ (۴۶)

امام شافعی کے ان اشعار سے بھی ہم استشہاد کر سکتے ہیں:

حضرت وکیعؒ سے میں نے حفظ کی خرابی کی شکایت کی
تو انہوں نے ترکِ معاصی کا مشورہ دیا
انہوں نے مجھ سے کہا کہ علم نور ہے
اور اللہ کا نور گنہگاروں کو نہیں نصیب ہوتا

نیکوں کے اہتمام میں قرآن پر عمل کرنا بھی شامل ہے۔ اور علم بلا عمل پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون“ (الصف: ۳)

’خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔‘

اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی۔ بروایت صحیح مسلم پہلے قاعدے کے تحت بیان کیا جا چکا ہے (۴۷)

دراصل اسلام نے علم و عمل کے درمیان مضبوط رشتہ قائم کر دیا۔ چنانچہ آیتوں پر عمل، ان کے رسوخ فی الذہن کا بہترین ذریعہ ہے۔ ذرا خود سوچنے کی بات ہے۔ اگر قرآن آپکی زندگی میں ایک عملی واقعہ نہ بنے تو کس طرح اللہ اسے آپ کے ذہن پر کھولیں گے؟!

امام غزالیؒ نے فرمایا: 'اگر آپ ایک سو سال تک اس علم کو حاصل کریں اور ایک ہزار کتابیں جمع کریں تو بھی عمل کے بغیر اللہ کی رحمت کے لئے خود کو تیار نہیں کر سکتے' (۴۸)
حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و ان لیس للانسان الا ما سعی (النجم: ۳۹) 'اور یہ کہ انسان کو صرف اسی کی کمائی ملے گی۔'

دیکھ فرماتے ہیں: ہم لوگ حفظِ حدیث کے سلسلے میں عمل سے اور طلبِ حدیث کے سلسلے میں روزہ سے مدد لیتے تھے (۴۹)

حفظ سے قبل اور بعد دونوں حالتوں میں یہ بہت اہم قاعدہ ہے۔ ابتداء میں آدمی کو چاہئے کہ حفظ کی تیاری کرے۔ اور اسکی صورت یہی ہے کہ اعضاء کو گناہوں سے پاک کرے اور طاعات سے مزین کرے۔

اس لئے برادر عزیز! جن آنکھوں کے واسطے سے آپ حفظ کرنا چاہتے ہیں وہ کسی حرام جگہ نہ پڑیں جو کان اللہ کے کلام کو سنے وہ ممنوع لہو و لعب کی طرف توجہ نہ دے۔ اور ہاں جس دل میں کلام اللہ رہے، اسے گندگیوں اور آلائشوں سے دور، چمکدار آئینہ کی طرح ہونا چاہئے، خدا مجھے اور آپ کو اپنی مرضیوں پر چلائے۔

سولہواں قاعدہ

آموختہ کو منظم کرنا

آموختہ کا عمل خود حفظ سے کم اہم نہیں۔ جس طرح ہم نے حفظ کا بہت اہتمام کیا، ایسے ہی آموختہ پر بھرپور اور توجہ دینی چاہئے، بلکہ میرے نزدیک آموختہ اور دور کا مرحلہ حفظ سے زیادہ کہیں اہم ہے، اس لئے کہ حفظ، نفس کے لئے بہت سہل کام ہے جس کی طرف طبیعت بآسانی مائل ہوتی ہے، اور کوئی ترغیب دے تو انسان آمادہ بھی ہو جاتا ہے جبکہ آموختہ اور دور نفس پر بے حد بوجھل ہوتا ہے، جس کے لئے (خاص طور پر حفظ کے پہلے مرحلہ میں) مجاہدہ، صبر، ثابت قدمی اور پابندی ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر مستقل فصل میں گفتگو کرنا اور مفید طریقوں پر روشنی ڈالنا مناسب معلوم ہوا۔

البتہ ہم یہاں صرف اتنا اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ منظم آموختہ والا عمل حفظ کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ایک اہم اصول ہے، اس لئے کہ اگر آموختہ اور دور نہ کیا جائے تو حفظ سے کوئی خاطر خواہ فائدہ برآمد نہ ہوگا اور اگر آدمی مراجعہ نہ کرے تو کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ یاد کرنے کیلئے بے حد محنت و مشقت اٹھانی پڑے گی۔ حضرت جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ دل مٹی کے مانند ہے، علم اس کا پودا ہے اور مذاکرہ اس کے لئے پانی کی حیثیت رکھتا ہے، اگر مٹی سے پانی رُک جائے تو پودا سوکھ جائے گا (۵۰)

www.kitabosunnat.com

ستر ہواں قاعدہ

جامع فہم

آدمی جتنا حفظ کرے اسے بقدر امکان سمجھنا بھی بہت اہم ہے، لیکن کیا یہ قاعدہ عام ہے، جو ہر شخص کے لئے مناسب ہے؟ ہم یہاں اسی نقطہ کو واضح کرنا چاہتے ہیں، ہمارا مشاہدہ ہے کہ چھوٹا بچہ سمجھے بغیر حفظ کرتا ہے، اور اسی طرح غیر عرب حضرات میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہیں پورا قرآن یاد ہے، اور وہ عربی کا ایک لفظ نہیں بول سکتے، اگر آپ ان سے کسی لفظ کے معنی دریافت کریں تو وہ لاعلمی کا اظہار کریں گے۔ اس لئے فہم اور سمجھ کا قاعدہ تمام حالات میں چل نہیں سکتا، چنانچہ بڑوں اور چھوٹوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔

فہم سے مقصود یہ ہیکہ 'متعلقہ منظر' کو پوری طرح سمجھ لیں، اس طرح کہ اہم واقعات کو تصور میں لائیں، اور مبہم الفاظ کے معنی سمجھنے کے لئے کسی آسان تفسیر کی طرف رجوع کریں۔ اس طرح یہ آیت ذہن میں راسخ ہو جائے گی اور بعد میں دوبارہ یاد کرنے میں آپ کو انشاء اللہ مدد ملے گی۔

چھوٹا بچہ (عربی جانتا ہو تو بھی) ہر لفظ کے معنی کا سمجھنا ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ اس کی عقل ان معانی کا ادراک نہیں کر سکتی۔ ممکن ہے کہ آپ اسے سہل انداز میں سمجھائیں لیکن اس سے آیت کے حقیقی معنی منتقل نہیں ہو پاتے، بلکہ قوی اندیشہ ہیکہ بعض معانی غلط انداز میں اس کی عقل میں بیٹھ جائیں، جن کا بعد میں ہٹانا دشوار ہو جاتا ہے، اس عمومی حالت سے یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ اگر بچہ یاد کرتے کرتے رک جائے، یا کسی آیت کا یاد کرنا دشوار ہو جائے، تو بعض الفاظ کے معانی کی مختصر تشریح کی جاسکتی ہے یا کوئی مناسب قصہ بیان کیا جاسکتا ہے۔

اٹھارواں قاعدہ

ذاتی شوق اور اندرونی رغبت

ماہرین تعلیم 'محرک' کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ یہ چند قوتوں کے مجموعے کا نام ہے جو انسان کے عمل کو حرکت بخشتے ہیں، اور اسے 'مقصد' کے پیچھے لگا دیتے ہیں (۵۱)

ایک دوسری تعریف اس سے ادق ہے کہ یہ ایک اندرونی جسمانی اور نفسیاتی کیفیت ہے، جو مخصوص حالات میں عمل پر ابھارتی ہے اور اسے ایک معینہ انجام تک پہنچاتی ہیں (۵۲)

اگر ہم سوچیں کہ آخر وہ کونسے محرکات ہیں، جو کسی مسلمان کو حفظ قرآن پر ابھارتے ہیں تو نقاط ذیل ہمارے سامنے آتے ہیں:

۱۔ ثواب اور انعام خداوندی

ب۔ مسابقتی جذبہ (وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون)

ج۔ جب طالب علم کو فوراً فوراً اور مرحلہ وار اپنے حفظ کا 'معیار' معلوم ہونے لگے اور اسے یہ احساس ہو کہ وہ 'لاشی' سے 'حفظ' کی طرف منتقل ہونے لگا، تو یہ شعور بہت زبردست 'محرک' ثابت ہو سکتا ہے، جو اسکے معیار کو بلند کرنے میں اہم رول ادا کرے گا، اس سلسلے میں استاذ کا کردار بھی بنیادی ہے جس کا سابق میں بیان ہو چکا ہے۔

د۔ اپنے ذاتی ارادہ سے حفظ کرنا، اور حفظ کا مقصد متعین کرنا: اس میں کوئی شک نہیں مومن کا مقصد، رضاء الہی کا حصول ہوتا ہے، نیز حافظ قرآن کیلئے موعود اجر و ثواب، قاری قرآن کیلئے مقررہ نیکیاں اور دنیا و آخرت میں ملنے والے اونچے درجات یہ سب کچھ اس بات کے لئے کافی ہے کہ کیا نو جوان اور کیا بوڑھے سب کے سب حفظ قرآن کی طرف دوڑ پڑیں۔

حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے اجرِ عظیم اور فضلِ جزیل کا استحضار انسان میں ایسی نفسیاتی کیفیت پیدا کرتا ہے جو اسے نہ صرف حفظ پر آمادہ کرتی ہے بلکہ ساری دشواریوں کو پار کرنے کا حوصلہ بخشتی ہے۔ اس طرح کا سچا شوق اور تڑپ بھی مشکلات آسان کرنے کی ضمانت ہے۔

اساتذہ اور مربیوں کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ اپنے اپنے زیر تربیت طلبہ کی اس سلسلے میں صحیح رہبری کریں، تاکہ بچپن سے یہ محرکات ان کے دلوں میں جگہ پالیں ان کے ساتھ ساتھ پروان چڑھیں اور بعد میں یہ چیزیں ان کے لئے ذاتی رغبت بن جائیں۔

بعض ریسرچ اسکالرس نے غیر ملکی زبانیں سیکھنے والے بعض فوجیوں کے بارے میں تحقیق کی۔ انہیں یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ ایک فوجی مطلوبہ زبان کو چند ماہ کے اندر سیکھ جاتا ہے، جبکہ اسکولس میں طلبہ کئی سال گزارنے کے بعد بھی غیر ملکی زبان میں مہارت حاصل نہیں کر پاتے۔ ظاہر ہیکہ اس واضح فرق کی وجہ اس کے سوا کیا ہو سکتی ہیکہ فوجی 'ذاتی رغبت' کا مالک ہوتا ہے، کیونکہ وہ نہ صرف زبان سیکھنے کی اہمیت سے واقف ہے بلکہ اس کا فائدہ محسوس کرتا ہے، جبکہ طالب علم اسے یہ اہمیت نہیں دیتا، بلکہ اس کے ساتھ 'بوجھل نصاب' کا معاملہ کرتا ہے، جس سے کسی نہ کسی طرح چھٹکارا حاصل کرنا اس کا مقصود ہوتا ہے۔

ایک دوسری مثال بھی سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ طالب علم امتحان کی رات میں بے شمار معلومات حفظ کرتا ہے، اس لئے کہ اس کے پیچھے زبردست طاقتور رغبت اور ارادہ کار فرما ہوتا ہے، تاکہ وہ ناکامی سے دوچار نہ ہو۔

انیسواں قاعدہ

التجاء بذریعہ ذکر و دعاء

حفظ کے سلسلے میں اب تک بیان شدہ قاعدے غالباً، مادی اور حسی ہیں۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ معنوی قواعد کو بہت ہی کم حق ملا، حالانکہ انکا اس کام میں بہت عظیم رول ہے۔ اسی لئے ہم نے اس بحث کا آغاز ایک معنوی قاعدہ سے کیا اور انجام بھی انشاء اللہ معنوی ہی پر ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ توکل علی اللہ اور استعانت سب سے بہترین علاج ہے۔ بلاشبہ پروردگار کے آگے گڑگڑانے سے بہت سے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔ ایک طالب علم کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا جو قرأت سبعہ میں شاطبیہ کا متن یاد کر رہا تھا کہ اسے کوئی 'باب' یاد نہیں ہو پارہا تھا۔ اسے بوقت سحر اللہ کے سامنے رو کر گڑگڑانے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ نظر آیا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور ادھر اللہ نے یہ احسان فرمایا کہ وہ باب اچھی طرح حفظ ہو گیا۔

بسا اوقات حفظ کرتے کرتے ایک مدت کے بعد کسی غیر اہم عارض کیوجہ سے ہمت کمزور پڑ جاتی ہے، چنانچہ گزشتہ قواعد سے واقفیت اور حفظ کے طریقوں سے باخبر رہنے کے باوجود قرآن کی طرف رغبت سرد پڑ جاتی ہے۔ اس طرح کی حالت میں چوکھٹ پر گریہ و زاری اور محبوب ترین وقت 'سحر' میں انکساری سے بہتر کوئی دوا نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ دستک دینے والے طالب صادق کو رد نہیں فرماتے۔ ان کا ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا عَانَ

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرہ۔ ۱۸۶)

'اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو (کہہ دیجئے کہ) میں قریب ہوں۔ میں منظور کر لیتا ہوں عرضی درخواست کرنے والے کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست دے۔ سو ان کو چاہئے کہ احکام کو قبول کریں اور مجھ پر یقین رکھیں۔ امید ہے کہ وہ لوگ رشد حاصل کر سکیں گے۔'

اس مقصد کیلئے ترمذی شریف میں مذکور، حضرت علیؑ کی روایت سے بھی استنباس کر سکتے ہیں حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت علیؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے۔ جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایسی ترکیب بتلاؤں کہ جو آپ کو نفع دے اور جس کو بھی آپ بتلائیں اس کو بھی نفع دے اور جو کچھ آپ سیکھیں وہ محفوظ رہے۔ حضرت علیؑ کے دریافت کرنے پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کی شب آئے تو اگر یہ ہو سکتا ہو کہ رات کے آخر تہائی میں اٹھے تو یہ بہت ہی اچھا ہے، کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس وقت میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے، اسی وقت کے انتظار میں حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا: سوف استغفر لکم ربی (عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا) (یعنی جمعہ کی رات کو، پس اس وقت میں جاگنا دشوار ہو تو آدھی رات کے وقت اور یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر شروع ہی رات میں کھڑا ہو۔ اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یس شریف پڑھے، اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ دخان، اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم سجدہ اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھے، اور جب التحیات سے فارغ ہو جائے، تو اول حق تعالیٰ شانہ کی خوب حمد و ثنا کرے، اسکے بعد تمام انبیاء پر درود بھیجے، اس کے بعد تمام مومنین کے لئے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے جو تم سے پہلے مر چکے ہیں استغفار کرے، اور اسکے بعد یہ دعاء پڑھے :

اللهم ارحمني بترك المعاصي ابدًا ما ابقيتني، وارحمني ان اتكلف ما لا يعنيني، وارزقني حسن النظر فيما يرضيك عني۔ اللهم بديع السماوات والارض، ذا جلال والاكرام والعزة اللتي لا ترام اسئلك يا الله، يا رحمن، بجلالك ونور وجهك ان تلزم قلبي حفظ كتابك كما علمتني وارزقني ان اقراءه على النعم الذي يرضيك عني۔

اللهم بديع السموات والارض ذا الجلال والاكرام والعزة التي لا ترام
اسئلك يا الله يا رحمن بجلالك ونور وجهك ان تنور بكتابك بصري و
ان تطلق لساني وان تفرج به عن قلبي، وان تشرح به صدري، وان
تغتسل بدني فانه لا يعينني على الحق غيرك، ولا يوتييه الا انت. ولا
حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم.

’اے اللہ مجھ پر رحم فرما کہ جب تک زندہ رہوں گناہوں سے بچتا رہوں اور مجھ پر رحم فرما کہ
میں بیکار چیزوں میں کلفت نہ اٹھاؤں، اور اپنی مرضیات میں خوش نظری مرحمت فرما، اے اللہ
، اے زمین اور آسمانوں کو بے مثال انداز میں پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے
اور اس غلبہ اور عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے اے اللہ، اے رحمن میں
تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے اپنا کلام
پاک مجھے سکھا دیا اسی طرح اس کی یاد بھی میرے سینے میں چسپاں کر دے اور مجھے توفیق عطا فرما
کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جس سے تو راضی ہو جاؤں۔ اے اللہ، زمین اور آسمان کے بے
مثال انداز میں پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے اور غلبہ اور عزت کے مالک
جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے اے اللہ، اے رحمن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے
نور کے طفیل سے تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میری نظر کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر دے اور میری
زبان کو اس پر جاری کر دے، اور اسکی برکت سے میرے دل کی تنگی کو دور کر دے، اور میرے
سینے کو کھول دے، اور اسکی برکت سے میرے جسم سے گناہوں کا میل دھو دے، حق کی راہ میں
کہ تیرے سوا کوئی مددگار نہیں، اور تیرے سوا میری یہ آرزو کوئی پوری نہیں کر سکتا، اور گناہوں
سے بچنا یا عبادت پر قدرت تیری مدد ہی سے ہو سکتی ہے۔

پھر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’علیٰ اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات
جمعہ کر، انشاء اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی‘ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی بنا کر
بھیجا ہے، کسی مومن سے بھی قبولیت دعا نہ چو کے گی۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو پانچ یا سات جمعہ ہی گزرے ہوئے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھا تھا اور وہ بھی مجھے یاد نہ ہوتی تھیں اور اب تقریباً چالیس آیتیں پڑھتا ہوں، اور ایسی ازبر ہو جاتی ہیں گویا قرآن شریف میرے سامنے کھلا ہوا رکھا ہے، اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب دوبارہ اس کو کہتا تھا تو ذہن میں نہیں رہتی تھی، اور اب احادیث سنتا ہوں، اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک بھی لفظ نہیں چھوٹتا۔ (۵۳)

بہت سے طلبہ اور احباب نے اسکا تجربہ کیا، انہیں بے حد فائدہ ہوا، اور بفضلہ سبحانہ ان کا حفظ بے حد پختہ ہوا اور اس لئے اگر کبھی حفظ میں دشواری پیش آئے تو اس کی بارگاہ میں عاجزی کیجیے۔ اس سے مدد مانگئے۔ اور ہاں یہ بھی یاد رکھئے کہ حفظ کے ساتھ عمل پر بھی توجہ ہو، جو حفظ قرآن کا اصل مقصد ہے، اس لئے کہ بہت تھوڑے لوگ ہیں جنہیں عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔



برادر عزیز! یہ کل انیس (۱۹) قاعدے ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے، حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکے سمجھنے اور انکے مطابق حفظ کرنے کی آپ کو توفیق دے، اس لئے کہ بلند و بالا عمارت، مضبوط اور پختہ بنیادوں پر ہی کھڑی ہو سکتی ہے۔ اور رہا حفظ کی کیفیت، اس سلسلے میں معاون طریقے اور مفید اسالیب، انہیں ہم انشاء اللہ اگلی فصل میں بیان کریں گے۔

فصلِ ثالث

عملی اور تطبیقی طریقے مفید وسائل و ذرائع

فصل ثالث

عملی اور تطبیقی طریقے اور مفید وسائل و ذرائع

آئیے! گذشتہ تفصیل سے بیان شدہ قواعد کی روشنی میں اپنا سفر جاری رکھتے ہیں، تاکہ ان طریقوں کا پتہ چلا سکیں، جو حفظ قرآن مجید کے سلسلے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ہم نے ہر طریقہ کو علحدہ بیان کیا، اگرچہ کہ بعض طریقے ایک دوسرے سے مشابہ ہیں، تاکہ ہر عمر اور معیارِ تعلیم کے لحاظ سے تمام شعبہائے حیات سے تعلق رکھنے والوں کے لئے حفظ قرآن کا راستہ آسان ہو سکے۔ اگر آفس میں کام کرنے والے اس کا مطالعہ کریں گے تو ان کا مقصود یہاں مل جائے گا، اور بزنس میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور اگر کوئی مزدور اور کاریگر اسے پڑھے گا تو اپنے لئے حفظ کا راستہ پائے گا، اور اگر کوئی مبتدی نوجوان اسے دیکھے تو اسے اپنے آگے ایک کشادہ دروازہ کھلا نظر آئے گا، اسے صرف سفر جاری رکھنا ہوگا، بلکہ وہ لوگ جو جوانی کے مرحلہ کو پار کر چکے ہیں، انہیں ان طریقوں میں بہت شاندار اور دلچسپ چیزیں ملیں گی۔

جو بھی شخص ان طریقوں کو استفادہ کی نیت سے پڑھے گا، ان شاء اللہ ضرور خوشی سے سرشار ہوگا، مگر شرط یہ ہے کہ مذکورہ قواعد اور شروط کی رعایت اور پابندی کرے۔

پہلا طریقہ

ایک مجرب اسلوب

ابتداء میں آپ سے صرف اتنی گزارش ہے کہ پورے دھیان اور توجہ سے، سکون اور اطمینان کے ساتھ ہمراہ ہو جائیں تاکہ گذشتہ قواعد کی روشنی میں کسی ایک صفحہ کے حفظ کا عملی نمونہ دیکھ سکیں۔

- ۱۔ قرآن کریم کا ایک اچھا نسخہ حاصل کیجئے، جس کا سائز آپ کی رغبت کے موافق ہو، مگر اسے ہرگز نہ بدلنے تاکہ آپ کو صفحات اور سطروں کی جگہ یاد رہے۔
- ۲۔ مجلس حفظ کی تیاری اس طرح ہوگی:

- ۱۔ نفسیاتی تیاری: بایں طور کہ حسن نیت اور ثواب کو متحضر رکھیں۔
- ب۔ وضوء اور مکمل طہارت: اس کے خلاف اگر کوئی فتویٰ دے بھی تو اس کی بناء پر رخصت استعمال نہ کریں، اس لئے کہ یہ اختلاف کلام اللہ کے ساتھ ادب اور تعظیم کے نقطہ نظر سے مناسب نہیں۔

- ج۔ ایسی جگہ بیٹھیں جہاں آپ کو روحانی طور پر سکون ملے، اور ظاہر ہیکہ مسجد سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔

- د۔ جگہ نقش و نگار، زیب و زینت، اور فکر و نظر کو مشغول رکھنے والی چیزوں سے بھرپور نہ ہو، اور جس قدر تنگ ہو زیادہ مناسب ہے، بشرطیکہ ہوا پاکیزہ اور تازہ ہوتی رہے۔

- ه۔ قبلہ رو ہو کر خشوع و خضوع سے بیٹھئے۔

- ۳۔ ’گرمانے کا کام شروع کیجئے، پتہ نہیں یہ تعبیر آپ کو کس حد تک اچھی لگی؟ اس سے مقصود یاد کرنے کیلئے خود کو نفسیاتی طور پر تیار کرنا ہے۔ اس کی آسان صورت یہ ہیکہ حفظ سے قبل قرآن مجید کے بعض صفحے، خواہ دیکھ کر یا زبانی، بلند اور اچھی آواز اور ترنم سے تلاوت کریں، نہ جلدی کریں نہ ہی بالکل آہستہ، یہ کام نفس کو تیار کرنے کے لئے بہت اہم ہے۔ یہی وجہ ہیکہ بہت

سے کامیاب اساتذہ آموختہ دہرانے اور سنانے سے قبل طالب علم کو اجازت نہیں دیتے کہ وہ کچھ یاد کرے، اسکا مقصد یہی ہے کہ طالب علم نفسیاتی اور روحانی طور پر 'حفظ' کے لئے تیار ہو سکے، اگرچہ کہ ممکن ہے کہ طالب علم استاد کے مقصد کو نہ سمجھ سکے۔ اپنی خوبصورت آواز کے چنگل میں 'یہاں' پھنسنے سے بچئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ نغموں کی فضاؤں میں پرواز کرنے لگیں، آپ پر طرب کی کیفیت چھا جائے، اور آپ یہ خواب دیکھنے لگیں کہ آپ 'فلاں قاری' ہیں۔

پھر اس کی شخصیت کا لبادہ اوڑھ لیں، اور ترتیل و تجوید کے ساتھ حروف کو دراز کرنے لگیں، اور بعض قاریوں کے طریقہ پر اسے دہرانے لگیں، اس طرح آپ کا وقت ضائع ہو جائے گا، اور آپ کو پتہ بھی نہ چلے گا۔ آپ کا حال اُس نوجوان کی طرح ہوگا جو سورہ یوسف کے حفظ کے لئے قرآن مجید کھولتا، اور ترنم سے پڑھنے لگتا، یہاں تک کہ وقت ضائع ہو جاتا، اور وہ کچھ یاد نہ کر پاتا۔

۵۔ دس پندرہ منٹ گرمانے اور نفسیاتی استعداد کا عمل جاری رکھنے کے بعد آپ اپنے اندر حفظ کی شدید رغبت محسوس کریں گے۔ اس وقت آپ نئے سبق کو یاد کر سکتے ہیں۔

۶۔ اب آپ ایک اہم مرحلہ میں داخل ہو رہے ہیں، اس لئے آپ کی نگاہیں آیتوں پر اچھی طرح جم رہیں، تصور کیجئے کہ آپ کی نگاہیں کیمرہ کے لینس ہیں اور آپ اس صفحہ کی تصویر لینا چاہتے ہیں، اس لئے کیمرہ کو حرکت نہ دیں۔

۷۔ آنکھیں اچھی طرح کھولنے کے لئے تمام شواغل سے ذہن کو فارغ کیجئے پہلی آیت پر نظر ڈالتے ہوئے، بلند آواز سے تجوید کے ساتھ درست طور پر غور سے پڑھئے، مثلاً "سیقول السفهاء من الناس ما ولاهم عن قبلتهم التي كانوا عليها قل لله المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط مستقيم (البقرہ . ۱۲۲)"

اسے تین دفعہ یا زیادہ پڑھئے، یہاں تک کہ آپ کا دماغ اسے قبول کر لے پھر آنکھیں بند کر لیجئے، اور ذہن میں الفاظ کی جگہوں کا تصور کرتے ہوئے دوبارہ انہیں پڑھئے، اگر آپ بغیر کسی غلطی کے پڑھنے میں کامیاب ہو جائیں تو زیادہ خوش نہ ہوں بلکہ اسے دو تین یا پانچ دفعہ دہرا لیجئے۔

۸۔ آنکھیں کھولنے اور اسی آیت کو قرآن مجید میں دیکھ کر پڑھئے تاکہ اطمینان ہو جائے کہ آپ نے صحیح یاد کیا ہے۔ اگر سو فیصد اطمینان ہو جائے کہ آپ نے صحیح یاد کیا ہے پھر بھی نہ اترائیے، بلکہ اپنی آنکھیں بند کیجئے، اور آخری دفعہ اسے پڑھئے، اس طرح اب یہ آیت آپ کے ذہن میں نقش ہو جائے گی۔

تذبیہ: دوبارہ پڑھتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ اطراف کی چیزیں جیسے دیوار پر لگی تختیاں، اسٹیکرس، نادر تحفے اور فنی نقش و نگار آپ کے ذہن کو منتشر نہ کریں۔ گھومتے ہوئے پنکھے سے ٹکلی نہ باندھیں۔ اس فکر میں نہ پڑیں کہ فرنیچر کس قسم کا ہے۔ کھڑکیوں سے باہر نظر نہ ڈورائیے، ممکن ہو روڈ کا منظر، کاروں کی ریل پیل اور لوگوں کی آمد و رفت آپ کی نگاہوں کو جکڑ لے، جیسا اکثر طلبہ کے ساتھ ہوتا ہے، کہ امتحان کی تیاری کے دوران صاف ہوا کھانے کے بہانے طالب علم کھڑکی سے قریب کھڑا ہوتا ہے، پھر کچھ ہی دیر میں کاروں کو گننا شروع کر دیتا ہے اس کی اقسام وغیرہ پر غور کرنے لگتا ہے اس طرح کسی فائدہ کے بغیر وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

برادر عزیز: اس طرح کی بیکار مشغولیات سے آپ کو سروکار نہیں، آپ نے اہل قرآن میں شمار ہونے کے لئے جو عزم کیا ہے اس کے لئے عالی ہمت، اونچے ادب، پوری توجہ، مکمل اہتمام اور عدم اشتغال لازمی ہے۔

۹۔ اس کے بعد اگلی آیت کی طرف منتقل ہو جائیں ”و کذلک جعلنا کم امة وسطا“ آپ یہاں بھی گذشتہ مراحل سے گزریں گے۔ البتہ کوئی آیت آپ کو طویل لگے تو اسے تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں، کوشش کیجئے کہ یہ تقسیم، وقف صحیح حسن، اور معنی و مفہوم کے لحاظ سے مناسب ہو۔ اسے بار بار پڑھیے یہاں تک کہ ذہن میں نقش ہو جائے۔

۱۰۔ ربط والا کام کیجئے، جسے ہم نے آٹھویں قاعدہ میں بیان کیا ہے، اس طور پر کہ پہلی آیت کے آخری حصہ پر نظر جمائیے، مثلاً..... الی صراط مستقیم ”اسے بلند آواز سے بڑھتے ہوئے بغیر کسی توقف کے اگلی آیت کے ابتدائی حصہ و کذلک جعلنا کم امة وسطا“ سے ملا دیجئے کم از کم پانچ دفعہ اس طرح پڑھئے۔

اگر آپ کو یہ طریقہ کار پسند آئے تو فوراً عمل میں لائے، اپنی خصوصی کاپی یا ڈائری میں حفظ کے آغاز کی تاریخ نوٹ کر دیجئے، اپنے کسی خیر خواہ اور با اعتماد شخص سے رابطہ قائم کیجئے۔ اور اس سے بتائیے کہ حفظ قرآن کا ایک بہترین نسخہ آپ کے ہاتھ آیا، جس پر آج ہی سے عمل پیرا ہونگے، ممکن ہو کہ آپ کو کسی دوسرے شخص کی رہبری کا ثواب ملے۔ رابطہ قائم کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے آپ کو خود حفظ جاری رکھنے کا حوصلہ ملے گا۔ اس لئے کہ اس طرح پڑھی ہوئی چیز پر آپ کا اعتماد اور زیادہ ہو جائے گا۔

دراصل علم النفس (Psychology) میں یہ بات طے شدہ ہو کہ انسان جب کوئی کام کرے، پھر دوسرے شخص کو اس کے بارے میں مطمئن کرے تو گویا اس نے اس کام سے پھر جانے یا پلٹ جانے کے خلاف اپنے لئے حفاظتی انتظام کر لیا، اس طرح یہ اقدام اسے اور بھی اپنے کام پر اطمینان بخشتا ہے۔

اس طریقہ کی ہم مندرجہ ذیل نقشہ میں تلخیص کر سکتے ہیں۔

۱۔	نفسیاتی تیاری	Psychological Preparation
۲۔	گرم کرنے کا کام	Warming up
۳۔	پوری توجہ دینا	Consentration
۴۔	تکرار	Repetation
۵۔	ربط	Joining
نتیجہ:	بہترین، پختہ اور پائیدار حفظ	Result: Strong Emorization

دوسرا طریقہ برصغیر ہندوپاک کا نہج (ضمیمہ از مترجم)

برصغیر ہندوپاک، ان کے دیگر پڑوسی ممالک یا ان علاقوں کے باشندے جہاں مقیم ہوں مثلاً ریاستہائے متحدہ امریکہ، انگلینڈ، ساؤتھ آفریقہ، وغیرہ میں اس طریقہ پر عمل ہوتا ہے، جسکی برکت سے ہر سال ہزار ہا ہزار حفاظ پیدا ہوتے ہیں۔ فالحمد لله علی ذلک۔

تصحیح اور ناظرہ: پہلے نورانی قاعدہ یا اس جیسی کسی کتاب کے ذریعہ، حروف کی شناخت، ترکیب، الفاظ کو جوڑنا سکھایا جاتا ہے، اسی دوران گویا تجوید کی عملی مشق مکمل کرادی جاتی ہے، اور ضروری قواعد کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے، اسکے بعد دیکھ کر پڑھنے کی مشق کرائی جاتی ہے، نیز اس مرحلہ میں ضروری سورتیں بھی یاد دلائی جاتی ہیں۔

۲۔ بہت سے مقامات پر سارے قرآن کا ناظرہ مکمل ہونے کے بعد اور بعض جگہ چند پاروں کے بعد استاذ کے مشورے سے حفظ کا آغاز کیا جاتا ہے پہلے عم پارہ کا حفظ کرایا جاتا ہے پھر پہلے پارے سے ترتیب چلتی ہے، اور بعض دفعہ عم پارہ کے بعد انیسواں اور اٹھائیسواں پارہ بھی یاد کرایا جاتا ہے، جس کے بعد ہی پہلے پارہ سے حفظ کا مرحلہ شروع ہوتا ہے، جبکہ بعض مدارس میں عم پارہ کے بعد پہلے پارہ سے قبل مشہور سورتوں جیسے لیس، کہف، الرحمان وغیرہ کا حفظ کرایا جاتا ہے۔

۳۔ حفظ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ طالب علم استاد کے سامنے مطلوبہ صفحہ یا کم و بیش پڑھتا ہے اور استاذ غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں یا خود استاذ ہی پڑھتے ہیں اور طالب علم بغور سنتا ہے۔

۴۔ طلبہ عموماً سبق کو دن ہی میں بار بار پڑھتے ہیں کہ کسی حد تک یاد ہو جاتا ہے، پھر مغرب کے بعد اسے باقاعدہ یاد کرتے ہیں، ایک آیت یا ایک آیت کو دو تین حصوں میں تقسیم کر کے حفظ کرتے ہیں، پھر آیتوں میں ربط دیتے ہیں، اور اسی طرح.....

۵۔ اگلے دن طالب علم استاذ کو سبق سناتا ہے، اور وہ اپنے رجسٹر میں نوٹ بھی کر لیتے

ہیں، اور اگلا سبق دیتے ہیں۔

۶۔ اسکے بعد طالب علم کے ذمہ نئے سبق کے ساتھ پچھلا سبق بھی سنانا ہوتا ہے۔

بعض مدارس میں سبق کے ساتھ پچھلے پانچ سبق سنانے کا بھی رواج ہے، نیز جب پارہ ختم ہو جائے تو نئے سبق اور پچھلے سبق یا پانچ سبق کے ساتھ گذشتہ آدھے پارے یا ایک چوتھائی کے سنانے کا بھی اہتمام ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں ایک صفحہ کی تکرار بے شمار دفعہ ہوتی ہے، اور حفظ بہت ہی ازبر ہو جاتا ہے۔

بعض مدارس میں ایک پارہ کے ختم کے بعد صدر مدرس کے یہاں امتحان دینا ضروری ہوتا ہے جس میں کامیابی کے بعد ہی اگلا پارہ شروع کیا جاتا ہے، ایسے ہی ’نورانی قاعدہ‘ میں ایک (تختی) یا قواعد کی ایک یونٹ ختم ہونے پر بھی امتحان ہوتا ہے۔

اسکا فائدہ یہ ہے کہ طالب علم یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے ایک مرحلہ طے کر لیا ہے، اسے تکرار اور دور کا موقع بھی ملتا ہے، نیز اس مرحلے میں کامیابی اگلے مراحل کیلئے حوصلہ فراہم کرتی ہے کہ ’کامیابی دوسری کامیابیوں کے دروازے کھولتی ہے‘۔ نیز اس میں طالب علم، استاذ، حلقہ، یا مدرسے کے ذمہ داروں اور اولیائے طلبہ کو طالب علم کی ادائیگی اور استاذ کی مہارت، حلقہ یا مدرس کی جدوجہد کا صحیح اندازہ لگانے کا موقع ملتا ہے۔ چنانچہ بروقت اصلاحات، مشورے اور تبدیلیاں مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

۷۔ نیا تعلیمی سال شروع ہونے پر بہت سے مدارس میں فوراً سبق نہیں شروع کرایا جاتا بلکہ آموختہ کی پختگی کا پورا اطمینان ہونے تک سبق موقوف رہتا ہے۔

۸۔ جلسہ عام میں ذمہ داروں، علمائے کرام، عمائدین شہر اور اولیائے طلبہ کی موجودگی میں حفظ کی تکمیل عمل میں لائی جاتی ہے، دستار بندی ہوتی ہے، سند عطا کی جاتی ہے اور انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

۹۔ عموماً حفظ کے بعد ایک سال تک کئی کئی ’دور‘ کا رواج ہے کہ پہلے ایک پارے کا دور پھر دو، تین پھر منزل کا اہتمام ہوتا ہے، اور بعض جگہ ایک ہی بیٹھک میں دس دس کے دور کا بھی رواج ہے اس میں طالب علم کی صحت اور دماغی قوت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۰۔ حفظ کے بقاء کیلئے ہر سال رمضان میں ایک، دو یا تین ختم کو (خاص طور پر محراب

میں) ضروری سمجھا جاتا ہے۔

تلك عشرة كاملة

تیسرا طریقہ دور کنی طرزِ عمل

مجھے ابھی تک یاد ہے کہ ہمارے ایک استاذ نے بورڈ پر بہت خوش انداز میں تحریر کیا تھا: نبت العلم بین اثنین، 'علم دو شخصوں کے درمیان پروان چڑھتا ہے، اس وقت میں ثانویہ شرعیہ کا طالب علم تھا۔ اس قاعدہ کو میں نے اپنی زندگی میں مشعل راہ کی حیثیت دی۔ اگر آپ اس طریقہ پر عمل کرنا چاہیں تو ان مرحلوں کا لحاظ کیجئے:

- ۱۔ کسی اچھے دوست کا انتخاب کیجئے۔ کوئی وقت باہمی مشورہ سے طے کر لیجئے۔ فجر کے بعد کا وقت بہتر ہے ورنہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت۔ مگر ملاقات روزانہ ہونی چاہیے۔
- ۲۔ دونوں اپنا اپنا قرآن شریف کھولیں، پہلا ایک آیت دیکھ کر پڑھے۔ دوسرا اپنی قرآن میں دیکھتے ہوئے غور سے سنے پھر دوسرا وہی آیت دیکھ کر پڑھے اور پہلا اس کا زبانی اعادہ کرے پھر دوسرا اسے زبانی دہرائے۔
- ۳۔ دوسری آیت کی طرف منتقل ہو جائیے اور ایسے ہی صفحہ کے اختتام تک کیجئے۔

- ۴۔ پھر ربط والا کام کیجئے جس کا پہلے بیان ہو چکا یہاں تک کہ دونوں کو مشترکہ احساس ہو جائے کہ یہ صفحہ پورے طور پر ازبر ہو چکا۔
- ۵۔ اب امتحان کا مرحلہ رہ جاتا ہے۔ ایک استاد بنے اور دوسرا طالب علم، پھر اس کے برعکس۔ ہر ایک اپنے ساتھی کی غلطیاں نوٹ کرے اور اسے ان سے آگاہ کرتا رہے تاکہ ان کی تلافی ہو سکے۔

چوتھا طریقہ

کاروں میں ضائع ہونے والے وقت سے استفادہ

بہت سے مشغول رہنے والے احباب حفظ کی خواہش ظاہر کرتے ہیں لیکن عذر بھی پیش کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرصت نہیں۔ مجھے تجربہ سے اندازہ ہوا کہ یہ اپنی اس خواہش میں سنجیدہ اور سچے ہیں مگر ان کے اوقات کا ایک اچھا خاصہ حصہ کاروں کی نذر ہو جاتا ہے اس لئے اس طریقہ کی طرف ان کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں:

۱۔ جو صفحہ حفظ کرنا چاہیں اس کی فوٹو کاپی کرائیں۔

۲۔ اپنے سامنے کار میں مناسب جگہ اسے لٹکائیں۔ خیال رہے کہ ڈرائیونگ میں خلل نہ پڑے

۳۔ جب آپ صبح سویرے کار میں سوار ہوں تو پہلی آیت پڑھیے اور موٹر گرم ہونے تک اسے دہرائیے۔

۴۔ اگر بفضلہ تعالیٰ آپ نکل پڑیں تو پڑھی ہوئی آیت کو زبانی دہراتے رہئے۔

۵۔ اگر کسی سگنل یا ریڈلائٹ کے پاس رکیں تو اگلی آیت دیکھ کر پڑھئے پھر جب چل پڑیں تو زبانی اسے دہرائیے اور اسی طرح.....

تنبیہ: ا : حفظ کردہ صفحہ کے ساتھ بے اعتنائی سے بچئے۔ اسے یوں ہی نہ چھوڑیئے کہ، پھٹ جائے۔ بہتر ہے کہ اسے پلاسٹک کے لفافہ میں رکھیے جب اسے یاد کر لیں تو اپنے پاس گھر میں ایک فائل میں رکھیے تاکہ دوبارہ اسے دیکھ سکیں۔

ب : ڈرائیونگ کے دوران بار بار صفحہ پر نگاہ نہ ڈالیے، خدا نخواستہ آپ کسی حادثہ کا شکار نہ ہو جائیں۔ صرف اس وقت نگاہ ڈالیے جب آپ رکے ہوئے انتظار کر رہے ہوں۔

بعض احباب نے ایک اور اچھا تجربہ کیا کہ جیسی قرآن شریف کے صفحات کو اچھی سفید شفاف پلاسٹک سے لیمینیشن (LAMINATION) کروالیا۔ ہر ورق علیحدہ ہو گیا اور یہ صفحہ اس قدر مضبوط ہو گیا کہ کثرت استعمال سے خراب نہ ہو۔ نیز ان قرآنی کارڈز کے لئے کیسٹس کے ڈبہ کی طرح ایک اچھا مناسب ڈبہ تیار کیا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کچھ کارڈ اپنے جیب میں رکھے رہیں، جب کار میں ہوں تو اپنے آگے رکھ لیں اور وقتاً فوقتاً اس پر نگاہ ڈالتے رہیں۔ بعض صورتوں میں جیسی قرآن یا بیچ پارے بھی اس کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔ نیز یہ طریقہ علمی متون کے حفظ اور مراجعہ کے لئے بہت مناسب ہے بشرطیکہ اچھی طرح دہرائیں اسلئے کہ اس میں زیادہ نظر ڈالنا ضروری نہیں ہے۔

بعض مشائخ نے اس طریقہ پر حفظ کیا ہے لیکن کار کی جگہ سائیکل یا سواری کا استعمال کیا ہے شیخ عبدالفتاح المرصفی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ”طیبہ“ کا متن سواری کی سیٹھ پر یاد کرتے تھے۔

خود راقم السطور نے الفیہ بن مالک غوطہ شرقیہ کے باغات میں پودوں کے درمیان سیکل چلاتے ہوئے یاد کیا۔ یہ طریقہ مجھے بہت مفید لگا۔

نیز ڈرائیونگ کے درمیان ٹیپ ریکارڈ سے بھی بہت مفید ہے اس لئے کہ اس میں نگاہ کو مشغول رکھنے کی زحمت نہ ہوگی، صرف قاری کی تلاوت کے ساتھ ساتھ دہرانا ہوتا ہے۔ یہ طریقہ حد درجہ نفع بخش ہے، خاص طور پر ان بچوں کے لئے جو تلقین سے حفظ کرتے ہیں جسے ہم بعد میں تفصیل سے بیان کریں گے۔

پانچواں طریقہ پیشہ ور لوگوں کی ٹیکنیک

یہ طریقہ ہم اس لئے ذکر کر رہے ہیں تاکہ وہ احباب جو مختلف پیشوں سے جڑے ہوئے ہیں اور حفظ کے خواہاں ہیں استفادہ کر سکیں۔

ہم یہاں پر کپڑا بننے والوں کا طریقہ ذکر کریں گے، ممکن ہے کہ قارئین کے نزدیک یہ چیز اچھنی ہو مگر میں نے اس طریقہ کو اس لئے ترجیح دی کہ میرے شیخ اور قرأت عشرہ کے استاد شیخ عبدالغفار الدروبی (☆) حفظہ اللہ تعالیٰ نے احقر سے بتایا کہ انہوں نے ابتدائے قرآن سے سورہ فرقان تک چار ماہ میں اس طریقہ کے مطابق حفظ کیا۔ اس وقت وہ بنوائی کے پیشہ سے منسلک تھے۔

۱۔ نول (بننے کی مشین) کے پیچھے بیٹھ جائیے پھر ایک جگہ کا انتخاب کیجیے جہاں راحت کے ساتھ آپ کی نگاہ ٹہر سکتی ہو۔

۲۔ اس جگہ پر آنکھوں کے سامنے دو بڑے کیل ٹھونک دیجیے تاکہ وہاں قرآن مجید اچھی طرح رکھا جاسکے۔

۳۔ پہلی آیت کو دیکھ کر پڑھئے پھر کام کے دوران زبانی پڑھتے رہیے اس لئے کہ بنوائی کے کام میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ زبانی پڑھنے سے کام میں اور تیزی آئے گی۔ ذہن یاد کرنے میں رہے گا اور ہاتھ اور پیر بنوائی کے کام میں خود بخود حرکت کرتے رہیں گے۔

(☆) میرے استاد فقیہ اور علامہ قاری عبدالغفار الدروبی کی ولادت ۱۳۳۸ھ میں ہوئی۔ حفظ قرآن مجید کیا اور اپنے والد شیخ عبدالعزیز عیون السود کے دست مبارک پر قرأت عشرہ کی تکمیل کی۔ انہیں حمص کے اکابر علماء سے علوم شرعیہ کی تحصیل کا موقع نصیب ہوا۔ نوجوانی میں اپنی مسجد میں کافی سرگرم رہے اور خوب جم کر علمی اور تربیتی کام کیا۔ پھر مکہ شریف ہجرت کی اور جامعہ ام القریٰ میں استاد قرأت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے ان کے دست مبارک پر قرأت عشرہ کی تکمیل کی۔ اللہ تعالیٰ نے مولف کو مکمل قرآن مجید

اس پیشہ کے ساتھ آموختہ اور مراجعہ کا کام بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس طرح بیزارگی دور ہوتی ہے اور کام میں چستی پیدا ہوتی ہے۔

جن علماء نے اس طریقہ کے مطابق حفظ کیا ان میں دمشق کے شیخ القراء علامہ حسین خطاب (☆) رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں۔ جنہوں نے اس طرح بلند ہمتی سے حفظ کیا ان میں علامہ ابوالحسن الکردی (☆☆) حفظہ اللہ بھی ہیں۔ شروع میں وہ گوشت فروش تھے اور بعد میں دمشق کی مشہور دعوتی مسجد جامع زید بن ثابت میں قرأت کے حلقوں کے شیخ کی حیثیت سے معروف ہوئے۔

دمشق میں ایک عالم اور قاری شیخ عزیزی تھے، جن کا یہی کام تھا کہ پیشہ ور مزدوروں کے ایک گروپ کو قرآن پڑھائیں، ان کے دست مبارک پر بہت سے جید حفاظ پیدا ہوئے، ان میں سے ایک نانوائی تھا جس نے تنور پر کام کرتے ہوئے پورا قرآن شریف حفظ کیا۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے قراء کے اسمائے گرامی کے ساتھ آپ کو یہ القاب ملیں گے۔ قزاز (ریشم فروش) بزاز (پارچہ فروش) بزآر (بیج فروش) زیات (تیل فروش) نجاد (ندف) نجار (بڑھئی) نقاش (نقش و نگار کرنے والا) حذاء، (موچی)۔

☆ علم فقہ، قراءات اور خطابت کے امام (۱۹۱۸-۱۹۸۸) اور شیخ حسن حبیبہ میدانی کے شاگرد جنہوں نے دمشق میں تعلیمی بیداری میں سرگرم رول ادا کیا۔ احقر کو طالب علمی ہی کے زمانہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے آخری ملاقات میں جو کعبہ مشرفہ کے سامنے ہوئی، ان معلومات سے سرفراز کیا (مؤلف)

☆☆ تربیت و قراءات کے ماہر شیخ محمود فانز دیر عطانی کے شاگرد جنہوں نے شیخ عبدالکریم رفاعی کے تعاون سے مسجد زید بن ثابت سے قرآنی حلقوں کا آغاز کیا جس کو الحمد للہ تمام مساجد میں مقبولیت ملی۔ موصوف محترم تاحال طلبہ کو علم قراءات سے مستفید کرتے ہیں مولف کو کعبہ مشرفہ کے روبرو حضرت کے سامنے سورہ فاتحہ پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔

چھٹا طریقہ

ٹیپ ریکارڈ سے استفادہ

ٹیپ ریکارڈ سے استفادہ کی کئی صورتیں ہیں، ہم ذیل میں بعض درج کرتے ہیں:
پہلی صورت:

- ۱۔ کسی جید قاری (جیسے حصری یا منشاوی) کا مکمل ختم قرآن حاصل کیجیے۔
 - ۲۔ اپنے ساتھ کار میں پہلی کیسٹ لائیے اور پہلی دفعہ اسے شروع سے آخر تک سن لیجیے۔
 - ۳۔ دوسری دفعہ پھر سنئے۔
 - ۴۔ سہ بارہ سنئے اور کوشش کیجیے کہ اس کے ساتھ آیتوں کو دہرائیں۔ جہاں وہ شروع کرے آپ بھی شروع کیجئے اور جہاں وہ ٹھہرے آپ بھی ٹھہر جائیے۔
 - ۵۔ چوتھی دفعہ جب آپ سنیں، پہلی آیت کے ساتھ ساتھ دہرائیے۔ جب آیت ختم ہو ٹیپ بند کیجیے اور آیت کو زبانی دہرائیے۔ اگر اس میں کچھ غلطی ہو رہی ہو تو دوبارہ کوشش کیجیے اور اگر آپ نے صحیح پڑھا ہو تو تین دفعہ آیت کریمہ کو دہرائیے تاکہ آپ کے ذہن میں اچھی طرح جم جائے۔
 - ۶۔ دوسری آیت کی طرف منتقل ہو کر ویسا ہی کیجیے جیسا آپ نے پہلی دفعہ کیا تھا۔
 - ۷۔ ربط والا کام نہ بھولے جس کے سلسلہ میں ہم پہلے بتا چکے ہیں۔
- یہ طریقہ جس طرح کار کے لئے مناسب ہے ایسے ہی گھر میں بھی چل سکتا ہے لیکن اگر آپ گھر میں اس طریقہ کی بنیاد پر یاد کرنا چاہیں تو ان باتوں کو دھیان میں رکھیں:
- الف۔ قرآن شریف کھول کر سورہ سنئے اور وقف و ابتداء کا دھیان رکھئے۔
 - ب۔ سورہ کو معانی اور مناظر کے لحاظ سے کئی مقطعوں میں تقسیم کیجیے، مگر کوئی مقطع پانچ آیت سے زیادہ نہ ہو {جو لوگ معانی نہیں سمجھ سکتے ہیں جیسے بچے یا عربی داں حضرات وہ پانچ متوسط آیتوں کا لحاظ رکھیں}۔

ج۔ پہلا مقطع سینے پھر اسے زبانی دہرایئے۔ اگر مقطع بڑا لگے اور حفظ کرنا دشوار ہو تو آدھے پر بھی اکتفاء کر سکتے ہیں۔

د۔ یہ طریقہ نابینا حضرات کے لئے بے حد موزوں ہے۔

اور بہت سے لوگوں نے اس طرح حفظ کیا ہے۔

دوسری صورت : عقل باطن کی مشغولیت سے استفادہ،

پہلی صورت کے مشابہ ہے تاہم یہ اسلوب تھوڑا سا جداگانہ ہے۔

(۱) کسی جید قاری کی آواز میں، جن کی قرأت سن کر آپ کو سکون ملتا ہو، اپنی مطلوبہ سورہ کی کیسٹ لیجئے۔

(۲) سونے سے قبل جب سر تکیہ پر ہو، روشنیاں گل کر دی گئی ہوں، ماحول پُر سکون ہو اور رات کا سناٹا چھایا ہوا ٹیپ چالو کیجیے اور مزے سے سینے۔

(۳) ایک مومن و مسلمان کے مبارک حلق سے نکلنے والی قرآنی آواز کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیئے۔

(۴) آواز حتی الامکان پست ہو۔

(۵) فجر میں اٹھ جائیئے۔ نماز کے بعد ہرگز بستر پر دوبارہ نہ جائیئے اور کوشش کیجیے کہ سونے سے قبل جو سورہ آپ نے سنی تھا اسے قرآن کھول کر پڑھیں۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ بہت جلد آپ اسے یاد کریں گے۔ آزما کر دیکھ لیجیے کہ تجربہ سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے۔

اس طریقہ کے کئی فائدے ہیں، بعض ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ عقل باطن تو کام کرتی رہتی ہے، وہ ان مسائل میں مشغول رہتی ہے جن سے آدمی دن میں دو چار رہتا ہے۔ خاص طور پر دن کے آخری حصہ میں اور سونے سے قبل جن کا سامنا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ عقل باطن ساری رات آخری مسئلہ میں مشغول رہتی ہے۔ چنانچہ سونے سے قبل جو آیتیں ذہن میں محفوظ ہو گئیں انہیں وہ دہراتے رہے گی۔ آپ محسوس کریں گے کہ پتہ نہیں کس طرح خود بخود اسی آواز اور نغمہ میں آپ کی زبان چلنے لگے گی جو آپ نے سونے سے پہلے سنی تھی۔

اسی سے آپ کو پتہ چلے گا کہ ہماری اُمت کے میڈیا، ریڈیو اور ٹیلی ویژن چینلس پر مسلط لوگ کیوں رات کے آخری حصہ کے لئے گانے اور گندے سیریس اٹھا کر رکھتے ہیں جنہوں نے ایک ایسی نسل تیار کی جسے اپنی اُمت کے مسائل سے کوئی سروکار نہیں، جس کی دھن صرف اس کی خواہشات ہیں اس لئے اگر آپ قرآن مجید حفظ کرنا چاہتے ہوں تو ریڈیو یا ٹیپ سونے سے قبل اپنے کانوں کے پاس ہرگز نہ رکھیں کہیں ایسا نہ ہو آپ وہ چیز سنیں جس سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہو جائے۔

۲۔ یہ طریقہ آموختہ اور یاد دہانی کیلئے بے حد مفید ہے۔

۳۔ اگر آپ شکستہ خاطر ہوں، یا اندرونی تنگی کی شکایت ہو تو بے حد مجرب دوا ہے۔

۴۔ اگر آپ کو کم خوابی یا نیند نہ آنے کی شکایت ہو تو اس کیلئے بہترین علاج ہے

۵۔ جو لوگ 'جن' سے متاثر ہوں، صرع (Epilepsy) کے شکار ہوں اور ڈراوے

خوابوں سے پریشان ہوں، ان کے لئے بعض سورتیں اور آیتیں منتخب کی جاسکتی ہیں۔ جیسے آیۃ الکرسی اور معوذتین، تاکہ سونے سے قبل انہیں سن سکیں، ان کی پریشانی انشاء اللہ دور ہو جائیگی۔ یہ مجرب اور مشہور ہے۔

۶۔ یہ طریقہ نابینا حضرات کیلئے حفظ اور مراجعہ میں بے حد معاون ہے۔

تیسری صورت: ایک ہفتہ تک ایک ہی کیسٹ بار بار سننا۔

۱۔ کسی جید قاری کی آواز میں مطلوبہ سورہ والی کیسٹ حاصل کیجئے۔

۲۔ ایک ہفتہ تک اسے لگاتار سنئے (☆) جب بھی ختم ہو دو بارہ اسے از سر نو سنئے۔

یہ کام آپ کی کار میں ہو سکتا ہے یا کام کے دوران اور اس میں آپ کا وقت مستقل طور پر

نہیں لگے۔

(☆) اگر سورہ طویل ہو یا مصروفیت بہت ہو تو اس کے دو یا حسب موقع کئی حصے بھی کئے

جاسکتے ہیں۔ باقی طریقہ حسب معمول رہے گا۔ (ابرار)

(☆☆) اور اگر طبیعت میں راحت کا تقاضہ ہو تو ایک آدھ دن وقفہ بھی دے سکتے ہیں

تاکہ نشاط تازہ ہو جائے۔ (ابرار)۔

- ۳۔ ہفتہ کے اختتام پر مغرب اور عشاء کے درمیان مسجد میں تشریف رکھئے۔ مثلاً جمعہ کے دن، اور جس سورۃ کو آپ نے ہفتہ بھر سنا ہے اسے حفظ کرنے کی نیت سے پڑھئے۔
- ۴۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یہ سورۃ اچھی خاصی یاد ہو چکی ہے۔ اب آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ تھوڑی سی توجہ دیں اور تکرار اور یاد دہانی سے اُسے پختہ کریں۔
- ۵۔ ہفتہ کے دن سے دوسری سورۃ اسی طریقے کے مطابق شروع کریں۔ انشاء اللہ بہت اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔ آپ خود دیکھیں گے کہ اس میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔ یہ طریقہ مشغول لوگوں کیلئے بے حد مفید ہے، جن کے سر پر ہمیشہ کاموں کا بوجھ ہوتا ہے۔
- نوٹ: وقت اور دنوں کی تحدید بطور مثال ہے ورنہ حسبِ حال جو وقت چاہیں متعین کر سکتے ہیں۔

ساتواں طریقہ

اپنی آواز کے ذریعہ حفظ

لوگ عام طور پر چاہے وہ کسی طبیعت کے حامل، طبقاتی ماحول سے منسلک اور ثقافتی رشتہ سے وابستہ ہوں، اچھی آواز کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ جب کوئی سریلی اور میٹھی آواز ان کے کانوں میں رس گھولتی ہے تو وہ جھوم اٹھتے ہیں..... لیکن ہر شخص پر ایسا وقت آتا ہے، جب اسے اپنی ہی آواز بھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ دل ہی دل میں گنگناتا ہے تو ایک خاص لطف اور مزہ محسوس کرتا ہے۔ اسی حقیقت کو بنیاد بنا کر ہم یہاں آپ کی اپنی آواز ٹیپ کر کے حفظ کا طریقہ بتاتے ہیں جس سے آپ جب چاہیں دوبارہ لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

- ۱۔ ٹیپ ریکارڈ اور ایک خالی کیسٹ لائیے۔ جو سورۃ آپ یاد کرنا چاہتے ہیں اسے پُر سکون ماحول میں بلند آواز سے تجوید اور حسن ترتیل کی رعایت کرتے ہوئے پڑھئے۔
- ۲۔ معنی اور منظر کی رعایت کرتے ہوئے آپ سورۃ کو کئی حصوں میں تقسیم بھی کر سکتے ہیں۔
- ۳۔ ایک ہی مقطع ایک سے زیادہ دفع ٹیپ کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ایک دفعہ اسے پڑھ لیں تو دوبارہ آغاز کی طرف لوٹ کر پھر ٹیپ کیجئے تاکہ تکرار نہ ہو اور قرأت یکساں اور متصل رہے۔
- ۴۔ اپنی پیاری آواز، اپنی کار، گھر اور باغیچہ میں سنئے اور اور لطف اندوز ہوئیے۔ جلدی حفظ کرنے اور اپنے معیار کو بلند کرنے کی خواہش میں اس سے مدد ملے گی۔
- ۵۔ کوشش کیجئے کہ اپنے تلفظ اور جید قراء کرام کے تلفظ کے درمیان تقابل کریں تاکہ فرق نوٹ کر کے حتی الامکان تلافی کر سکیں۔
- ۶۔ ٹیپ کے ساتھ آپ بھی اپنی آواز میں دہرائیے۔
- ۷۔ کوشش کیجئے کہ حرکات اور تجوید کی غلطیوں کے سلسلے میں تدریق کریں (☆)
- ۸۔ جب آپ محسوس کریں کہ سورۃ اچھی طرح یاد ہو گئی تو اپنے حفظ کا خود ہی امتحان بھی لیں۔
- ۹۔ اپنی یاد پر اعتماد کرتے ہوئے اسی سورۃ کو زبانی ٹیپ کریں پھر قرآن مجید سے اسے ملائیں اس طرح جمع شدہ کیسٹس خاص طور پر تصحیح شدہ ایک مخصوص بیگ میں محفوظ رکھیں، اس لئے کہ چند سالوں بعد یہ ایک قیمتی تاریخی یادگار ہوگی۔

(☆) ظاہر ہے کہ صرف یہی حفظ کے لئے کافی نہیں، مقصود صرف اس طریقہ کی خصوصیات کا بیان ہے ورنہ دیگر عمومی قواعد حفظ کی رعایت ہر جگہ ضروری ہے، مثلاً زبانی تکرار، ربط کا عمل وغیرہ (ابرار)۔

آٹھواں طریقہ

بچوں کو خود ان کی آواز کے ذریعہ حفظ کرانا

اس کی بعض صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

www.kitabosunnat.com

پہلی صورت: والد اور اولاد:

۱۔ ٹیپ ریکارڈ اور خالی کیسٹ کیساتھ اپنے بچہ (عمر چار سال یا زیادہ ہو) کو لے کر بیٹھئے۔

۲۔ کسی چھوٹی سورۃ جیسے معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو متعین کیجئے۔

۳۔ ٹیپ چالو کر دیجئے، ترتیل کے ساتھ پہلی آیت پڑھئے اور بچہ سے کہیے کہ آپ کے پیچھے دہرائئے (اور اسی طرح)

۴۔ بچہ سے کہئے: یہ آج کا سبق ہے۔ اسے ٹیپ چلانے کا طریقہ بھی سکھا دیجئے، کیسٹ اس کے حوالے کیجئے اور فرمائش کیجئے کہ اسے اچھی طرح سنے اور یاد کرے نیز اسے بتا دینا مناسب ہے کہ اسے شام میں یہ سنانا ہو گا یا اس کا شام میں امتحان لینگے۔

۵۔ اگر روزانہ ٹیپ کرنا آپ کے لئے مشکل ہو تو آپ کئی سورتیں ٹیپ کر سکتے ہیں جو ایک ہفتہ کیلئے کافی ہوں، البتہ ہفتہ کے آخر میں تمام سورتوں کا امتحان لیں۔ یہ طریقہ نہ صرف شاندار ہے بلکہ آزمودہ بھی۔ ہمارے استاد حافظ و جامع شیخ سید الاشین ابوالفرح (☆) نے اسی طریقہ پر اپنے بچہ کا حفظ کروایا، جس نے نو برس کی عمر میں سارا قرآن مجید حفظ کر لیا نیز ان کی چھوٹی صاحبزادی نے بھی اسی طریقہ سے حفظ کیا۔

(☆) شیخ عطا سلیمان رزق کے فاضل شاگرد اور قراءات سبعہ کے جامع جنہوں نے معہد القراءات (مصر) میں تعلیم حاصل کی، اور قراءات عشرہ کی تکمیل شیخ عبدالفتاح القاضی کے پاس کی۔ موصوف تا حال مدرسہ تحفیظ القرآن (مدینہ منورہ) میں قراءات سبعہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ مؤلف نے بفضل الہی ان کے دست مبارک پر قرآن مجید حفظ کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل سند حاصل کی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ اس عمر میں اپنی آواز سن کر جھوم اٹھتا ہے، اس کی آواز اسے توجہ دینے پر مجبور کرتی ہے، چنانچہ آپ نوٹ کریں گے کہ وہ بے حد رغبت سے کام کر رہا ہے۔ پھر وہ آیتوں کو دو دفعہ سنتا ہے، پہلی دفعہ والد کی آواز میں اور دوسری دفعہ خود اپنی آواز میں، نتیجہ میں بغیر کسی مشقت کے انہیں یاد کر لیتا ہے۔

اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچہ اپنی شخصیت میں استقلال (Independence) محسوس کرتا ہے، خود ہی ٹیپ چلاتا ہے، اپنی خاص کیسٹ محفوظ رکھتا ہے، اور والد کی قرأت کے مقابلہ میں اپنی قرأت کی غلطیوں کا پتہ بھی خود ہی لگاتا ہے۔

اس بات کی وضاحت کی غالباً ضرورت نہیں کہ والد سے مراد یہاں وہ ہے جو خود اچھی طرح تجوید سے پڑھ سکتا ہو، ورنہ استاد صاحب بھی یہ ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں۔

دوسری صورت

تین سالہ بچوں کیلئے ایک جدید طریقہ

- ۱۔ کسی جید قاری سے درخواست کریں کہ وہ چھوٹی سورتیں، سورہ ناس، فلق وغیرہ ٹیپ کریں۔
- ۲۔ ہر آیت کے بعد قاری صاحب خاموش رہیں۔ البتہ اچھی آواز والے چار چھوٹے بچے ان کے پیچھے دہرائیں۔ آواز کا صاف ہونا اور اچھی طرح پیش کرنا ضروری ہے۔
- ۳۔ اس طریقہ کے مطابق تین سورتیں پڑھنے کے بعد قاری کو چاہئے کہ کیسٹ کے اختتام تک انہیں کو بار بار اسی لہجے سے پڑھتا رہے۔
- ۴۔ کیسٹ کی دوسری طرف کے لئے مزید تین سورتیں اسی طرح پڑھی جائیں
- ۵۔ ٹیپ ریکارڈ کو بچوں کے ہاتھوں سے دور بلند جگہ رکھیں، انہیں اپنی عادت کے مطابق کھیلنے کو دینے دیں، اور ٹیپ کو چالو کر دیں۔ کچھ ہی دیر بعد آپ دیکھیں گے کہ بغیر کسی مشقت کے وہ ان ٹیپ شدہ سورتوں کو یاد کر لیں گے۔ بلکہ جب بھی اپنے ہم عمروں سے ملیں گے تو اجتماعی طور پر انہیں مزے لے کر پڑھیں گے۔
- ۶۔ یہی کام ماں چولہے کے اندر بھی کر سکتی ہے۔ اس سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتی ہے اور اس سے چمٹے ہوئے بچے بھی مستفید ہوں گے جو گھر میں ادھر سے ادھر اچھل کود رہے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ بچے نہ صرف خود مطالبہ کریں گے کہ وہ کیسٹ لگائی جائے بلکہ اس کے لئے اصرار کریں گے۔
- ۷۔ اس طریقہ کا فائدہ یہ ہے کہ بچہ خود اپنے جیسے دوسرے بچوں کی آوازیں سنتا ہے۔ اور بچے تو نقل اتارنے میں ماہر ہوتے ہیں اس لئے ان آوازوں کی نقل اتار یگا اور صحیح پڑھنے کی پوری کوشش کرے گا۔ اس طرح بہت تیزی سے یاد کر لے گا۔

نواں طریقہ

حفظ بذریعہ کتابت

’حافظہ‘ کی راہیں لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔ بعض کا حافظہ ’بصری‘ ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی کتاب کا مطالعہ ایک دفعہ ہی سہی کر لیں تو نگاہ کے ذریعہ مضامین کی جگہ اور مکتوب گوشوں کا پتہ انکے حافظہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ وہ کہیں گے: فلاں بات، فلاں کتاب میں دہنی جانب ہے، خواہ وہ مطالعہ کے دوران آواز بلند نہ کریں، جبکہ بعض لوگوں کے حافظہ کا اعتماد سننے پر ہوتا ہے، وہ بیس برس کے بعد کہیں گے میں نے ایسا اور ویسا فلاں شخص سے سنا تھا اور پوری بات انہی الفاظ کے ساتھ نقل کریں گے۔ حفظ کے سلسلے میں کتابت والا اسلوب بھی بہترین اور عمدہ ہے خاص طور پر اگر اس کے ساتھ دیکھنا اور سننا بھی شامل کر لیا جائے۔ طریقہ کتابت کی بعض صورتیں یہ ہیں:

۱۔ پانچ آیتیں یاد کیجئے، آیتوں کی شکل پر نگاہ اچھی طرح ڈالئے۔ یاد ہونے کے بعد کوشش کیجئے کہ اسے لکھیں، پھر اپنی تحریر اور قرآن شریف میں تقابل کیجئے اور غلطیوں کو نوٹ کیجئے۔

۲۔ ایک دوسری صورت یہ ہے کہ استاد مطلوبہ آیتیں طلبہ کی کاپیوں میں یا بورڈ پر لکھے اور ان سے کہے کہ اپنی کاپیوں میں نقل کریں۔ اس کے بعد طلبہ کی تحریروں پر نظر ثانی کرے پھر ان سے کہے کہ لکھی ہوئی آیتوں کو یاد کر لیں، کچھ دیر کے بعد ان آیتوں کو زبانی سنے اور ان سے کہے کہ قرآن میں دیکھے بغیر اپنی آیتوں کو دوبارہ لکھیں۔

اس طریقہ سے جو کچھ یاد کر لیں گے وہ انشاء اللہ کبھی نہ بھولا جائے گا، اس لئے کہ اس میں حفظ کے وسائل جمع ہونے کی بنا پر وہ حافظہ میں نقش ہو چکا ہے۔

دسواں طریقہ

تختہ سیاہ (بورڈ) سے استفادہ

یہ طریقہ ان لوگوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جنہیں اپنی اولاد کو کسی سہل طریقہ سے حفظ کرانے کی خواہش ہے، اور ماؤں کے لئے بھی یہ ایک بیش قیمت تحفہ ہے، جو پریشان رہتی ہیں کہ اُن کے بچے حفظ نہیں کر پاتے، بہت لوگوں نے اسے آزمایا، اور اس سے بے حد استفادہ حاصل کیا

۱۔ نئے ماڈل کا ایک سفید عمدہ بورڈ اور کچھ رنگین پین حاصل کیجئے۔

۲۔ بچوں کے کمرے یا بیٹھک گاہ میں اُسے لٹکائیے تاکہ نقل و حرکت کے دوران اس پر نگاہ پڑتی رہے۔

۳۔ مطلوبہ سورتیں سیاہ رنگ سے، اور زیر، زیر، وغیرہ سرخ رنگ سے لکھنے آیتوں کے درمیان فواصل کو ہرے رنگ سے زینت بخشنے۔ دہنی جانب دن اور تاریخ لکھنا نہ بھولیے، اگر آپ خوش خط نہ ہوں تو جن سے یہ کام لیا جاسکتا ہے ان کا تعاون حاصل کریں۔

۴۔ اپنے بچوں سے کہیں کہ اپنی اپنی کاپی میں اسے لکھ لیں۔ تحریر یا زیر زیر کی غلطیوں کو درست کیجئے، اور جب تک نہ لکھ لیں بورڈ صاف کرنے کی اجازت نہ دیجئے

۵۔ ان سے کہئے کہ دن بھر میں سورہ یاد کریں۔ ان کے درمیان مسابقتی جذبہ اور بلند ہمتی پیدا کیجئے۔

۶۔ اگلے دن دوسری سورۃ لکھئے، مگر پہلی سورۃ کے اچھی طرح یاد ہونے پر اطمینان کے بعد اس طرح ہر روز انھیں خوشی خوشی نیا سبق دیجئے، وہ بھی شاداں و فرحاں ایک دوسرے سے آگے پڑھنے کی کوشش میں رہیں گے۔

۷۔ پہلا سبق یاد کرنے کے بعد بچوں کو اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ بھی بورڈ پر لکھ کر اپنی تحریر آزمائیں۔ اس طرح اُن کا خط بھی اچھا ہو جائے گا۔

۸۔ بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اس طریقہ پر عمل کرنے سے باپ کو سارا کاروبار چھوڑ کر گھر میں بیٹھے رہنا پڑے گا۔ اور بچوں کی خاطر اپنے کام سے چھٹی لینی ہوگی۔

میں کہوں گا کہ اگر آپ اس طریقہ سے مطمئن ہو کر اسے اپنے اہم کاموں میں شامل کریں۔ جو اس کا حق ہے۔ اور اپنے یومیہ کاموں کے شیڈول میں داخل کریں تو پھر پہلی دفعہ تحریر کرنے میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ اور غلطیوں کی اصلاح اور بچوں کو سننے میں بہت سے بہت آدھا گھنٹہ لگے گا۔

والد بزرگوار سے میں صراحتاً پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا کتنا وقت یومیہ روٹین کے پروگراموں کا مشاہدہ کرتے ہوئے ٹی وی سامنے ضائع ہو جاتا ہے، جن سے کسی طرح کا کوئی فائدہ نہیں؟ بلکہ مجھے بتائیے کہ بعض ماں باپ کتنا وقت گندے سیریس، اور شرم و حیا سے عاری ڈراموں کے سامنے آنکھیں پھاڑے گزارتے ہیں، اور کسی منظر (Scene) کو دیکھنے کے لئے سانس تک روک لیتے ہیں؟ کیا یہ افسوسناک صورتحال نہیں ہے کہ باپ ٹیک لگائے بیٹھا ہو، پہلو میں محترمہ بھی براجمان ہو، اور بیٹے بیٹیاں بھی پاس میں ہوں، تاکہ بد سے بدتر مناظر کا مشاہدہ کریں، نہ وقت کی کوئی پرواہ اور نہ گھنٹوں ضائع ہونے پر افسوس..... پھر والد ماجد صاحب آئیں گے اور شکایت کریں گے کہ بچہ پڑھائی میں کمزور ہے، اور قرآن کے حفظ میں دلچسپی نہیں لیتا۔

۹۔ باپ کی جگہ ماں بھی یہ مہم انجام دے سکتی ہے۔ یہ بہت آسان کام ہے۔ فون پر سہیلیوں سے لمبی چوڑی غیر ضروری گفتگو میں وقت ضائع کرنے یا ٹیلی ویژن اور ڈراموں کے پیچھے لگے رہنے کے بجائے ان نو خیزوں کی تربیت کی طرف توجہ دے سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ماں کا اثر بچوں پر بہت ہوتا ہے، ممکن ہے باپ سے بھی زیادہ، اس لئے کہ بچوں کی تربیت اور نگرانی کا کام آپ زیادہ کرتی ہیں، اور ہر بچہ کی شخصیت کے نشیب و فراز سے آپ ہی واقف ہوتی ہیں۔ اس لئے ماں کو بڑا کردار نبھانا ہوگا۔

اس قیادتی موقع کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دینا، خاص طور پر عمر کے پہلے حصہ میں اس لئے کہ اس کا اثر مٹائے نہیں سکتا، اور ہاں یاد کرو کہ قرآن سکھانے والے کو حق تعالیٰ کے یہاں کس قدر ثواب ملتا ہے۔

۱۰۔ بڑے بھائی کو بھی یہ ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے۔

۱۱۔ یہ طریقہ جہاں بچوں کے خط کے لئے تحسین کا سامان کرتا ہے وہیں انہیں قرآنی رسم الخط کے قواعد سے آگاہ کرتا ہے۔

۱۲۔ میں ایک تربیت یافتہ والد کو جانتا ہوں جنہوں نے ایسا کیا اور ان کے سارے بچے بہت اچھے معیاری خطاط ہو گئے۔

گیارہواں طریقہ تختی کا استعمال

تکنالوجی کی ترقی کے اس دور میں بھی بہت سے افریقی ممالک جیسے سوڈان، صومالیا، سنیغال، چاد، کمرون، اور موریتانا وغیرہ میں 'تختی' والے طریقہ کار رواج ہے۔ اس لئے ہم اسے مستقل طور پر بیان کر رہے ہیں، اگرچہ ایک لحاظ سے یہ سابقہ طریقہ کا متممہ ہے۔

- ۱۔ پہلے استاد واضح تحریر اور "عثمانی رسم الخط" میں مطلوبہ آیتوں کو لکھ دیتے ہیں
- ۲۔ طالب علم کو مکتوبہ آیتیں حرفاً حرفاً پڑھاتے ہیں اور الفاظ اور خط کے حفظ کی ذمہ داری سونپ دیتے ہیں۔

- ۳۔ جب یاد ہو جائے تو تحریر مٹانے اور اپنی یاد پر اعتماد کرتے ہوئے لکھنے کا حکم دیتے ہیں۔
- ۴۔ استاد صاحب کتابت اور زبانی تلاوت کی تصحیح کرتے ہیں۔ نیز قلم پکڑنے کا طریقہ، کتابت کے دوران کاتب کی ہیئت اور کتابت کے عمدہ سے عمدہ طریقہ کا عادی بناتے ہیں۔
- ۵۔ جب استاد کو یقین ہو جائے کہ طالب علم نے اچھی طرح حفظ کر لیا ہے تو پھر اگلا سبق دیا جاتا ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ.....

- ۶۔ اس طریقہ سے جو حصہ یاد کیا گیا اس کا بھولنا ناممکن ہے، اس لئے کہ یہ حافظہ میں کندہ ہو چکا ہے۔

موریتانیا کے بعض حفاظ سے میری ملاقات ہوئی جنہوں نے اس طریقہ پر حفظ کیا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ انہیں سارا قرآن مجید ایسے یاد ہے جیسے کسی کو اپنا نام یاد ہوتا ہے۔ اور آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اکثر جگہوں پر قرآن مجید کی دستیابی کے باوجود یہ طریقہ رائج ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآنی رسم الخط کی حفاظت، خوش خطی اور قواعد املاء کی معرفت کے حوالہ سے اس میں بیحد فوائد ہیں۔

اس لئے بھی کہ یہ کام ایک تجربہ کار استاد کی نگرانی میں ہوتا ہے جس نے ساری عمر تعلیم میں لگادی اور جو حسن اسلوب کے ساتھ اپنا رول نبھاتے ہیں۔ دورانِ حفظ متشابہ مقامات کی طرف اسکی توجہ مبذول کرتے ہیں۔ طالب علم کو متشابہ آیات کے سلسلے میں اشعار یاد کراتے ہیں، جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بر محل انہیں یاد کر لیتا ہے۔ اور یہ اشعار متعلقہ آیات کے ساتھ ساتھ حفظ ہو جاتے ہیں جس کی برکت سے بفضل الہی بھولنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

بارہواں طریقہ

انعامی مقابلے

ماہرین تعلیم اور علمائے نفسیات اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ انسان کے جذبات اور اس کے اندر مخفی متنوع صلاحیتوں کو متحرک کرنے میں حوصلہ افزائی کا کس قدر دخل ہوتا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان کے کام کی مقدار میں کس قدر اضافہ ہوتا ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ مقابلوں کے فوائد اور نتائج کے سلسلہ میں دلائل پیش کرنے کی چنداں ضرورت ہے۔ البتہ بعض ان طریقوں پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں جن کے ذریعہ حوصلہ افزائی کا پروگرام روبہ عمل لایا جاسکتا ہے۔

پہلی صورت : رفقاء کار کے ساتھ معاہدہ

- (۱) آفس یا کسی بھی کام کے رفقاء کے ساتھ طے کیجیے کہ کوئی سورۃ تین روز کے اندر یاد کریں تاکہ دیکھیں کون اول آتا ہے؟
- (۲) تین روز کے بعد اسکول یا آفس وغیرہ کی مسجد میں جمع ہو جائیے یا جہاں آسان ہو سکے (پہلے سے طے کر لیجیے)

(۳) ہر شخص اپنے ساتھیوں کا امتحان لے، ان سے سوالات کرے اور نمبرات نوٹ کرے۔

- (۴) جس کی غلطیاں کم ہوں گی وہ درجہ اول سے کامیاب شمار ہوگا اور اس کے نام کے آگے ایک ستارہ اتار دیا جائے گا تاکہ دیکھیں اس مہینہ میں کون زیادہ ستارے جمع کرتا ہے۔
- (۵) کوئی صاحب اپنی طرف سے پیشکش کر سکتے ہیں کہ جو چھ ستارے لائے گا اسے انعام ملے گا مثلاً مفید کتاب، اچھا سا قلم اور قرآن کی کیٹشیں وغیرہ۔

دوسری صورت: عام انعامی مقابلہ

اسکول کے ذمہ دار اعلان کریں کہ سال کے ختم پر پانچ پاروں کا مقابلہ ہوگا اس کے لئے حصہ لینے والے طلبہ کے لحاظ سے مناسب اور اچھے انعامات رکھے جائیں مسابقہ کی ایک صورت بین الاقوامی طور پر مقابلہ منعقد کرانا ہے جو بہت سے ملکوں میں ہوتے رہتے ہیں۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ مقابلہ کرے کہ دیکھیں کون اس ماہ زیادہ حفظ کرتا ہے۔

(۱) استاد اور شاگرد: پہلے تو فضائلِ قرآن اور حفظ سے متعلق کچھ احادیث سنائے اور حفظ قرآن کے بعض واقعات بیان کرے۔ جب وہ ذہنی طور پر تیار ہو جائیں تو ان سے کہے چلئے اگلے روز ہم سب لوگ سورۃ الاعلیٰ مثلاً یاد کر کے آتے ہیں اور جو بھی کسی غلطی کے بغیر یاد کرے گا اس کا نام اسکول کے اعزاز میں بورڈ میں آویزاں ہوگا۔

(۲) مدرسہ، اسکول یا کوئی بھی ادارہ عمومی اعلان کرے کہ جو بھی قرآن حفظ کریگا اسے اتنا نقدی انعام دیا جائے گا۔

(۳) قیدیوں کے لئے اعلان عام: جو بھی قیدی قرآن مجید حفظ کرے، اس کی سزا کی مدت کم کی جائے یا اسے رہا کیا جائے۔ یہ کام بعض ملکوں میں تحفیظ قرآن کی تنظیموں کی نگرانی میں انجام پاتا ہے۔

(۴) باپ اور بیٹے: باپ اپنی اولاد کو قرآن کریم کے سلسلہ میں راغب کرنا چاہے تو اس سلسلہ میں مختلف طریقے اپنا سکتا ہے ظاہر ہے کہ والدین بچوں کے لئے سامان تو خریدتے ہیں مگر کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ان چیزوں کو حفظ کے لئے حوصلہ افزائی کا سامان بنا دیا جائے مثلاً اپنے بچہ سے کہہ سکتا ہے اگر تم نے اس ماہ اتنا حفظ کیا تو تمہارے لئے کپڑوں کا نیا جوڑا خریدوں گا، چھوٹے صاحبزادے نے پابندی سے نمازیں مسجد میں ادا کی ہوں، حفظ کے حلقوں میں حاضری دی ہو اور پارہء عم یاد کیا ہو تو اسے مثلاً سائیکل تحفہ میں دی جاسکتی ہے، ایک صورت یہ بھی ہے کہ ان سے کہے کہ اگر اس ہفتہ یہ سورۃ یاد کر لی تو آپ کو میرے ساتھ تفریح اور شاندار ڈنر کا آفر ہے..... آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟

(۵) مولانا اور مستفیدین: مولانا صاحب کا کام ہے کہ اپنے احباب میں حفظ کا جذبہ پیدا کریں اور جو قرآن کریم ختم کرے عام مجلس میں اس کا اعزاز کریں، حافظ صاحب بہترین کپڑے پہنے تشریف لائیں، انہیں شہ نشین پر دولہے کی طرح بٹھایا جائے، پھر حفظ کے سلسلہ میں

اور حفظ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بیان کیا جائے، جلسہ انکے حافظہ میں محفوظ رہیگا جو بھلائے نہ بھلے نیز حاضرین مجلس کے لئے ایک حوصلہ افزاء مثال ثابت ہوگا۔ کتنا اچھا ہوگا اگر اس موقع پر مولانا صاحب یا اکابر امت کے ہاتھوں سب کے سامنے انہیں کوئی تحفہ دیا جائے۔ یہ کوئی تعجب خیز چیز نہیں اس معاملہ میں ہمارے لئے آقا حضرت محمد ﷺ نمونہ ہیں جنہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا جو شخص سینہ تان کر پیٹھ دکھائے بغیر ان سے لڑے اس کے لئے جنت ہے (۷۱)

اسی کا نام تو حوصلہ افزائی ہے..... کیا امت اپنے بے مثال آئیڈیل اور لا جواب اسوہ سے سیکھنے کے لئے تیار ہے؟

(۶) میاں اور بیوی: یہاں بھی بے حد مواقع ہیں مثلاً جب شوہر صبح کام کے لئے نکلے تو بیوی سے فرمائش کر سکتا ہے کہ واپس آنے سے قبل فلاں سورۃ یا فلاں صفحہ یاد کر لے، یاد کرنے پر انعام یا تشجیعی تحفہ کا وعدہ کرے۔

سفر سے واپسی پر تحفہ تو ضروری ہوتا ہے جس کا دل پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے شوہر کے لئے یہ بہترین موقع ہے جسے گنوانا نہیں چاہیے۔ سفر سے پہلے معاہدہ کر لے کہ فلاں سورۃ یاد کرنی ہے۔ واپسی پر طے شدہ سورۃ سنے، پھر وہ تحفہ پیش خدمت کرے اور ہاں آنکھ ترسے یہ بھی بتادے کہ قرآن مجید کے اہتمام کی بناء پر یہ اعزاز ہو رہا ہے ☆

☆ بعض علاقوں میں عید، برات، شادی بیاہ، ولیمہ، عقیقہ اور سفر وغیرہ کے نئے نئے بہانوں سے نئے کپڑے یا زیور وغیرہ بنوانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ بعض ممالک میں تین چار ماہ پر بغیر کسی موقع کے بیوی کو تحفہ دینا ضروری سمجھا جاتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی دوسرے مواقع بعض لوگ اپنے لئے وضع کرتے ہیں کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان کا رخ صحیح کر دیا جاتا؟ اور ان کو کار خیر میں استعمال کیا جاتا کاش ہمارے ہاں اس طرح کی سنتیں ہوتیں جن کو آپؐ نے رواج دیا اور اس کی ترغیب دلائی من سن سنة حسنة فله مثل اجر فاعله او کما قال علیہ السلام (ابرار)

تیرھواں طریقہ

صفحہ کے آخری حصہ سے حفظ یاد کرنا

(۱) قرآن مجید کا مطلوبہ صفحہ کھولئے۔

(۲) بجائے شروع صفحہ سے حفظ کرنے کے آخری آیت کی طرف منتقل ہو جائیے اور اسے یاد کیجیے

(۳) پھر اس سے پہلے والی آیت، پھر اس کے بعد اس سے پہلی والی آیت، یہاں تک کہ صفحہ ختم ہو جائے۔

یہ طریقہ شرعاً ’ممنوع‘ ہے اس لئے کہ اگر آپ کسی آیت کو اس سے پہلے والی آیت سے ملا کر پڑھیں گے تو معانی الٹ جائیں گے۔ تاہم اگر آپ ہر آیت کو علیحدہ علیحدہ یاد کریں پھر صحیح طور پر ابتدائے صفحہ سے پڑھیں تو ان شاء اللہ کوئی مانع نہیں رہے گا۔

بعض لوگ اس طریقہ پر عمل کرتے ہیں اور اسے مفید قرار دیتے ہیں، اس لئے کہ سورتوں اور صفحات کی ابتدائی آیات تو اچھی طرح یاد رہتی ہیں کیوں کہ شروع میں طبیعت میں نشاط ہوتا ہے، جب صفحہ کے اختتام پر پہنچتا ہے تو ہمت کمزور پڑ جاتی ہے اور حفظ میں سستی آنے لگتی ہے اس لئے اکثر لوگوں کو شکایت ہے کہ انہیں سورتوں اور پاروں کے آخری حصے اچھی طرح یاد نہیں ہیں۔

میں نے بعض نابینا حضرات کو دیکھا جنہوں نے سورۃ ابراہیم اس طریقہ سے یاد کیا اس کی برکت سے ان کا حفظ کافی پختہ ہوا۔

میں اپنے احباب کا اس کو مشورہ بایں طور نہیں دیتا کہ یہ کوئی معتمد علیہ طریقہ ہے لیکن بعض حالات میں انسان پر بیزارگی چھا جاتی ہے اس صورت میں حفظ روک دینے کے بجائے اس طریقہ کو بھی آزما سکتے ہیں لیکن مذکورہ شرط کا خیال رکھنا ضروری ہوگا۔

چودھواں طریقہ

سطر بہ سطر منتقل ہونا

- ۱۔ قرآن شریف لیجیے اور جو صفحہ یاد کرنا چاہتے ہیں اسے کھولیں۔
- ۲۔ صاف کاغذ (جس پر کچھ لکھا نہ ہو) ساتھ رکھیں۔
- ۳۔ سارے صفحہ کو کاغذ سے ڈھانک دیجیے صرف پہلی سطر کھلی رکھیں۔
- ۴۔ کھلی سطر کو کئی دفعہ پڑھیے یہاں تک کہ آپ کو حفظ کا یقین ہو جائے۔
- ۵۔ پھر دوسری سطر کھولیں اور اس کو بھی سابقہ سطر کی طرح یاد کیجیے۔
- ۶۔ دوسری سطر کو پہلی سطر سے مربوط کیجیے تاکہ اچھا حفظ ہو جائے۔
- ۷۔ ایسے ہی سطر بہ سطر صفحہ کے اختتام تک کرتے رہیں ان شاء اللہ مسرت خیز نتیجہ برآمد ہوگا۔

۸۔ ایسے ہی دوسرے صفحہ میں بھی کیجئے اور اسی طرح.....

میرے ایک دوست نے بتایا کہ ان کے ایک رفیق کار نے اسی طرح یاد کیا۔ یہ طریقہ دوسری جگہوں پر (مثلاً امتحان ہال میں سوالات کا پرچہ) بھی مفید ہے بعض طلبہ تو پرچہ سوالات پر حملہ ہی کر بیٹھتے ہیں اور اسے ایک ساتھ ہضم کرنا چاہتے ہیں مگر کوئی مشکل سوال آدھمکتا ہے جس کی وجہ سے سارا موڈ کرکرا ہو جاتا ہے اور دوسرے سوالات کے جوابات میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اس کے بجائے اگر وہ صفحہ کو موڑے اور سطر بہ سطر سوال بہ سوال منتقل ہو اور پہلے سوال کا پہلے جواب دے تو اس صورت حال سے دوچار نہ ہو۔ (۱) (☆)

(☆) (۱) ظاہر ہے کہ یہ بعض امتحانات کے بارے میں کہا جاسکتا ہے اور بعض طلبہ کے خصوصی مزاج کے لئے مفید ہے۔ سب امتحانات پر یہ حکم عام نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی سب طلبہ کو اس طریقہ کا پابند (ابرار)

پندرہواں طریقہ کمپیوٹر کا استعمال

اس کی بعض صورتیں یہ ہیں۔

کمپوزنگ:

(۱) کمپیوٹر خریدیے جس قدر ماڈرن ہو بہتر ہے اور ساتھ میں قرآن کریم والا پروگرام

بھی

(۲) مطلوبہ صفحہ اسکرین پر لائیے، وہاں سے یاد کیجیے یا قرآن شریف سے یاد کیجیے۔

(۳) کمپیوٹر کو کمپوزنگ کے لئے تیار کر لیجیے۔

(۴) یاد کردہ حصہ کو اسکرین پر لکھتے پھر قرآن مجید اور کمپوزنگ میں تقابل کیجیے۔ بعض

پروگرامس ایسے بھی دستیاب ہونے لگے ہیں کہ کمانڈ دینے پر وہ خود تقابل کریں گے اور پلک جھپکنے میں غلطیوں کی نشاندہی کریں گے۔

صوتیات سے استفادہ:

بعض پروگرام معروف قراء کرام کی آواز اور میں قرآن شریف پیش کرتے ہیں۔

ایک بٹن دبا کر آپ اپنی پسند کے قاری کی آواز سن سکتے ہیں، قاری کے ساتھ دہرا سکتے ہیں

۔ آپ اسے ٹیپ ریکارڈ کی طرح سمجھ سکتے ہیں لیکن کمپیوٹر میں فراہم کردہ سہولتیں بہت زیادہ

ہوتی ہیں، یہاں تک کہ آپ اپنی آواز بھی کسی قاری کی طرح شامل کر سکتے ہیں۔

بعض پروگرامس حفظ کے مقابلے فراہم کرتے ہیں مثلاً کمپیوٹر آپ کے سامنے کوئی

آیت پیش کرے گا پھر آپ سے سورہ کا نام دریافت کرے گا، اگر آپ صحیح جواب دیں گے تو

کہے گا بالکل صحیح یا آیت کا کچھ حصہ خالی رہے گا جسے آپ کو پُر کرنا ہوگا اگر آپ نے صحیح طور پر لکھا

تو شاباشی دے گا ورنہ غلطی پر متنبہ کرے گا۔

حال ہی میں راقم کے علم میں یہ بات آئی کہ کوئی بہت بڑا ادارہ قرآن مجید کو لیزر کی

شعاعوں میں محفوظ کرنا چاہتا ہے، ممکن ہے اس سے حفظ کے سلسلہ میں نئے طریقے اور صورتیں

سامنے آئیں جرمنی کے ایک ادارہ کے بارے میں احقر نے سنا تھا جس نے قرآن مجید کو ایک خاص

قسم کی شعاعوں سے طبع کیا ہے کہ قرآن مجید تاریکی میں بھی بہ آسانی پڑھا جاسکتا ہے۔

سولہواں طریقہ کسی خاص وقت سے جوڑنا

حفظ کی پختگی کا ایک اہم طریقہ اسے وقت سے مربوط کرنا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ حفظ کا رشتہ کسی ایک وقت سے جڑ جائے جس کا بھلانا دشوار ہو مثلاً جمعہ کی راتوں میں سورہ کہف حفظ کی جاسکتی ہے، رمضان کی راتوں میں حفظ کیلئے مختلف سورتیں مختص کی جاسکتی ہیں، نیز اشراق کے وقت کوئی سورہ یاد کی جاسکتی ہے اسلئے کہ وقت کی تصویر اس کے ذہن میں پیوست ہو جاتی ہے۔ اور وقت کیساتھ متعلقہ سورت بھی یاد ہو جاتی ہے چنانچہ آپ کے لئے اس کا آموختہ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور وقت کے ساتھ متعلقہ سورت بھی یاد ہو جاتی ہے، مثلاً برسات کا موسم ہو، موسلا دھار بارش ہو رہی ہو اور آپ ہیٹر کے نزدیک کچھ گرمی حاصل کرنے کے لئے، گرم کپڑوں میں سمٹے بیٹھے ہوں، ایسی یاد جس کا بھلانا دشوار ہو، اس وقت جو حفظ کریں اسکے آثار کبھی ختم نہ ہوں۔ ہمارے شیخ علامہ محمود عبدالدائم رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے علم منطق میں ”سلم“ کا متن چاند کی روشنی میں بغیر چراغ کے یاد کیا جبکہ انکے رشتہ دار کھیتی باڑی اور کٹوتی کے بارے میں محو گفتگو تھے۔

اگر آپ اہلیہ کی زچگی کے انتظار میں کسی دواخانہ میں ہوں تو بجائے اس کے کہ آپ کا وقت یوں ہی ضائع ہو جائے اور آپ اپنے ہاتھ ملتے رہیں، اپنی پاکٹ قرآن جسے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنا چاہیے کھولنے اور جتنا ہو سکے یاد کیجیے۔ اس لئے کہ جب بھی آپ اسے دوبارہ پڑھیں گے تو فوراً وہ وقت یاد آئے گا جب آپ نے حفظ کیا تھا۔
حق تعالیٰ کا ارشاد کس قدر واضح ہے۔

و قرآن الفجر، ان قرآن الفجر کان مشہودا (بنی اسرائیل: ۷۸)
اور صبح کی نماز (میں تلاوت) بے شک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے
نیز ارشاد باری ہے:

انا انزلنہ فی لیلة القدر (القدر: ۱) بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے۔

سترھواں طریقہ

موثر واقعات سے مربوط کرنا

انسان کے ساتھ بہت سے واقعات پیش آتے ہیں جو ذہن سے نکل جاتے ہیں، لیکن بعض واقعات نفسیاتی، مادی اور جسمانی تاثیر کے اعتبار سے حافظہ میں اس طرح نقش ہو جاتے ہیں کہ اگر عمر درزا بھی ہو جائے تو نہ بھولے۔ اس لئے حفظ کو کسی اہم واقعہ سے جوڑنا چھتگی کا اہم وسیلہ ہے جب بھی اس واقعہ کا تذکرہ ہوگا فوراً ذہن میں حفظ کردہ حصہ تازہ ہو جائے گا۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں صرف بعض کی جانب اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) پہلی دفعہ جبریل علیہ السلام کی جانب سے رسول اکرم ﷺ کے سینہ مبارک کو بھیجنے کا واقعہ کہ جبریل علیہ السلام اصرار کرتے ہیں اور آپ ﷺ فرماتے ہیں 'میں پڑھا ہوا نہیں ہوں' تین دفعہ سینہ مبارک کو ضم کرنے کے بعد سورہ علق کی ابتدائی آیتیں آپ پر وحی کی گئیں (۷۲) یہ آیتیں آپ ﷺ کے حافظہ میں نقش ہو گئیں کہ یہ عجیب واقعہ اس دور دراز علاقہ میں حراء پہاڑ پر رونما ہوا جہاں نہ کوئی غم گسار تھا نہ کوئی مددگار۔

(۲) معرکہ بدر میں "انفال" اور قیدیوں کا واقعہ کہ کس طرح سورہ انفال کی آیتیں اس سے مربوط ہو کر رہ گئیں۔

(۳) سارے غزوات اور معرکے جن میں قرآن کا کچھ حصہ خصوصی طور پر نازل ہوا جیسے بدر، احد، حنین (احزاب) وغیرہ۔

(۴) حادثہ اُفک: کیا کوئی یہ تصور کر سکتا ہے کہ صاحب واقعہ حضرت عائشہؓ ان آیتوں کو بھول سکتی ہیں جو اس وقت نازل ہوئیں اور جن آیتوں نے اس واقعہ کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

بعض مثالیں جن کا روز بروز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں:

(۱) بہت سے قیدی جب جیل سے نکلتے ہیں تو قرآن یاد کر چکے ہوتے ہیں، آپ

بعضوں کو یہ کہتے ہوئے سنیں گے کہ یہ سورہ میں نے جیل میں یاد کی، اور یہ پیشہ ہم نے وہاں سیکھا وغیرہ۔

(۲) کوئی شخص کسی عارضی مرض کا شکار ہو جائے جیسے ہاتھ یا پیر ٹوٹ جائے تو ظاہر ہے وہ گھر میں پڑا رہے گا۔ یہ فرصت اسے حفظ کرنے میں مدد دیتی ہے میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو بیماری کی وجہ سے گھر سے چمٹا رہا اور چار مہینے میں قرآن مجید یاد کر لیا (☆)

(۳) کسی شخص کا لخت جگر سفر یا جیل کی بناء پر دور ہو جائے اور وہ اس موقع پر سورہ یوسف یاد کر لے تو پختہ ہوگا، کیونکہ وہ ان حقائق میں جی رہا ہے جو اس کے سامنے بیان ہو رہے ہیں۔

(☆) قیدی جن طریقوں سے حفظ کرتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اگر جیلوں میں انہیں قرآن مجید دستیاب نہ ہو سکے تو وہ بعض حافظوں کی تلقین سے یاد کرتے ہیں، بعض دفعہ تو جسے جو سورہ یاد ہو وہ اپنے ساتھی کو یاد کراتا ہے، بعض آیتوں کی تعداد کو انگلیوں کے نشانات پر شمار کرتے ہیں۔ جیلوں میں حفظ کی داستان بہت عجیب و غریب ہے جسے ایک مستقل کتاب میں شائع کرنا چاہیے۔ یسر اللہ لی کتابتھا (مولف)

☆☆ ترجمہ نگار کے ایک دوست نے بتایا کہ ان کے کسی رشتہ دار کا حادثہ میں ہاتھ یا پیر ٹوٹ گیا اور وہ گھر میں پڑے رہے، انہوں نے صرف حساب (Mathametics) اتر کی مشق کی اور مختصر عرصہ میں بے حد مہارت حاصل کر لی (ابرار)۔

www.kitabosunnat.com

اٹھارواں طریقہ

محسوسات سے مربوط کرنا

حفظ کے دوران اپنی عقل کو مکمل طور پر فارغ اور تیار رکھئے۔ کوشش کیجئے کہ آیتوں پر غور کریں اور محسوسات پر نگاہ دوڑائیں جیسے آسمان، زمین، پہاڑ اور دیگر مخلوقات۔ جب آپ حق تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھیں:

وهو الذى سخر البحر (النحل: ۱۴) 'اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر بنا دیا'۔ اور سمندر سے قریب ہوں تو ان آیتوں کو اپنے سامنے موجیں مارتے سمندر سے جوڑیئے۔ جب یہ آیتیں پڑھیں:

الم يروا الى الطير مسخرات فى جو السماء (النحل: ۷۹) 'کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو فضاء آسمان میں مسخر ہیں'۔ توفضاء پر نگاہ دوڑائیئے۔ ممکن ہے کہ آپ کسی پرندہ کے وجود سے لطف اندوز ہوں۔ جب آپ یہ آیت کریمہ تلاوت کریں:

وان يروا كسفا من السماء ساقطا يقولوا سحاب مركوم (الطور: ۴۴)

'اور اگر وہ آسمان پر ٹکڑا دیکھ لیں کہ گرتا ہوا آ رہا ہے تو کہیں گے کہ یہ تو تہہ بہ تہہ جما ہوا بادل ہے' تو بادلوں پر نگاہ ڈالنے جو آپ کے اوپر منڈلا رہے ہیں۔ جب حق تعالیٰ کا یہ قول یاد کریں:

بلى قادرين على ان نسوى بنانه (القيامة: ۴) (ہم ضرور اس کی ہڈیاں جمع کریں گے) کیوں کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریاں تک درست کر دیں۔ تو اپنی انگلیوں کا معائنہ کیجئے۔

اور جب آپ اس آیت کریمہ سے گزریں: فيها فاكهة ونخل ورمان

(الرحمن: ۶۸) 'اُن دونوں (باغوں) میں میوے، کھجور اور انار ہوں گے'۔

تو کھجور یا انار کے درخت کا مشاہدہ کیجئے۔

اس طرح کی مثالیں بے شمار ہیں اگر حفظ کے وقت آپ محسوس چیز سے مربوط کرنے کا اہتمام کریں تو دوبارہ پڑھنا آپ کے لئے آسان ہو جائے گا، چنانچہ اگر کوئی لفظ ذہن سے غائب ہو جائے تو متعلقہ منظر یاد کرنے پر حافظہ لبیک کہہ کر مدد کے لئے آپہونچے گا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو موسیٰؓ سے کہا کہ ان رسول اللہ ﷺ امرنی ان اسال اللہ الہدی و السداد ، فأ ذکر الہدی بہدایۃ الطریق و ا ذکر السداد بتسديدات السہم (۵۷) رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اللہ سے (سیدھے راستے کی) ہدایت (رہبری) اور (دینی احوال کی) درستگی مانگوں۔ چنانچہ میں رہبری کو راستے کی رہبری اور درستگی کو تیروں کی درستگی کے حوالے سے یاد رکھتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ مناظر کا تخیل حفظ کی پختگی میں بے حد معاون ثابت ہوتا ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ قصوں پر مشتمل سورتیں جیسے سورۃ یوسف، مریم اور کہف، دوسری سورتوں کے مقابلہ میں جلدی یاد ہو جاتی ہیں اسلئے جو لوگ حفظ سے مایوس ہو چکے ہیں اور شیطان نے ان پر اپنے ڈورے دال دئے ہوں انہیں مشورہ دیا جاتا ہے کہ قرآن کی ان سورتوں کو یاد کر لیں جن میں قصے بیان کئے گئے ہیں، پھر ان شاء اللہ تعالیٰ سارے قرآن کے لئے شرح صدر ہو جائے گا اس طریقہ کے تتمہ میں یہ بھی شامل کر سکتے ہیں کہ جب آپ کو کوئی فرحت بخش خبر ملے تو اسے کسی سورۃ کے یاد کرنے کا بہانہ بنا لیجیے؛ اس لئے کہ شادمانی کا احساس حافظہ کے اندر تحمل کی صلاحیت میں بے پناہ اضافہ کرتا ہے۔ پھر یہ سورہ آپ پر گزرے خوشی کے ان قیمتی لمحوں سے ہمیشہ کے لئے جڑ جائیگی۔ جب بھی آپ اسے دوبارہ پڑھیں گے تو آپ کی روح فرحت و سرور سے لہلہا اٹھے گی اس لئے کہ ذہن کے اسکرین پر وہ شاداں و فرحاں مناظر دوبارہ رونما ہوں گے۔

انیسواں طریقہ

فہم آیات پر اعتماد کرنا

یہ طریقہ بچوں کی نسبت بڑوں کے لئے زیادہ مفید ہے۔

(۱) ایسا قرآن شریف حاصل کیجیے جس کے ساتھ مختصر تفسیر ہو، جو مشکل الفاظ کے معانی

اور ضروری مطالب کی توضیح کر سکے۔

(۲) کسی ایک مقطع کا انتخاب کیجیے جسے آپ حفظ کرنا چاہتے ہوں۔

(۳) مقطع غور سے پڑھیے اور مشکل الفاظ پر توجہ دیجئے۔

(۴) مشکل الفاظ کے معانی معلوم کرنے کے لئے تفسیر سے استفادہ کیجیے۔ اجمالی معنی و

مفہوم سمجھنے کی فکر کریں نیز اگر ممکن ہو سکے تو یہ بھی جاننے کی کوشش کریں کہ یہ آیت کیوں اور

کہاں نازل ہوئی۔

(۵) اس طرح آیتوں کا اجمالی خاکہ واضح طور پر آپ کے سامنے آ جائے گا۔

(۶) مقطع میں بیان شدہ معانی پر دھیان دیتے ہوئے حفظ کرنا شروع کیجیے۔

(۷) اگر آپ نے اس مقطع کو سمجھ لیا اور اچھی طرح یاد بھی کر لیا تو آپ کو سب کچھ مل گیا

صرف اس پر عمل باقی رہ جاتا ہے۔

یہی طریقہ ہے کہ جس پر سلف صالحین اور صحابہ کرام عمل پیرا تھے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ہم دس دس آیتیں لے لیتے، انہیں یاد کرتے، سمجھتے اور

ان کے مطابق عمل کرتے۔ (۵۸)

(۸) آپ اگلا مقطع اسی طرح یاد کر سکتے ہیں۔

یہ طریقہ آفس میں کام کرنے والے یا کسی بھی شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے مناسب ہے جن کے پاس حفظ کے لئے وقت نہیں۔ ایسے حضرات کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ وہ کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہوں یا اگر عالم میسر نہ ہو تو اپنے گروپ میں سے کسی ساتھی کے پاس ہفتہ میں ایک دن حاضر ہوں، وہ ان کے سامنے ایک موضوع سے متعلق کامل تلاوت کرے پھر اس کی تفسیر بیان کرے پھر سب کے سب عالم صاحب کے سامنے یکے بعد دیگرے تلاوت کریں (انہیں چاہئے کہ وہ تلاوت کی غلطیوں کی نشاندہی کریں اور درست ہونے پر حوصلہ افزائی کریں۔ آپس میں وعدہ کریں کہ ہفتہ کے دوران اسے یاد کریں گے اور اگلی ملاقات میں عالم صاحب کو زبانی سنا دیں گے اور اسی طرح.....

اس طریقہ کی برکت سے آپ کو متن قرآنی کے ساتھ معافی بھی یاد ہو جائیں گے۔

اس طریقہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آیتوں کا عمومی تصور، آدمی کے ذہن میں طویل عرصہ کے لئے رہ جاتا ہے، خواہ وہ انہیں دوبارہ نہ پڑھے۔

بیسواں طریقہ

نابینا حضرات کا طریقہء کار

آنکھ ایک عظیم نعمت ہے۔ بہت کم لوگ اس کی قیمت سے واقف ہیں، ایک دفعہ مجھ سے ایک بڑے عالم نے کہا کہ اگر آنکھ کی قیمت کا پتہ لگانا ہو تو کچھ دیر کیلئے اپنی نگاہوں پر پٹی باندھ لو۔ اس لئے اس نعمت سے محروم لوگوں کو اللہ کی جانب سے معاوضہ میں بصیرت اور بہت سی خصوصی صلاحیتیں عطا ہوتی ہیں، چنانچہ عمومی طور پر ان میں بے حد ذہانت اور حفظ کی بے پناہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔

نابینا حضرات کے یہاں حفظ کے مختلف اسلوب ہیں، میں یہاں مشہور طریقہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

(۱) نابینا کسی استاذ کے پاس حاضر ہوتے ہیں ان کے نزدیک حفظ کے کام میں استاذ کی شخصیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ استاد کا بینا ہونا کوئی ضروری نہیں، ہم مثل کے احوال سے بخوبی واقفیت کی بنا پر نابینا یہ کام بہتر طور پر انجام دے سکتا ہے۔

(۲) اگر جید حافظ نہ مل سکے تو کوئی بھی دوست جس کی تلاوت صحیح ہو یہ کام کر سکتا ہے، اگر ایسا بھی کوئی شخص نہ مل سکے تو ٹیپ ریکارڈ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

(۳) ساتھی فراخ طبیعت کا مالک ہو جو لوگوں سے محبت کرنے والا اور ان کی خدمت باعث سعادت سمجھنے والا ہو، مزاج میں سختی نہ ہو اور نہ جلد بیزار ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو، اپنے دوست کے احساسات کی رعایت کرنے والا ہو اور بہت نزاکت و لطافت سے پیش آئی والا ہو۔

(۴) شور و شغب سے دور، پرسکون جگہ اس کام کے لئے موزوں ہو سکتی ہے۔

(۵) ایک ایک آیت تلقین کرے۔ اس کے سامنے پہلی آیت بلند آواز سے پڑھے، پھر اس سے فرمائش کر کے دو تین دفعہ اس کے پیچھے دہرائے یہاں تک کہ یقین ہو جائے کہ نابینا نے اسے یاد کر لیا ہے۔

(۶) اگلی آیت کی طرف منتقل ہوا ایسے ہی صفحہ کے اختتام تک کرتا جائے پھر آیتوں کو ایک دوسرے سے ربط دے پھر آخری مرتبہ پورا صفحہ سنے۔

(۷) یہ مقدار نابینا کی قوتِ حفظ اور استاد کے وقت پر منحصر ہے۔

(۸) اہم کام نابینا کو خود انجام دینا ہے کہ یاد کئے ہوئے حصہ کا بکثرت مراجعہ کرے۔ اگر کسی جگہ اٹک جائے اور کوئی مدد کرنے والا نہ ملے تو اگلی آیت کی طرف منتقل ہو سکتا ہے اور اس سلسلہ میں استاد سے اگلے روز مدد لے سکتا ہے۔

میں نے نابینا حضرات کا ایک گروپ دیکھا جن کا حفظ عموماً دوسروں سے پختہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اسی طریقہ پر حفظ کیا اس لئے موجودہ دور میں نابینا حضرات کے لئے ٹیپ ریکارڈ بے حد کارآمد ہے، اگر کوئی ساتھی نہ مل پائے تو اس سے بہتر کوئی ہم سفر نہیں۔

نیز بریل (BRAILLE) نظام تحریر کے ذریعہ نابینا حضرات خود حفظ کر سکتے ہیں اس لئے کہ قرآن مجید اس طرز پر تیار کیا جا چکا ہے کہ وہ لمس کی مدد سے پڑھ سکتے ہیں، بلکہ اب تو الیکٹرانک قرآن بازار میں آنے لگے ہیں کہ چھوٹی سی مشین میں ساری قرآن آواز کے ساتھ محفوظ ہے جو ایسے لوگوں لئے مفید اور سہل الاستعمال ہے۔ یہ بہ آسانی جیب میں آ سکتا ہے اور جہاں چاہے آپ کے ساتھ رہ سکتا ہے۔

نابینا حضرات کے عجیب و غریب واقعات

جب دونابینا جمع ہوتے ہیں تو پہلا کہتا ہے لقد ارسلنا پڑھیے دوسرا جواب میں لقد ارسلنا والی تمام جگہیں پڑھ ڈالتا ہے پھر دوسرا تیار ہو کر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے الذین آمنوا سے پڑھیے تو وہ تمام آیتیں پڑھ ڈالتا ہے جہاں جہاں یہ جملہ آیا ہے، اس طرح اس عجیب و غریب چیلنج کے بہانے آموختہ کا کام چلتا رہتا ہے جسے صرف جید اور پختہ حافظ ہی قبول کر سکتا ہے

بعض ایک دوسرے کا امتحان لینے کے لئے بجد نئے طریقے ایجاد کرتے ہیں۔ بعض شعری قصائد کو الٹ پلٹ کر پڑھتے ہیں بلکہ بعضوں سے میں نے سنا ہے کہ قرآن کی سورتوں میں بھی ایسا کرتے ہیں۔

بہت سے لوگ آیتوں کو نمبر سے یاد کرتے ہیں۔ دراصل آیتوں کے نمبرات کا مسئلہ زیادہ دشوار نہیں، اگر انسان حفظ کے شروع میں توجہ دے اور آیتوں کو نمبر وار یاد کرے تو وہ نمبرات کے ساتھ ذہن میں محفوظ ہو سکتی ہیں۔

اکیسواں طریقہ

مساجد میں حفظ کے حلقے

بہت سے ملکوں کے اندر مساجد میں حفظِ قرآن کے حلقوں کا رواج ہے جن کا طریقہ کاریہ ہے -

(۱) حافظ صاحب محلہ کی مسجد میں حلقہ کے آغاز کا اعلان کرتے ہیں چنانچہ مختلف العمر طلبہ کی اچھی خاصی تعداد جمع ہو جاتی ہے۔

(۲) پہلے چھوٹی سورۃ سے ابتداء کرتے ہوئے طلبہ کے سامنے پڑھتے ہیں اور وہ غور سے قرآن مجید میں دیکھتے جاتے ہیں۔

(۳) پھر انہیں یومیہ حفظ 'ہوم ورک' کی ذمہ داری سونپتے ہیں جسے انہیں اگلے دن زبانی سنانا ہوگا

(۴) ان کے حفظ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہر طالب علم حلقہ میں اپنی جگہ بیٹھے قرآن کھول کر گردن جھکائے یاد کرنے میں لگ جاتا ہے اور اسے بار بار دہراتا ہے یہاں تک کہ وہ یاد ہو جائے اگر وقت ختم ہونے سے قبل اچھی طرح یاد ہو جائے تو حافظ صاحب کو یاد کردہ حصہ سنا دیتا ہے اور اگلا ہوم ورک لیتا ہے۔

(۵) اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ایک حلقہ کے درمیان حفظ کی مقدار تعداد میں تفاوت اور فرق پایا جاسکتا ہے۔

(۶) اس طرح کے حلقوں میں مدرس کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ اہتمام اور توجہ سے نئے نیز طالب علم پر خوب محنت کرے۔

(۷) طلبہ کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ بعض تو اسی طرح ختم قرآن تک پابندی سے جڑے رہتے ہیں اور بعض منقطع ہو جاتے ہیں۔ کامیاب طالب علم وہ ہے جو پابندی سے لگا رہتا ہے۔

(۸) حفظ کا باقاعدہ رجسٹر رہتا ہے جس میں طلبہ کے نام و عمر نیز ہر دن کی تاریخ اور سبق و آموختہ اور حفظ کے معیار کا بھی ریکارڈ رہتا ہے۔

(۹) اس کے لئے نقدی اور مالی انعامات تیار کئے جاتے ہیں جو مستحق طلبہ میں تقسیم ہوتے ہیں۔

(۱۰) سالانہ زبردست جلسہ کیا جاتا ہے جس میں طلبہ کے سرپرست، قوم کے سربراہ اور وہ لوگ عمائدین شہر، علماء کرام اور مدرسین تشریف لاتے ہیں، اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہونیوالے طلبہ کو انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔

(نوٹ) ان حلقوں میں طلبہ پڑھنے کے دوران آگے اور پیچھے ہلتے رہتے ہیں۔ یہ انہیں چست رکھنے کیلئے بے حد مفید ہے جو انجن کی طرح طلبہ کے اندر طاقت اور قوت پیدا کرتا ہے۔ یہ بات آزمودہ ہے جسے آپ آسانی سے نوٹ کر سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر آپ دو طلباء کے درمیان تقابل کریں ایک خاموش ایک ہی جگہ پر بغیر کسی حرکت کے بیٹھا ہو اور دوسرا اس باقاعدہ حرکت کا عادی ہو تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے دوسرا اس سے زیادہ یاد کرتا ہے، اس کا مقصد ہلنے کی طرف کوئی دعوت اور اس کی تشجیع نہیں لیکن اگر فطری طور پر تکلف کے بغیر ایسا ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر حد سے زیادہ ہو جائے تو پھر مناسب نہیں۔

مدرس کو چاہیے کہ طالب علم کو تنبیہ کرے کہ جب لوگوں کے سامنے جلسوں وغیرہ میں پڑھنے کا موقع ہو تو اچھی طرح باقاعدگی سے بیٹھا ہو اور اونچی شخصیت کا حامل ہو کہ اہل قرآن کا بہت بلند مقام ہے اس لئے کہ استاد کے سامنے پڑھنے کے دوران جس بات کی اجازت مل سکتی ہے ہر جگہ اس کی چھوٹ نہیں دی جاسکتی۔

بائیسواں طریقہ

دائرہ میں گھومنا

یہ طریقہ میں نے سوڈان میں دیکھا، کسی حد تک نیا ضرور ہے مگر اس قدر اچھا نہیں جتنا اس کے نام سے محسوس ہوتا ہے، اسلئے میں نے چاہا کہ علم و اطلاع کے خاطر بیان کر دوں نہ اس لئے کہ محض اسی کو بنیاد بنالیں اس لئے بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ ابھی تک اس طریقہ کے مطابق حفظ کرتے ہیں اور اسے بہت مفید قرار دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) قاری یا حلقہ کا استاد ہر طالب علم کو علیحدہ علیحدہ قرآن پڑھاتے ہیں اسکی قرات اور ادائیگی کو درست کرتے ہیں۔

(۲) استاد حلقہ کے درمیان میں تشریف ہوتے ہیں تاکہ سب کی نگرانی کر سکیں۔ جس طالب علم کی مقررہ مقدار درست کر دیں وہ اپنی جگہ واپس جاتا ہے اور دوسرا طالب علم آتا ہے۔ اسی طرح استاد سب کی تصحیح کر دیتے ہیں۔ تصحیح کیلئے شیخ صاحب کے آگے گھٹنے ٹیک کر بھیڑ لگانے کا منظر دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔

(۳) اسی طرح تقریباً دو گھنٹوں سے زیادہ کا وقت گزر جاتا ہے۔ اس دوران طلبہ یاد بھی کر لیتے ہیں ان کا فرش چٹائی ہوتی ہے۔

اور بعض اوقات ریت پر بیٹھتے ہیں جیسا میں نے خود دیکھا۔ اس لئے سستی دور کرنے کی خاطر اساتذہ اگلے مرحلہ کا حکم دیتے ہیں

(۴) ایک دوسرے کے پیچھے دائرہ کی شکل میں لائن سے کھڑے ہونے کا حکم ہوتا ہے پھر یہ لوگ اس دائرہ کی لکیر پر چلتے ہوئے گھومتے ہیں۔ استاد درمیان میں اس کی نگرانی کرتے ہیں اور انہیں جوش دلاتے ہیں جو نظم و ضبط کے خلاف کرنا چاہے اسے ڈانٹتے بھی ہیں۔

(۵) بیٹھک کی حالت میں طلبہ جو کچھ حفظ کرتے ہیں اسے اب گھومتے ہوئے بار بار پڑھتے ہیں

(۶) آوازیں کچھ بلند بھی ہوتی ہیں اسلئے کہ اس سے چستی آتی ہے ۔

(۷) ایک گھنٹہ گھومنے کے بعد انہیں بیٹھنے کی اجازت ملتی ہے پھر وہ تازہ روح اور بلند حوصلہ

کے ساتھ استاد کے پاس آتے ہیں ۔

(۸) بعض دفعہ کھڑے کھڑے ہی سن لیتے ہیں کیوں کہ کھڑے ہونے کی حالت میں طالب

علم بے حد چوکنا اور چاق و چوبند ہوتا ہے۔

اس طرح گھومنے کے بہت سے فائدے ہیں ۔ بدن میں دوران خون صحیح

رہتا ہے، دل اور سارے جسم کے عضلات اس قدر دیر سے بیٹھے رہنے کے بعد پھر سے

حرکت میں آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تبدیلی چستی پیدا کرتی ہے نیز یہ طریقہ تکان اور بیزاری کو

دور کرنے کیلئے بے حد مفید ہے اس لئے کہ بچے فطری طور پر حرکت پسند کرتے ہیں۔ اگر

گھنٹوں انہیں بٹھائے رکھا جائے تو وہ تنگ آ جاتے ہیں اور کچھ زیادہ کام نہیں کر پاتے

ہیں۔

مجھے ایسا لگتا ہے کہ گھومنے کا یہ نظریہ طالب علم کی شخصیت پر عمیق نفسیاتی تحقیق کے بعد سامنے آیا

ہوگا جو افریقی مسلم اساتذہ کی اختراع ہے آج کل مغربی ملکوں میں ماڈرن نظریات وجود میں

آ رہے ہیں جو کسی نہ کسی طرح گھومنے سے مشابہت رکھتے ہیں، وہ اپنی زبان سے دعویٰ کرتے

ہیں کہ انہوں نے ان نظریات کو جنم دیا، حالانکہ مسلمان وسائل کی کمی کے باوجود ان ماڈرن تعلیمی

نظریات کے موجد ہیں ۔

(نوٹ) اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تیز نہ گھومیں، دائرہ کسی حد تک بڑا ہو، تاکہ

طالب علم کا سر چکرانہ جائے، نیز یہ کھلی فضاء اور کشادہ میدان میں ہو ۔

تیسواں طریقہ

ازبکی نہج

سوویت یونین کے زوال سے وجود پذیر بعض اسلامی جمہوریوں جیسے قزاقستان، قرغزستان، کازخستان اور داغستان وغیرہ میں یہ طریقہ رائج ہے تاہم ازبکستان میں یہ بہت مقبول عام ہے یہاں ہم اسے بھی اطلاعاً ذکر کر رہے ہیں۔

(۱) پہلے استاذ ایک صفحہ کی تصحیح کرتے ہیں۔

(۲) طالب علم کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تین سو مرتبہ دیکھ کر پڑھے۔

(۳) جب وہ تین سو دفعہ دہرا چکے تو شیخ کو زبانی سنائے اور اگلے صفحہ کا سبق لے۔ ختم قرآن

تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(۴) جب قرآن مجید ختم کر لے تو استاد اسے حکم دیتے ہیں کہ سارا قرآن ایک سو پچاس دفعہ

دیکھ کر ختم کر لے۔

(۵) جب طالب علم اس حکم کی تکمیل کر لے تو اسے 'حافظ وقاری' کے لقب سے نوازا جاتا ہے

۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اتنی دفعہ تکرار اور بار بار پڑھنے سے زبان میں روانی خود بخود آ جاتی ہے

اور وہ بہ آسانی تلاوت کرنے لگتا ہے۔

عموماً ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ جن سورتوں کی تلاوت بکثرت ہوتی ہے جیسے

سورہء کہف، سورہء یس وغیرہ لوگوں کو عموماً وہ خود بخود یاد ہو جاتی ہیں اسلئے کہ بار بار ان

کے سننے کا موقع ملتا ہے۔

چوبیسواں طریقہ

ترکی اسلوب

خدمتِ قرآن کے سلسلہ میں ترکوں کا کردار نظر انداز نہیں کیا جاسکتا (☆) میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس خصوصی امتیازی طریقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ ان کے یہاں حفظ مراحل میں انجام پاتا ہے۔

(۱) حروفِ تہجی سے آغاز کرے تلاوت کی تصحیح تک ناظرہ قرآن کی مشق کراتے ہیں۔ بسا اوقات اس میں ایک سال بھی لگ جاتا ہے پھر دوسرا مرحلہ حفظ کا ہوتا ہے۔

(۲) طالب علم پہلے پارہ کا آخری صفحہ یاد کرتا ہے پھر اگلے دن دوسرے پارہ کا آخری صفحہ اور اسی طرح ہر روز ہر پارے کا آخری صفحہ یاد کرتا ہے۔ اس طرح تیس صفحہ مکمل ہونے تک پورا ماہ گزر جاتا ہے۔

(۳) اگلے مہینہ پہلے پارے کے آخر صفحہ سے قبل والے صفحہ سے آغاز ہوتا ہے پھر اگلے روز دوسرے پارے کے آخر صفحہ سے پہلے والا صفحہ۔۔۔ پہلے مرحلہ کی طرح یہ بھی انجام پاتا ہے (۴) اس طرح عمل پیہم میں جٹ جاتے ہیں، یہاں تک کہ قرآن عکسی انداز میں یاد

کیا جاتا ہے اور جب بھی ایک صفحہ یاد کیا تو اس صفحہ کو اور اس سے پہلے والے صفحہ کو سنانا ہوتا ہے۔ نتیجہ میں حفظ بہت پختہ ہو جاتا ہے اس طریقہ کے سلسلہ میں علماء کی آراء مختلف ہیں، بعض تو اس

کی بے حد تعریف کرتے ہیں اور بعض اسے تنقید کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، میں نے استنبول کے ایکابر علماء سے اس سلسلہ میں دریافت کیا انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ ہمارے مشائخ کی میراث ہے۔ در سب سے بڑے حلقہ کا سب سے بہتر طریقہ سمجھتے ہیں۔

حد تو یہ ہے کہ بہت سے ترکی لوگ سمجھتے ہیں کہ اس طریقہ کے بغیر حفظ ناممکن ہے۔

☆ ترکی میں مدارس قرآن کے سلسلہ میں اگر کچھ کہا جاسکتا ہے تو یہی کہ موجودہ دور میں سارے عالم میں قرآنی بیداری، میں یہ سرفہرست ہے جہاں طلبہ کے لئے ہر طرح کی راحت رسانی، اونچے معیار اور مکمل اہتمام کے ساتھ حفظ کرانے کا انتظام ہے (مولف)

میں نے دیکھا کہ یہ طریقہ ان علاقوں میں بھی رائج ہے جسے عثمانیوں نے فتح کیا جیسے بوسینیا اور ہر سک وہ لوگ آج بھی اسی طریقہ کے پابند ہیں۔

حقیقت میں جو بھی اس طریقہ پر غور کرے گا اس میں اسے بہت سے فوائد نظر آئیں گے، خاص طور پر غیر عربوں کے لئے جو عربی زبان نہیں جانتے ہیں اور اس کے آثار اس وقت ظاہر ہونگے جب وہ حفظ مکمل کریگا کہ اسے صفحات کے نمبرات تک یاد ہونگے۔

اس کا ایک منفی پہلو یہ ہے کہ اگر طالب علم صبر نہ کر سکے اور کسی بنا پر حفظ کا سلسلہ روک دے تو ایسا ہو جائے گا کہ اس نے قرآن کے مختلف کٹے غیر مربوط حصے یاد کئے۔ اگر اس سے کوئی سورت پڑھنے کے لئے کہا جائے تو وہ اسے مکمل نہیں کر سکتا۔

یہ ان طریقوں میں سے ہے جن کی تطبیق جزوی طور پر نہیں ہو سکتی نیز کم از کم دو سالہ

مدت لازمی ہے۔

پچیسواں طریقہ

سچے قصوں یا فنی مناظر سے مربوط کرنا

یہ طریقہ بچوں کیلئے مناسب ہے اور کسی تربیت یافتہ استاذ یا معلم کی نگرانی میں انجام پاسکتا ہے۔ بچے کے سامنے کوئی سورت پڑھی جائے پھر اسے متعلقہ قصہ یا سبب نزول (اگر موخر الذکر بچہ کی عقل سے مناسبت رکھتا ہو تو حتی الامکان تسہیل کر کے) بیان کیا جائے اس لئے کہ بچے قصے، کہانیاں، بغیر کسی مشقت کے یاد کر لیتے ہیں اگر کہانی کیساتھ سورت بھی جوڑ دی جائے تو وہ سورت کے حفظ کو بھی آسان سمجھے گا اور ہر روز نئی سورت یاد کرنا چاہے گا تا کہ استاذ سے نیا قصہ سننے کا موقع مل سکے جس سے اس کے 'قصہ' کھاتے میں اضافہ ہو۔

(ا) سورہ لہب : اس کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا ابو لہب، اس کی بیوی حمالۃ الحطب (لکڑیاں اٹھانے والی) کا قصہ بیان کیا جائے بچے کے سامنے منظر کشی کی جائے کہ کس طرح وہ لکڑیاں اور کانٹے ڈھوڈھو کر لاتی تھی تاکہ آپ ﷺ کے راستے میں ڈالے، آپ خود دیکھیں گے کہ بچہ کس قدر جلدی سے اس سورہ کو یاد کر لے گا۔

(ب) سورہ اخلاص : اسکے ساتھ بتوں کی کہانی بتائی جائے کہ کس طرح لوگ خود اپنے ہاتھوں سے بت بناتے پھر ان کی پوجا کرتے تھے۔

(ج) سورہ کوثر : بچہ کو پیاری نہر کوثر کے بارے میں بتایا جائے کہ جو کوئی ایک دفعہ اس سے پی لے گا اسے کبھی پیاس نہ لگے گی، اسے سمجھایا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے لئے عظیم تحفہ ہے۔

(د) سورہ علق : نزول وحی کا قصہ بیان کیا جائے کہ کس طرح غار حراء میں نبی کریم ﷺ سے جبریل نے گفتگو کی اور آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا وغیرہ۔ ایسے ہی سورہ مدثر اور سورہ منزل بھی ہے۔

(ه) سورہ نوح، ہود، یوسف، یونس، ابراہیم : ان پیغمبروں کے قصے، دلچسپ اور رنگین

انداز میں بچوں کے سامنے بیان کئے جائیں اگر سورت لمبی ہو تو اسے کئی منظروں میں تقسیم کریں تاکہ ہر منظر کے ساتھ دلچسپی اور رنگینی کا سامان فراہم کئے جاسکے۔

(و) شاید ہی کوئی سورت ہو جو کسی قصہ سے خالی ہو جسے زیرک استاذ، خوشنما انداز میں نہ بیان کر سکتا ہو، اگر کسی سورت میں کوئی واضح قصہ نہ ہو تو سبب نزول ہی کافی ہے کہ اسے بہترین اور اچھے انداز میں بیان کیا جائے جس سے بچوں میں شوق کی تسکین ہو۔

بڑوں کے لئے بھی یہ طریقہ کسی نہ کسی طرح مفید ہے البتہ ان کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ تفسیر کی کتابوں میں یہ قصہ پڑھ لیں پھر متعلقہ آیات حفظ کریں مثلاً اصحاب کہف کا واقعہ، حضرت موسیٰ کا حضرت خضر کی تلاش میں علمی سفر اور عموماً سارے ہی انبیاء جیسے حضرت یوسف اور حضرت ابراہیم کے قصے۔

جہاں تک فنی مناظر کا تعلق ہے تو کتنی ہی آیتیں ایسی ہیں جو اس طرح بہ آسانی حفظ کی جاسکتی ہیں لیکن اس کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے جو اس پہلو پر روشنی ڈالتی ہیں جیسے سید قطب شہید کی ”مشاہد القیامۃ فی القرآن“ (مناظر قیامت) ”التصویر الفنی فی القرآن“ ان کی کتاب ”فی ظلال القرآن“ تو اس سے بھری پڑی ہے۔ (۵۹)

اس فصل کے اختتام پر کہنا چاہوں گا کہ حفظ قرآن کے اور بھی بہت سے طریقے دنیا کے مختلف حصوں میں رائج ہیں تاہم میں نے طوالت کے خوف سے صرف نفع بخش اور بہ آسانی قابل تطبیق طریقوں پر اکتفاء کیا۔

اس فصل کا آخری صفحہ لٹنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حفظ کیلئے مفید اور مقوی غذاؤں پر کچھ روشنی ڈالی جائے۔ تتر کے عنوان سے اگلے صفحات میں اس پر گفتگو کی گئی ہے۔

تتمہ

مفید اور مقوی غذائیں

اختصار کے پیش نظر، حفظ میں معاون غذاؤں کے بارے میں، صرف بعض اہل علم کی آراء یہاں بیان کی جائیں گی۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں: 'شہد کا استعمال پابندی سے کرو، اس لئے کہ یہ حفظ کے لئے مفید ہے' (۶۰) شہد میں شفا کا ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا:

يُخْرِجُ مِنْ بَطْنِهِ شَرَابًا مُخْتَلَفَ الْوَانِهِ، فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ (النحل: ۶۹)

'اس کے پیٹ میں سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔'

ٹھنڈے یا گرم مشروبات جیسے ڈکاشن وغیرہ میں شکر کی جگہ شہد کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ جب آپ عادی ہو جائیں گے تو بہت مزہ آئے گا۔

بعض حکماء حفظ کے لئے یہ نسخہ (Formola) تجویز کرتے ہیں: پتی کے بجائے 'پودینہ' ابا لئے، کلونجی کے تیل کے کچھ قطرے اس میں ٹپکائیے، اصلی شہد ایک بڑے چمچ کی مقدار میں اضافہ کیجئے اور صبح میں نوش فرما کر دن بھر صحت مند حافظہ اور چست و چالاک بدن کا لطف اٹھائیے، اس طرح آپ کے بدن میں شکر (شوگر) کا بھی اضافہ نہیں ہوگا (۶۱)

شہد کے بعض ماہرین نے مجھے بتایا کہ شہد کے ساتھ کلونجی کا تیل ملانا، بشرطیکہ معقول مقدار میں ہو، آواز کی خوبصورتی اور بلغم کی کمی کے لئے بے حد مفید ہے۔

ہاشمیؒ کہتے ہیں کہ جو شخص حدیث شریف یاد کرنا چاہے، اسے چاہئے کہ کشمش کھائے (۶۲)

ہمارے استاد شیخ نایف عباس (☆) ہر روز اکیس صاف ستھرے کشمش کے دانے کھاتے تھے اور ہمیں اس کا مشورہ دیتے۔

(☆) فقیہ، مورخ، علامہ شام اور حافظ انساب شیخ علی الدقر کے فاضل شاگرد (۱۳۳۵-۱۴۰۷ھ) جنہیں تاریخ، اسلامی فرق و مذاہب، علم وضع میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ مؤلف کو ان سے میراث، تاریخ اور عقیدہ پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔

میرے والدؒ مجھ سے کہتے تھے: نہار منہ کشمش (خاص طور پر بھورے رنگ والا) کھانا حافظہ کے لئے بے حد تقویت بخش ہے۔

ایک شخص حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نسیان کی شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا: ”گائے کا دودھ پی، یہ دل میں حوصلہ پیدا کرتا ہے، اور ”بھول“ کو دور کرتا ہے“ (۶۳)

حفظ کی نیت سے آب زمزم پینا بھی بے حد مفید دوا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ماء زمزم لما شرب له ’ زمزم کا پانی اس (مقصد) کیلئے مفید ہے جس کے لئے پیا جائے“ (۶۴)

بہت سے سلف صالحین نے مختلف نیتوں کے ساتھ زمزم کا پانی پیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد پوری کی۔

منقول ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے آب زمزم اس نیت سے پیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں علم حدیث میں امام ذہبیؒ جیسا بنا دیں۔ ان کے بعد امام سیوطیؒ آئے اور انہوں نے زمزم اس نیت سے نوش کیا کہ وہ فقہ میں سراج الدین بلقینیؒ اور حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مرتبہ تک پہنچیں (۶۵)

حافظ سخاریؒ نے ابن الجزریؒ کے تذکرہ میں فرمایا: ”ان کے والد کو چالیس برس تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ انہوں نے حج کیا اور آب زمزم اس نیت سے پیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک عالم لڑکا عطا کرے، چنانچہ نماز تراویح کے بعد محمد الجزریؒ ہوئے، (۶۶)۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ محمد بن الجزریؒ آب زمزم نوش کرنے کے نو ماہ بعد پیدا ہوئے۔ اس لئے کہ پینے کا واقعہ حج میں پیش آیا، جبکہ ولادت رمضان میں ہوئی۔ حفظ قرآن، علوم دینیہ اور خصوصاً علم قرأت میں ابن الجزریؒ کا اپنا مخصوص مقام ہے۔

دوست! اگر آپ کو حفظ کے سلسلے میں دشواری پیش آرہی ہو تو سچی نیت سے اس دوا کو آزمائیے کہ بہت سوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مرادوں کو پورا کیا۔

تازہ مچھلی بھی اس سلسلے میں مفید ہے، مجھ سے ڈاکٹر حسان شمشى باشا نے بتایا کہ مچھلی میں دماغ کو تقویت بخشنے والے وٹامنس ہیں۔ نیز یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے سلسلے میں ایک سائنٹفک مقالہ بھی دیکھا ہے (۶۷)

عموماً کھانے پینے کی کثرت اور بد ہضمی حافظہ کو کمزور کر دیتی ہے نیز اس سے قوتِ تفکر ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ ہمارے اساتذہ کہتے تھے:

البطنة تذهب الفطنة ' پیٹ بھرا رہنا ذہانت کو ختم کر دیتا ہے'
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ماملأ ابن آدم وعاء شرامن بطن، حسب ابن آدم أكلات يقمن صلبه،
فان كان لا محالة فثلاثا طعاماً وثلاثا شراباً وثلاثا لنفسه (۶۸)

’آدم زاد نے پیٹ سے بری کوئی چیز نہیں بھری۔ آدم کے بچے کے لئے چند لقمے کافی ہیں جس سے پیٹ صحیح رہے، اگر کھانا ہی تو ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے، ایک تہائی پینے کے لئے، اور ایک تہائی سانس کے لئے۔‘

اس لئے کہ اگر معدہ بھرا ہو تو آپ اچھی طرح یاد نہیں کر سکتے۔ خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں: ’حفظ کے لئے بھوک کے اوقات‘ شکم سیری کے اوقات سے بہتر ہیں۔ حفظ کرنے والے کو چاہئے کہ بھوک کے سلسلے میں اپنی کیفیت کا پتہ لگائے۔ بعض حضرات شدید بھوک کی حالت میں یاد نہیں کر پاتے، اس لئے اس آگ کو ہلکی پھلکی چیز جیسے انار کے ذریعہ بجھائے اور زیادہ نہ کھائے (۶۹)

”ابن جماعہؒ“ کہتے ہیں: ’زیادہ کھانے سے زیادہ پینا ضروری ہو جاتا ہے، زیادہ پینا کثرتِ نوم، بے وقوفی، کند ذہنی، حواس میں فتور، اور جسم میں سستی کا باعث بنتا ہے، نیز اس میں شرعاً کراہت بھی ہے.....‘ (۷۰)

فصلِ رابع

آموختہ اور دور

فصل رابع

آموختہ اور دور

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو حفظ کی نعمت سے نوازیں تو آپ بھی اس امانت کے حاملین میں شامل ہو گئے، اس لئے سستی و کاہلی سے پرہیز کیجئے۔ اب آپ ایک ایسے مرحلہ میں داخل ہو گئے ہیں جو پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہے چنانچہ حفظ پر توجہ دینے اور بھول پر وعید کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی فصل اول میں گذر چکا ہے۔

خطیب بغدادی نے حفظ حدیث کے سلسلے میں کہا، یاد کردہ کی نگہداشت کرتے رہنا زیادہ اچھا ہے (۷۱)

نیز یہ بھی فرمایا..... اپنے حفظ کی نگہداشت کرتا رہے، جب بھی ایک مدت گذر جائے سارا دہرائے اور اس سلسلے میں غفلت نہ برتے، بعض اہل علم جب کسی کو کوئی مسئلہ سکھاتے تو ایک مدت کے بعد اس سے دریافت کرتے، اگر اسے یاد ہو تو مزید بتاتے ورنہ اعراض کرتے (۷۲)

آموختہ اور دور کے کئی طریقے ہیں جو ہر شخص کے لحاظ سے الگ الگ ہوتے ہیں۔ بعض اسالیب کو ہم یہاں مختصراً ذکر کریں گے۔

آموختہ اور دور یا تو انفرادی ہو گا یا کسی شخص کے ساتھ۔ ہر ایک کی کئی صورتیں ہیں۔

انفرادی آموختہ

اس میں حافظ خود اپنی ذات پر اعتماد کرتا ہے اور اپنے لئے یومیہ پروگرام مقرر کرتا ہے، جو اس کے کام اور فرصت کے لحاظ سے مناسب ہو۔ اس کی بعض صورتیں یہ ہیں:

پہلی صورت: تسدیس

یہ سب سے اعلیٰ اور معیاری صورت ہے۔ روزانہ پانچ پاروں کا دور اور چھٹے دن ختم کریں اس لئے کہ کہا گیا ہے: من و اظرب علی قراءة الخمس لم ینس (جو پانچ پارے پابندی سے پڑھے کبھی نہ بھولے گا)

دوسری صورت: تسبیع

قرآن کو سات حصوں میں تقسیم کریں یہ صورت سلف صالحین کے نزدیک معروف ہے۔ شریف ابن جماعہ کہتے ہیں: ہر سات دن میں قرآن کا پڑھنا ایک اچھا معمول ہے، حدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے اور امام احمد بن حنبل کا اس پر عمل بھی تھا (۷۳) اس میں قرآن کو ہفتہ کے دنوں پر اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر جمعہ ایک ختم ہو۔ مندرجہ ذیل نقشہ ملاحظہ کیجئے۔

دن	منزل	سورتیں	صفحات	تعداد
ہفتہ	پہلی	سورۃ بقرہ	سورۃ مائدہ	
اتوار	دوسری	سورۃ مائدہ	سورۃ یونس	
پیر	تیسری	سورۃ یونس	سورۃ بنی اسرائیل	
منگل	چوتھی	سورۃ بنی اسرائیل	سورۃ الشعراء	
چہار شنبہ	پانچویں	سورۃ الشعراء	سورۃ الصافات	
جمعرات	چھٹی	سورۃ الصافات	سورۃ ق	
جمعہ	ساتویں	سورۃ ق	سورۃ الناس	

☆ صفحات اور ان کی تعداد کا خانہ خالی رکھا گیا ہے تاکہ اپنے پسندیدہ نسخہ کے لحاظ سے

یہاں درج کر سکیں (ابرار)

پھر اگلا ختم شروع کریں۔ یہ طریقہ ’موریتانیہ‘ میں رائج ہے، اس لئے ان کا حفظ بہت پختہ ہے۔ نئے حفاظ کو میں اس کا مشورہ دیتا ہوں۔ انہیں چاہیے کہ کم از کم چھ ماہ اس کی پابندی کریں۔ ان شاء اللہ حفظ پختہ ہو جائے گا۔

قرآن مجید کے چوبیس زبانی ختم.....! کیا آئیڈیا ہے؟
تیسری صورت: ایک دہے میں ختم :

روزانہ تین پاروں کا مراجعہ اور دس دن میں ختم کریں۔ اس طرح ہر ماہ تین ختم اور سال میں چھتیس ختم ہو جائیں گے۔

چوتھی صورت: تخصیص اور تکرار کا وصول:

ہر ہفتہ کے لئے تین پارے مختص کر دیں، اور ہفتہ بھر ان کا دور کریں مثلاً ہفتہ کے دن سے آغاز کریں اور جمعہ کے دن پر اختتام۔ اس طرح آپ تینوں پاروں کو سات سات دفعہ پڑھ سکیں گے۔ پھر اگلے تین پاروں کو لیجیے۔ قرآن مجید دس ہفتوں میں ختم ہوگا اور حقیقت میں آپ سات دفعہ ختم کر چکے ہوں گے۔

پانچویں صورت: بیک وقت دو ختم:

یہ تیسری اور چوتھی صورت سے مرکب ہے۔ اس طور پر کہ دو ختم ایک ساتھ کریں، پہلے ختم کیلئے روزانہ دو پاروں کا دور کریں اور انہیں ہفتہ بھر دہرائیں اور دوسرے ہفتہ میں اگلے دو پارے پڑھیں۔

دوسرے ختم کے لئے روزانہ ایک نیا پارہ پڑھیں۔ اس طرح آپ روزانہ تین پارے پڑھیں گے، مہینہ گزرنے پر ایک ختم ہوگا اور آٹھ پارے خوب پکے ہو جائیں گے۔ جو لوگ ایک لمبے عرصے تک دور نہ کر سکے ہوں کہ تقریباً قرآن بھولنے لگے ہوں اور ان کی ہمت پست ہوگئی ہو، مگر طبیعت میں قرآن کو پکا کرنے کی دوبارہ زبردست خواہش ہو، انہیں میں اس طریقہ کا مشورہ دیتا ہوں۔

چھٹی صورت : یک ماہی ختم :

روزانہ ایک پارہ دور کریں اور ہر مہینہ ایک ختم کریں۔ یہ (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) کاہلوں کیلئے ہے۔ اس لئے حافظ قرآن کو اس سے نیچے ہرگز نہیں اترنا چاہیے۔

ساتویں صورت : نمازوں میں دور:

اس کی بہت سی صورتیں ہیں:

مثلاً: تہجد اور قیام اللیل کے موقع کو غنیمت جانتا: یہ بے حد مفید اور مجرب ہے اس لئے کہ اس وقت دل کو سکون میسر ہوتا ہے۔

ہمارے استاد شیخ عبدالفتاح وتر میں تین پارے پڑھتے تھے نیز ہمارے ایک اور استاذ تہجد میں دس پاروں کی تلاوت فرماتے تھے۔

تراویح کی نماز کو غنیمت سمجھنا: یہ اصل میں حفاظ کرام کیلئے بہترین میدان ہے، کیوں کہ محراب میں پڑھنے سے حفظ پختہ ہوتا ہے اور پائیدار رہتا ہے۔ روزانہ آپ ایک پارہ بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن پہلی دفعہ سنانے والوں کو احقر کا مشورہ ہے کہ تراویح سے قبل کم از کم پانچ دفعہ پڑھ لیں۔

نوافل اور سنن موکدہ: اکثر لوگ عموماً ان نمازوں میں چھوٹی سورتیں پڑھتے ہیں، جب کہ ’عموماً دن میں تقریباً‘ ’سولہ رکعت‘ سنتوں کی پڑھی جاتی ہیں۔ اگر ہر رکعت میں آدھا صفحہ بھی پڑھ لیں تو روزانہ نصف پارہ کا دور ہو سکتا ہے۔

آٹھویں صورت: کیسٹس کی سماعت

جید قراء کرام کی کیسٹس اپنے ساتھ رکھیے۔ کار میں بیٹھے بیٹھے کام کیلئے جاتے وقت، واپسی پر یا سونے سے قبل سننے کا اہتمام کیجیے۔ البتہ اس صورت میں ’حدروالی قرأت‘ کے سننے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

نویں صورت : از سر نو حفظ :

بعض لوگوں کے لئے از سر نو حفظ ضروری ہو جاتا ہے اور خاص طور پر اخیر کی اور خم والی سورتوں کا، اس لئے کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان بھولنے لگتا ہے جیسے پہلے کچھ یاد ہی نہ کیا ہو۔ یہ طریقہ مفید ہے اور اس میں ’نفسیاتی محرک‘ بہت اہم ہے۔ جب آپ کسی سورۃ کو پکا کرنا چاہیں تو اس پر ایسے توجہ دیجیے جیسے آپ پہلی دفعہ حفظ کرنا چاہتے ہوں۔ ان شاء اللہ آپ بہت جلد آسانی سے حفظ کر پائیں گے۔

دور کئی آموختہ:

آموختہ کی یہ صورت دوسرے شخص کی موجودگی میں انجام پاتی ہے۔ بہتر ہے کہ دوسرا شخص وہی جید استاد ہو جس کے پاس آپ حفظ کر رہے ہیں۔ اگر ان کے پاس وقت نہ مل سکے تو پھر کسی مخلص دوست کا تعاون حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں اس کی بعض صورتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

پہلی صورت: اسباق کا آموختہ

مبتدی کو چاہے کہ نیا سبق سنانے کے بعد آموختہ کے طور پر گزشتہ اسباق بھی سنائے۔ مقدار کی تعیین استاذ کے مشورہ کے ساتھ طے ہو سکتی ہے اور حفظ پکا ہو تو اگلے سبق کی طرف منتقل ہونے کی اجازت دے ورنہ اعادہ کا حکم کرے۔ استاذ کو چاہیے کہ آموختہ میں کسی غلطی یا انکی کو ہرگز قبول نہ کرے اور یکے حفظ کا مطالبہ کرے۔

دوسری صورت: ہم سبق کے ساتھ آموختہ

اپنے ساتھی کو پہلے دن کوئی سورۃ سنائیں، اگلے روز وہی سورۃ دوبارہ سنائیں البتہ پہلا صفحہ چھوڑ دیں اور اس کے بدلہ اگلی سورۃ کا نیا صفحہ ملا لیں، اس طرح جب بھی ایک نئے صفحہ کا اضافہ کریں تو گزشتہ سارے اسباق کا، ایک صفحہ کے علاوہ، اعادہ ہو جائے گا۔ اس صورت میں آپ ایک صفحہ کو کئی دفعہ سناسکیں گے جو حفظ کی تقویت کا باعث ہوگا۔

تیسری صورت: معارضہء جبرئیلیہ

امام بخاریؒ نے حضرت عائشہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے بیان فرمایا کہ:

أُسر الی رسول اللہ ﷺ أن جبرئیل کان یعارضننی بالقرآن کل سنة وانه عارضننی العام مرتین ولا اراه الا حضرا جلی۔ (۷۴)

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چپکے سے بیان کیا: ”جبرئیل میرے ساتھ ہر سال قرآن کا دور کرتے ہیں اور انہوں نے اس سال میرے ساتھ دو دفعہ دور کیا۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ میرا وقت آچکا ہے۔“

اسکی روشنی میں ہم کہتے ہیں: یہ صورت حفاظ کے لئے زیادہ مناسب ہے جو ختم کر چکے ہوں۔ اگر آپ پر حق تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا ہے تو مندرجہ ذیل طریقہ پر ضرور عمل کیجیے:

(۱) اپنے کسی دینی بھائی کے ساتھ، موسمی ماہانہ، ہفتہ واری، یا یومیہ باہمی دور طے کر لیجیے۔
 ویسے یومیہ میرے نزدیک بہتر ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ سے بسم اللہ کرتے ہوئے پہلا شخص ایک رکوع پڑھے اور دوسرا قرآن میں دیکھتا رہے۔ پھر دوسرا اگلا رکوع پڑھے اور پہلا شخص قرآن میں دیکھتا رہے اس طرح پارہ ختم ہونے تک کریں۔

(۲) اس کے بعد مسئلہ کو الٹ دیں۔ دوسرا شخص پہلا رکوع پڑھے اور پہلا شخص دوسرا رکوع پڑھے اور دونوں میں سے ہر ایک فریق ثانی کے پڑھنے کے دوران قرآن میں دیکھتا رہے۔
 (۳) مجلس کے اختتام پر ایک دوسرے سے سوالات کریں۔ بہتر ہے کہ صفحہ کے آخری حصہ سے سوالات کئے جائیں اور ہر پانچ صفحات میں صرف ایک سوال ہو۔

(۴) اگر دونوں اس طریقہ کی پابندی کریں گے تو ان شاء اللہ قرآن بہت پختہ یاد ہو جائے گا۔ یہی صورت ہے جسے ہم نے 'باہمی دور' کا نام دیا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ طریقہ بہت کامیاب ہے اور مختلف صورتوں سے اس کی تطبیق ہو سکتی ہے۔

ایک صورت یہ ہے کہ استاذ اپنے حلقہ یا جماعت کے محنتی طلبہ سے کہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہمی دور کریں۔ اور ہر ایک اپنے ساتھی کے پاروں کے نام اور غلطیوں کی تعداد وغیرہ درج رجسٹر کرے۔

ایک صوت یہ بھی ہے کہ استاذ خود طلبہ کے ساتھ یہ کام کرے یا تو اجتماعی شکل میں، مثلاً ایک شخص ایک ربع پڑھے اور دوسرا اس سے آگے ربع پڑھے، یا پھر ہر طالب علم کو اور خاص طور پر جو ختم کر چکے ہوں انہیں خاص وقت دے۔

اس میں بے حد فائدے ہیں، جو غور کرنے سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔

آموختہ اور دور کے سلسلہ میں اہم نوٹ:

بہت سے طلبہ سمجھتے ہیں کہ آموختہ اور دور کا کام ختم قرآن کے بعد شروع ہوتا ہے، جبکہ یہ سراسر غلط ہے اسلئے کہ آموختہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب آپ پہلا سبق یاد کرنے کے بعد دوسرے سبق کی طرف منتقل ہوں۔ نیز بہر صورت آموختہ کی مقدار حفظ کی تعداد سے کئی گنا زیادہ

ہونی چاہئے۔ اور

حفظ کے آغاز ہی میں طالب علم کے سامنے اس کی اہمیت واضح طور پر بیان کی جانی چاہیے، طالب علم کا شعار یہ ہو: تھوڑا سا اور پکا حفظ، زیادہ اور کچے حفظ سے بہتر ہے۔

آموختہ اور دور کی بعض عجیب و غریب صورتیں:

یہاں آموختہ اور دور کی بعض عجیب و غریب صورتیں قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہیں۔ یاد رہے کہ یہ صرف علم و اطلاع کی خاطر ہے نہ کہ برائے اعتماد۔

مغربی طریقہ: مغرب عربی (مراقش وغیرہ کے علاقے) کے ایک شیخ نے مجھ سے یہ بیان کیا اور کہا کہ بعض علاقوں میں طریقہ رائج ہے کہ قاری تین سورتوں کا بیک وقت آموختہ کرتا ہے اور ہر سورہ کی ایک آیت پڑھتا ہے چنانچہ آیتوں کو اس طرح خلط ملط کرتا ہے۔ (جس کی شریعت میں ہرگز اجازت نہیں): (عم یتساء لون۔ والنازعات غرقا۔ عبس وتولی عن النبأ العظیم والناشطات نشطا۔ ان جاءہ الاعمی)

بلاشبہ اس کے لئے عجیب قوت استحضار کی ضرورت ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ شرعاً ممنوع ہے اور اس پر سکوت جائز نہیں۔

اجتماعی مراجعہ: صومالیہ کے بعض مشائخ نے مجھ سے بیان کیا کہ آج تک بھی ان کے ہاں رواج ہے کہ حفاظ کا ایک گروپ دائرہ کی شکل میں جمع ہوتا ہے، پہلا شخص کسی سورۃ کی آیت زبانی پڑھتا ہے اور دوسرا اگلی آیت پڑھ کر خاموش ہو جاتا ہے، تیسرا اس سے آگے پڑھتا ہے اس طرح ہر شخص ایک آیت کی تلاوت کرتا ہے۔

یہ طریقہ مفید ہے، البتہ بعض چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(۱) سب لوگ شروع ہی سے خاموشی سے پڑھتے رہیں البتہ جب کسی کی باری آئے تو وہ زور سے پڑھ دے تا کہ قراءت میں انقطاع واقع نہ ہو۔

(۲) اس میں فائدہ یہ ہے کہ سب کو سورۃ مستحضر ہو جاتی ہے اور وہ اپنے حصہ کی آیت پڑھنے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ میں نے ’بوسینیا‘ اور ’ہر سک‘ کے اندر قرآنی حلقوں میں یہ طریقہ رائج پایا۔

قیدیوں کا ایک دلچسپ واقعہ:

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ قیدیوں کی ایک جماعت سے متعلق ہے جن کے ساتھ قرآن مجید نہ تھا۔ ہر شخص کو جتنا یاد ہے دوسرے کو سکھاتا۔ اس طرح انہوں نے سورہ انفال کے علاوہ سارا قرآن مجید یاد کر لیا، اسلئے کہ ان کے درمیان کسی شخص کو سورہ انفال یاد نہ تھی۔ انہیں بے حد فکر ہوئی۔ یہاں تک کہ تفتیش کیلئے ایک کی باری آئی۔ جب وہ انتظار کیلئے عدالت کے ہال میں پہنچا، اس کے نزدیک سب سے اہم کام یہ تھا کہ کسی ایسے شخص کو ڈھونڈ نکالے جسے سورہ انفال یاد ہو۔ بالآخر اسے مطلوب مل ہی گیا۔ چپکے سے اسے یاد کر لیا اور اپنے دوستوں کے پاس یہ قیمتی تحفہ لے کر واپس گیا۔ انہوں نے اس کے نام کا نعرہ لگایا۔ جب اس نے انہیں اس سورہ کی تلقین کی تو قیدیوں نے پہلی دفعہ میں اسے کو یاد کر لیا۔

بیک وقت ایک سے زائد طالب علم کا سننا:

بسا اوقات استاد صاحب دو چار طلبہ کو سنانے کے لئے کہتے ہیں۔ ہر شخص ایک ایک سورہ سناتا ہے، ان کی آواز متوسط ہوتی ہے۔ استاد سب کا آموختہ سنتے ہیں اور بغیر کسی خلط ملط کے سب کی غلطیاں درست کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ استاذ کا حفظ بہت پکا ہوتا ہے نیز وہ ان دشوار مقامات سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں جہاں طلبہ سے عموماً غلطی ہو سکتی ہے۔ میں نے یہ طریقہ بعض پاکستانی حلقوں میں دیکھا ہے۔

آموختہ کے لئے یہ طریقہ اگرچہ ٹھیک ہے، لیکن 'اجازت' اور 'روایت' کے حصول کے لئے پڑھے جانے والے ختم میں اس کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا، اس لئے کہ اس میں کسی حرف یا کلمہ کے فوت ہونے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

اور یہ بات مسلم ہے کہ اجازت والا ختم، حرف تجوید اور ترتیل کے ساتھ اچھی طرح استاذ کے سامنے سنایا جانا چاہیے۔

فصلِ خامس

ہدایات و تنبیہات برائے حفاظِ کرام

پہلی بحث : حفظ ختم کرنے والوں کیلئے

خصوصی مشورے اور تنبیہات

دوسری بحث : حاملینِ قرآن، طلبہٴ علم اور نوجوانوں کیلئے

عمومی ہدایتیں اور ضروری نوٹس

پہلی بحث

ہدایات و تنبیہات برائے حفاظ کرام

اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حفظ کی نعمت سے نوازا ہے ان مشوروں پر کان دیجیے۔ ممکن ہے اس کتاب میں بعض جگہ ان کی طرف اشارہ کہیں ہوا ہو، تاہم ایک جگہ انہیں اجمالی طور پر بیان کرنا مفید معلوم ہوتا ہے۔

(۱) کسی جید، ماہر اور اجازت یافتہ استاذ کو تلاش کیجیے جس کے پاس رسول اللہ ﷺ سے متصل عالی سند ہوتا کہ بروایتِ حفص آپ تجوید اور ضبط کے ساتھ ان کے سامنے سارا قرآن زبانی پڑھیں۔ اپنے شخصی حفظ یا مدرسہ، اسکول اور قرآنی حلقوں کے حفظ پر ہرگز اکتفاء نہ کریں۔ جو شخص قرآن یاد کرے اور کسی اجازت یافتہ ماہر شیخ اور استاذ کے سامنے نہ پڑھے، اس کا حفظ ناقص ہے۔ عموماً ایسی غلطیاں رہ جاتی ہیں جن کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں جاتی۔ ماہر: وہ شخص ہے جسے احکام تجوید، مخارج حروف اور صفات کی ادائیگی میں اتقان و مہارت ہو۔ مجاز: وہ شخص ہے جسکے پاس اجازت ہو۔ یہ ایک 'سند' ہے جو استاذ کی جانب سے ملتی ہے۔ سند: مشائخ اور قراء کے سلسلہ کو کہتے ہیں، جس کے ذریعہ قرآن ہم تک پہنچا۔ ان کا سلسلہ آج بھی رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے والحمد للہ۔

عالی سند: وہ ہے جس میں آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان لوگ کم ہوں، اس طرح سلسلہ چھوٹا ہو جائے گا۔ جس قدر یہ لوگ کم ہوں گے، سند اتنی ہی عالی شمار ہوگی۔ ہمارے علم کے مطابق آج کل دنیا میں سب سے اعلیٰ سند یہ ہے کہ شیخ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان چھبیس یا ستائیس قاری ہوں۔

(۲) اپنے شیخ کے پاس قرآن مکمل پڑھنے اور اجازت حاصل کرنے کے بعد دوسرے شیخ کو تلاش کر سکتے ہیں، جن کی سند اس سے اعلیٰ ہو، اس لئے کہ اس میدان میں علو اسناد مطلوب ہے۔ نیز مختلف ماہر قراء اور مشائخ کے پاس پڑھنے سے مہارت اور علم میں وسعت حاصل ہوتی ہے، ہر شخص سے اس کا علم حاصل کریں، اس طرح آپ کے پاس علم کا نچوڑ جمع ہو جائے گا۔

(۳) کثرتِ مراجعہ اور آموختہ کا اہتمام کیجیے، خاص طور پر ختم کے بعد، اور آموختہ کے نظام کی پابندی کیجئے جس کی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔

(۴) تہجد اور قیام اللیل کے موقع سے فائدہ اٹھائیے تاکہ نماز میں قرآن کا دور ہو سکے اس لئے کہ یہ بے حد مفید ہے۔

(۵) تراویح میں قرآن سنانے کے موقع کو نہ گنواؤ تاکہ محراب میں زبانی قرآن سنانے کے مزہ سے لطف اندوز ہو سکو۔

(۶) وقتاً فوقتاً اپنے حفظ کا جائزہ لیتے رہو خاص طور پر ہر سورۃ کے آخری صفحات۔ اکثر حفاظ کو شکایت ہے کہ انہیں یہ صفحات اچھی طرح یاد نہیں رہتے۔ اس لئے پھر سے آغاز کیجیے اور از سر نو ان مواقع کو حفظ کیجیے، تاکہ حفظ کا لطف دوبارہ حاصل ہو سکے جس سے آپ ایک عرصہ سے محروم ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حفظ کا ایک خاص مزہ ہے جس کا بیان ناممکن ہے اور وہی اسے جان سکتا ہے جس نے وہ لمحات بسر کئے ہیں۔

(۷) دور اور آموختہ کے دوران کوشش کیجیے کہ معافی سے اثر پذیر ہوں تاکہ ہر دور آپ کے علم میں اضافہ کا باعث بنے اور آیات اللہ سے واقفیت پیدا کرے۔

(۸) اپنے جیب کے لئے قرآن کا ایک نسخہ مقرر کیجیے جو ہمیشہ اور ہر جگہ آپ کے ساتھ رہے۔ اسے کسی بھی صورت میں تبدیل نہ کیجیے۔

(۹) اپنے پاس ایک نوٹ تاکہ استاد سے سنی ہوئی قیمتی باتوں کو درج کر سکیں۔ کوشش کیجیے کہ کوئی فائدہ لکھنے سے رہ نہ جائے۔ کتنے فوائد ایسے ہیں جسے ہم نے قلمبند نہ کیا اور ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ ہم سمجھتے تھے کبھی نہ بھولیں گے۔

(۱۰) اپنی کاپی میں قاری صاحب کے پاس ختم قرآن کے آغاز کی تاریخ لکھیں، ختم کیلئے منعقد مجلسوں کا شمار بھی کیجیے۔ اگر دوران سماع کوئی حاضر ہو تو اسے بھی درج کیجیے۔ ختم کا دن، تاریخ اور اہم حاضرین کے اسماء گرامی بھی ضرور نوٹ کیجیے۔ اگر ممکن ہو تو بوجھ ڈالے بغیر استاد سے درخواست کیجیے کہ ان معلومات کی جائے تدوین پر اپنی دستخط بھی کر دیں۔ یہ کام اگر چہ اب آپ کو غیر اہم لگے مگر اس کی قدر و قیمت کے برہا برس بعد یا استاذ اور قاری صاحب کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ہوگی، اسوقت یہ کاپی یادوں کا ایک قیمتی اور نادر تحفہ ہوگی اسے ضرور آزمائیے۔ اس کام میں آپ کے صرف چند منٹ لگیں گے۔

میرے پاب ایک کاپی الحمد للہ محفوظ ہے جس کے ذریعہ میں جان سکتا ہوں کہ قرآن کی کون سی آیت کہاں پڑھی تھی؟ اس میں کتنا وقت لگا تھا؟ مجلس کا نمبر کیا تھا؟ اور کس استاذ اور قاری صاحب کے سامنے پڑھی تھی یہ کوئی نیا طریقہ نہیں ہے بلکہ اہل علم کے نزدیک ”سماعات اور اجازات“ کے نام سے مشہور طریقہ سے مشابہت رکھتا ہے۔

نئے مہنچی مباحث میں اسکالرس ان الفاظ کا بہت اہتمام کرتے ہیں جو زیر تحقیق مخطوطہ کے پہلے یا آخری صفحہ یا اندر حاشیہ پر درج ہوں اور یہ مخطوطہ دوسروں کے مقابلہ میں ترجیح پایا ہے۔

دوسری بحث

حاملین قرآن، طالبین علم اور نو جوانوں کے لئے

عمومی ہدایات اور ضروری نوٹس

(۱) ہر قدم پر اخلاص نیت کا خیال رکھیے اسلئے کہ اخلاص ہی توفیق اور فتوحات الہیہ کی کنجی ہے۔ کسی بھی عمل میں جب تک اخلاص مکمل سرایت نہ ہو جائے وہ اللہ کے نزدیک مقبول نہ ہوگا اور نہ ہی لوگوں کی نگاہوں میں اس کی کوئی وقعت ہوگی۔ اور مشہور حدیث تو آپ جانتے ہیں:

انما الاعمال بالنیات۔ (۷۵) کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

(۲) ہر طرح کے گناہوں سے اور خاص طور پر نگاہ اور کان کے معاصی سے مکمل اجتناب اور پرہیز کیجیے، اس لئے کہ یہ بیک خطرناک راستے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ دل ایک حوض ہے جس میں پانی بھرنے کی تین نالیاں ہیں۔ اگر آپ کسی نالی سے صاف پانی ڈالیں گے تو حوض میں صاف پانی بھرے گا، اس لئے اگر کان کے ذریعہ خیر ڈالیں گے تو خیر بھرے گا اور اگر برائی بہائیں گے اسی سے والعیاذ باللہ بھر جائیگا۔ اس سلسلہ میں بے شمار آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں۔

(۳) کسی خدا ترس دوست کو تلاش کیجیے جس کا دل ایمان سے لبریز ہو، جو حفظ قرآن، طلب علم اور اونچے کاموں کے سلسلہ میں آپ کی دشگیری کر سکے۔ اگر وہ بھی سستی اور لا پرواہی برتنے لگے تو اسے نصیحت کیجئے، اگر اپنی کاہلی جاری رکھے تو اسے چھوڑ دیجئے تاکہ آپ کی طرف یہ مرض متعدی نہ ہو جائے البتہ اس کیلئے غائبانہ دعائے خیر کرتے رہئے اور کسی اور بلند ہمت کو تلاش کیجیے جس میں جدوجہد کا حوصلہ، علم کا شوق اور اہل علم کی مجالس میں حاضری دینے کی خواہش ہو۔

(۴) ٹیلی ویژن، سیریس اور فلموں کے دیکھنے سے پورے طور پر پرہیز کیجئے۔ اسلئے کہ یہ قرآن کو دل سے مٹا دیتے ہیں اور اس کی جگہ شہوتوں کو جنم دیتے ہیں۔ ایک عرصہ کے بعد تمہارا دل سیاہ اور سخت ہو جائیگا کہ کوئی نصیحت اس میں اثر نہ کرے گی اور آیات خداوندی کی تلاوت کے وقت ہرگز قلب پر رقت طاری نہ ہوگی۔ اس وقت تمہاری سوچ و فکر پر خواہش مسلط ہو جائے گی، شیطانی

دوسو سے تم پر غالب آئیں گے۔ نہ نماز میں خشوع رہے گا اور نہ مسجد میں تمہیں سکون ملے گا بلکہ تمہارے اندر سرکشی اور شیطنت والعیاذ باللہ بڑھتی جائے گی اور برے دوست تمہارے ارد گرد اکھٹا ہو جائیں گے جو ہر مصیبت کی جڑ اور بنیاد ہیں۔

(۵) فحش میگزین اور گندی کہانیاں نہ پڑھئے۔ یہ اخلاق کو تباہ اور نوجوانوں کو برباد کرتے ہیں۔ معلومات اور جاننے کے بہانے بھی ہرگز ان کی ورق گردانی نہ کیجیے۔ گندگیاں ہرگز آپ کا میدان نہیں، آپ کا کام تو اپنے رب کی کتاب کے بھلے ہوئے حصہ کی یاد دہانی اور مخلص اہل علم کے مشورہ سے مفید کتابوں کا مطالعہ ہے۔

(۶) ہمیشہ اپنی فکر اونچی رکھیے۔ اپنے خیالات کو ہرگز پست ہونے نہ دیجئے۔ بیکار مشغلے جن کے بارے میں آئے دن سنتے رہتے ہیں جیسے ڈاک ٹکٹ جمع کرنا، ہر کس و ناکس کے ساتھ قلمی دوستی، یا تصویروں کے الیمس تیار کرنا وغیرہ سے دور رہیے۔

(۷) اپنے لئے روزانہ ورزش کا کوئی پروگرام متعین کرنے میں کوئی حرج نہیں جس سے آپ کے بدن میں مضبوطی آئے، مگر شرط یہ ہے کہ یہ آپ کی فکر اور توجہات پر سوار نہ ہو جائے۔ ایک گھنٹہ کا وقت بہت زیادہ ہے جس سے ہرگز تجاوز نہ کرنا چاہیے۔

(۸) لہو و لعب والے کھیلوں سے پرہیز کیجئے، جیسے شطرنج، تاش کے پتے وغیرہ جن کے نام کا مجھے علم نہیں۔ آپ صاحب قرآن اور حامل علم ہیں۔ آپ کا مقام اس طرح کی گھٹیا چیزوں سے بہت بلند ہے۔

(۹) ہر منٹ کی قدر کیجئے اس کا حساب و کتاب رکھیے، آپ اسے کہاں.....؟ کس کام میں.....؟ اور کس کے ساتھ خرچ کریں گے؟ درحقیقت مومن کا وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے؛ اس لئے کہ اسی زندگی کے بدلے وہ آسمان و زمین سے بڑی جنت کو خریدتا ہے۔

(۱۰) علماء کرام سے مفید کتابوں کے بارے میں مشورہ کیجئے۔ پیار و محبت کی کتابوں، عشق اور رومانس کے قصوں، عریاں لٹریچر یا جرائم کے معموں سے کوسوں دور رہیے؛ اس لئے کہ ان میں سے اکثر غیر ملکی کتابوں کے ترجمے ہیں، جن کا تعلق اسلامی اقدار سے بیزار معاشرہ سے ہے۔

(۱۱) نوعمری میں ہر نوجوان حفظ کی بے پناہ صلاحیت کا مالک ہوتا ہے، اس لئے اس طاقت کا رخ حفظِ قرآن کی طرف کر دیجیے۔ جب حفظ کر چکیں تو دینی علوم کے فنون کی طرف دھیان دیجیے مثلاً ”جزریہ“ (تجوید میں) ”بیقونیہ“ (اصول میں) (الرحبہ) (میراث میں)

الفیہ ابن مالک (نحو میں) کہ ان ہی بنیادوں پر آپ کی علمی شخصیت تعمیر ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد علومِ قرن اور تفسیر، مصطلح اور حدیث، فقہ اور اصول، سیرت اور اسلامی تاریخ کا سفر شروع کیجئے۔ یہ کتابیں جید علماء کرام کی خدمت میں زانوئے ادب طئے کر کے پڑھنا بے حد ضروری ہے۔ اکثر حفاظ بہت کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں اور دینی علوم میں انہیں بہت کم دسترس ہوتی ہے (۱۲) ماں باپ کی نافرمانی سے بچئے، اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیے، بلاشبہ والدین کی دعائے خیر بہت موثر ہوتی ہے۔

(۱۳) کسی مفید چیز میں مشغولی کے بغیر کمرہ میں تنہا خالی ہرگز نہ بیٹھیے۔ آپ کو اپنا وقت اس طرح منظم کرنا چاہیے کہ کچھ خلا نہ رہے۔

در صل فارغ البالی نوجوانوں کے لئے زہرِ قاتل ہے۔ اگر کوئی کام سمجھ میں نہ آئے، اور کسی مفید چیز میں خود کو مشغول نہ کر سکو تو بستر پر لیٹے سوچ بچار میں ہرگز نہ ڈوبو، بلکہ اس تنہائی کو چھوڑ کر اپنے شیخ یا استاذ یا کسی بھی متقی اور صالح عالم کی ملاقات کے لئے نکل پڑو، اس طرح نفس کو نورانی ماحول ملے گا اور وہ خیر کی طرف چلے گا، یہ چیز مشہور اور مجرب ہے۔

(۱۴) جب آپ اپنے کمرے یا کسی اور جگہ تنہا ہوں تو بری عادتوں سے بچئے جن سے آپ کی صحت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اپنی سوچ کو بے فائدہ بھول بھلیاں میں جانے نہ دیجیے۔ ہمیشہ یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہیں، دیکھ رہے ہیں اور فرشتے آپ کی ہر حرکت کو نوٹ کر رہے ہیں۔

(۱۵) دنیا داروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کیجیے، اس لئے کہ وہ ”مادہ“ میں ڈوبے ہوتے ہیں، اور ان کے ساتھ بیٹھک دل کو ”قسوت“ سے دوچار کرتی ہے، کیونکہ ان کی گفتگو کا محور انکے اسفار، لذتیں اور حرام خواہشیں ہوتی ہیں۔

(۱۶) اپنے کسی ساتھی کے ساتھ مسجد یا مدرسہ میں ہوں تو اپنی نیت کی نگرانی کرتے رہیے۔ کسی بھی نامناسب تعلق سے اجتناب کیجیے، جس کی بنیاد کوئی دنیوی وجہ ہو۔ ہمیشہ نیت درست رکھیے۔ اگر دوست کے ساتھ ”لہذا“ تعلق ہونے کے سلسلہ میں شک ہو تو اسے ”لہذا“ بنانے کی کوشش کیجیے، ورنہ اپنا دل اس سے ہٹا لیجیے، اور برے خیالات سے توبہ کیجیے۔

(۱۷) ہر رات سونے سے قبل اپنے آپ سے سوال کیجئے کہ میں نے اسلام کے لئے کیا پیش کیا اور اس کے لئے مستقبل میں کیا کرنے والا ہوں.....؟

(۱۸) اپنے پاس ایک خصوصی کاپی رکھیے، جو آپ کے سرہانے رہے، اور سونے سے قبل دن بھر کے اہم واقعات، ذہن میں وارد ہونے والے خواطر، اور جدید علمی فوائد نوٹ کیجیے۔

(۱۹) مخلص اساتذہ کے مشورہ سے مفید کتابوں کا بکثرت مطالعہ کیجئے۔ ہر دن سونے سے قبل پچاس صفحات کا مطالعہ ضرور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کیجئے۔ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ورد رکھئے۔ درود و سلام کا بھی معمول بنائیے، اور استغفار کی کثرت کو اپنی اچھی عادتوں میں شامل کیجئے۔

کتنا اچھا ہوگا اگر آپ کا دن اللہ کی یاد پر اختتام پذیر ہو، اور آپ ذکر کرتے کرتے نیند کی آغوش میں چلے جائیں، اللہ مجھے اور آپ کو ہدایت دے۔

وما توفیقی الا باللہ

خاتمہ

اس بحث و تحقیق کے بعد آپ اس کے اہم نتائج ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

- ۱۔ یہ مقالہ مکمل طور پر دراصل اس سوال کا جواب ہے جو بہت لوگوں سے سنا گیا ”میں آخر کس طرح قرآن مجید حفظ کروں؟“ چنانچہ اس کتاب نے قرآنی لائبریری میں عرصہ دراز سے موجود خلاء کو پُر کیا
- ۲۔ اس مقالہ نے حفظ کے اصول و ضوابط اور علمی نظریات وضع کرنے میں ایک بڑا رول ادا کیا۔ اس طرح یہ نظریاتی (Theoretical) اور تطبیقی (Practical) دونوں پہلوؤں کا جامع ہے۔
- ۳۔ اس مقالہ نے حفظ قرآن کے راغبین کے لئے، خواہ وہ کسی شعبہ حیات سے تعلق رکھتے ہوں، مختلف عملی طریقوں کے ذریعہ ایک وسیع افق فراہم کیا۔ یہ طریقے کل جو بیس ہیں، جو فی الواقع اس میدان کے ماہرین اور اصحاب تخصص کے سالہا سال کے تجربات کا نچوڑ ہے۔
- ۴۔ اس مقالہ نے دور اور سختی حفظ کو نظر انداز نہیں کیا۔ اس احساس کی بنیاد پر کہ حفظ کے بعد دور بے حد اہم ہے۔ جو خود حفظ سے کم نہیں۔ دور اور آموختہ کے لئے دس سے زیادہ طریقوں کی طرف رہبری کی گئی ہے۔

۵۔ اس مقالہ میں اس بات پر زور ہے کہ قرآن اہل اختصاص سے سیکھا جائے۔ نیز قرأت قرآن کی اجازت ضرور حاصل کی جائے، اور اس کے لئے ان قراء کرام کی تلاش کی جائے جن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل سند ہو۔

- ۶۔ اس مقالہ کا اختتام حفاظ کرام اور طلبہ عظام کے لئے بعض قیمتی نصائح پر ہوا۔
- آخر میں میں بے حد شکریہ ادا کرنا چاہوں گا ان فاضل اساتذہ اور علماء کرام کا جنہوں نے اس مقالہ کو پڑھا، اپنی تقاریط سے نوازا، نیز ان دوستوں کا جنہوں نے اپنے ملاحظات سے مالا مال کیا۔
- حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عمل کو اپنی رضا کیلئے خالص کر لیں، اور اسے ہر طرح کے شائبہ اور حظ نفس سے پاک و صاف فرمائیں، انہ سميع قريب مجيب و آخر دعوانا ان ا
- لحمد لله رب العالمين۔

فہرست بنیادی مقولات (ضمیمہ از مترجم)

- ☆ حفاظتِ قرآن کے طریقوں میں نہایت موثر طریقہ، تعلیم و تعلم اور حفظ ہے۔
- ☆ احادیث کا (موضوعاتی تقسیم کے لحاظ سے) یاد کرنا دعوتی کاموں اور علمی میدانوں میں بے حد مفید ہے۔
- ☆ قرآن مجید ہر طرح کی تحریف و تبدیلی، اور زیادتی و کمی سے محفوظ ہے۔
- ☆ حفظِ قرآن کی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے۔
- ☆ صحابہ کرام، جہاد و فتوحات اور تعلیم دین کی مشغولیت کے باوجود بکثرت تلاوت کرتے
- ☆ سلف صالحین حفظِ قرآن سے قبل حدیث یا دیگر علوم کی طلب میں مشغول ہونے کی اجازت نہ دیتے۔
- ☆ معیاری تعلیمی طریقوں اور وسائل کے ذریعہ طالب علم کی ذہانت میں اضافہ ہو سکتا ہے
- ☆ سلف صالحین کے نزدیک تحصیلِ علم کی ایک اہم شرط یہ تھی کہ طالب علم کچھ 'خرچ' تیار کرے، تاکہ لوگوں پر بوجھ نہ بنے۔
- ☆ جس شخص کا 'حال' اطاعت پر نہ ابھارے اور 'قال' اللہ سے قریب نہ کرے، اس کی صحبت کبھی اختیار نہ کرنا۔
- ☆ جس کا استاذ کتاب ہو اس کی غلطیاں ہی زیادہ ہوں گی۔
- ☆ علمی سفر میں کامیابی کا راز اخلاصِ نیت اور رضائے الہی کی طلب ہے۔
- ☆ بچپن کا حفظِ پتھر کی لکیر کے مانند ہوتا ہے۔
- ☆ والدین کو چاہئے کہ تین سال کی عمر میں بچہ کو چھوٹی سورتیں تلقین کریں اور اس کے

سامنے بار بار دہرائیں۔

- ☆ حفظ کے لئے بہترین وقت سحر (تہجد) اور فجر کے بعد والا ہے۔
- ☆ حفظ کی جگہ رنگ برنگے مناظر، نقش و نگار اور مشغول کرنے والی چیزوں سے خالی ہو۔
- ☆ ٹہل کر پڑھنا آموختہ کے لئے بیکہ مفید ہے۔
- ☆ اپنے حفظ کو کس جگہ سے مربوط کیجئے۔
- ☆ آئینہ کے سامنے یا بازو بیٹھ کر حفظ کرنا مناسب نہیں۔
- ☆ احکام تجوید کے دائرہ میں رہ کر اپنے پسندیدہ نغمہ کے ساتھ تلاوت کرنے سے حفظ بہت آسان ہو جاتا ہے۔

- ☆ ایک ہی طبقات والی قرآن میں حفظ کرنا چاہئے۔
- ☆ کامیاب مدرس وہ ہے جو یاد کرانے سے قبل سبق کی تصحیح کرے۔
- ☆ سونے سے قبل یاد کردہ حصہ خاموشی سے ذہن پر گزارو۔
- ☆ بے حد ذہن ہونے کے باوجود، پختہ حفظ کے لئے بار بار پڑھنا ضروری ہے۔
- ☆ پابندی سے روزانہ کچھ مقدار، کمی کے بغیر، یاد کرنے سے حفظ والا عمل آسان اور یومیہ کاموں کا ایک حصہ ہو جائے گا۔

- ☆ متعینہ مقدار یاد کرنے کے بعد کچھ دن وقفہ کرنا حفظ میں جماؤ کا باعث ہے۔ نظر اچھی طرح جمائیے اور نگاہوں کو آیتوں سے بھر لیجئے۔

- ☆ استاذ کو چاہئے کہ ’متشابہ مقامات‘ کی طرف طالب علم کی توجہ مبذول کرے۔
- ☆ استاذ کا انتخاب اچھی طرح تلاش و جستجو، غور و فکر، رائے و مشورہ اور استخارہ کے بعد کرے۔

- ☆ استاذ صحیح العقیدہ، متقی، ماہر تعلیم اور حافظ قرآن ہو۔

- ☆ حفظ کے لئے ترکِ معاصی کے مثل کوئی دوا نہیں۔
- ☆ آموختہ اور دور کا عمل حفظ سے کہیں زیادہ اہم مگر نفس پر تقیل ہے، جس کے لئے ثابت قدمی اور پابندی ضروری ہے۔
- ☆ متعلقہ مضمون کا سمجھنا حفظ کو سہل کرتا ہے۔
- ☆ ثواب اور فضلِ خداوندی کا استحصار دشواریوں کو پار کرنے کا حوصلہ بخشتا ہے۔
- ☆ شوق اور تڑپ حفظ کی راہ میں درپیش مشکلات آسان کرنے کی ضمانت ہے۔
- ☆ قواعد سے واقفیت اور طریقوں سے باخبر رہنے کے باوجود بعض دفعہ کسی غیر اہم عارض کی وکھ سے رغبت کمزور ہو جاتی ہے، جس کا بارگاہِ خداوندی میں گریہ وزاری اور محرابِ طاعت میں عاجزی کے علاوہ کوئی اور علاج نہیں۔
- ☆ اپنے ارادہ سے دوسروں کو واقف کرانا، خواہ اپنے ارادہ کی تقویت کا باعث ہے۔
- ☆ ایک تختی (یونٹ) اور پارہ کے بعد امتحان، طالب علم، استاذ اور مدرسہ کی کارکردگی سے واقفیت فراہم کرتا ہے چنانچہ بروقت اصلاحات مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔
- ☆ کاریگر حضرات کے لئے کام کے دوران آموختہ اور دور، بیزاری دور کرتا اور کام میں چستی پیدا کرتا ہے۔
- ☆ سونے سے قبل پرسکون ماحول میں قرآن سننے سے، بیدار ہونے کے بعد زبان خود اس آواز اور نغمہ میں چلنے لگتی ہے۔
- ☆ ڈراؤنے خوابوں سے پریشان حضرات کے لئے سونے سے قبل منتخب آیتوں کا سننا باعثِ شفا ہے۔
- ☆ بچوں کو ان کی آواز ٹیپ کر کے حفظ کرانا، ان کی توجہ اور رغبت میں اضافہ اور ان کی شخصیت میں استقلال پیدا کرتا ہے۔
- ☆ مختلف لوگوں کیلئے حافظہ کی راہیں الگ الگ ہوتی ہیں، بعض کا حافظہ 'بصری' ہوتا ہے، جبکہ بعض کا 'سمعی'۔

☆ انعامات، مختلف مخفی صلاحیتوں کو بیدار کرنے، جذبات کو متحرک کرنے اور حوصلہ افزائی میں بڑا رول ادا کرتے ہیں۔

☆ حفظ کا رشتہ کسی اہم وقت اور موثر واقعات سے جڑ جائے تو ایسا حفظ زیادہ پائیدار ہوگا۔

☆ خوشی و مسرت کا احساس 'حافظہ' میں 'تخل' کی صلاحیت میں بے پناہ اضافہ کرتا ہے۔

☆ نابینا کا استاد یا معاون فراخ طبیعت کا مالک ہو، خدمت کو باعثِ سعادت سمجھتا ہو۔

☆ بریل (Braille) نظامِ تحریر و طباعت سے تیار شدہ قرآن مجید نابینا حضرات کیلئے بے حد مفید ہے۔

☆ مغربی ممالک میں ظہور پذیر اکثر ماڈرن تعلیمی نظریات کے موجد، وسائل کے کمی سے دوچار مسلمان ہیں۔

☆ سورتوں کو قصوں کے ساتھ مربوط کرنا بچوں کے لئے دلچسپی کا سامان فراہم کرتا ہے، نیز ان کے تشوق کی تسکین کرتا ہے۔

☆ نہار منہ کشمش کھانا حافظہ کے لئے بے حد تقویت بخش ہے۔

☆ کثرتِ طعام اور بد ہضمی حافظہ کو کمزور کرتی ہے۔

☆ روزانہ پانچ پاروں کا آموختہ دور کی سب سے بہترین صورت ہے۔

☆ قیام اللیل اور تہجد دور کے لئے بے حد مجرب ہے۔

☆ تراویح میں قرآن سنانا حفظ کو پختہ کرتا ہے۔

☆ آموختہ اور دور پہلے سبق کے بعد شروع ہو جانا چاہئے۔

☆ 'اجازت والے ختم' میں بیک وقت ایک سے زائد طالب علم کا نہیں سننا چاہئے۔

☆ 'نگاہ' اور 'کان' کے معاصی بے حد خطرناک ہیں۔

☆ ٹیلی ویژن، سیریس اور فلمیں، فحش میگزینس (خواہ ورق گردانی ہی کے لئے سہی) قرآن کو دل سے مٹا کر شہوتوں کو جنم دیتے ہیں۔

☆ اخلاص کے بغیر کام اللہ کے نزدیک مقبول نہ ہوگا اور نہ ہی لوگوں کی نگاہوں میں۔

مصادر ومراجع

القرآن الكريم -

۱. آداب المتعلم في الفكر التربوي الاسلامي ، لاحمد فلاتة ، دار المجتمع ، الطبعة الأولى ۱۹۹۳ م
۲. احياء علوم الدين ، للامام الغزالي ، دار المعرفة ، بيروت ، لبنان
۳. الاسرار الطبية الحديثة في السمك والحوت د - حسان شمسي باشا ، دار المنارة للنشر والتوزيع ، السعودية ، الطبعة الثانية ۱۴۱۳ م
۴. أصول علم النفس د - أحمد عزت راجح ، دار المعارف - ۱۹۹۳ م
۵. افلا يتدبرون القرآن ، يحيى عبدالرزاق غوثاني ، تحت الطبع
۶. أيها الولد ، للامام الغزالي ، دار الاعتصام ، القاهرة -
۷. التاريخ الكبير ، للبخاري
۸. تدريب الراوي ، للمسيوطي ، دار التراث مصر ، القاهرة - ۱۹۷۲ م
۹. التذكرة ، للانطاكي -
۱۰. تذكرة السامع والمتكلم في أدب العالم والمتعلم ، لابن جماعة ، دار الكتب العلمية ، بيروت -
۱۱. تحريم كتابة القرآن الكريم بحروف غير عربية : أعجمية أو لاتينية : تأليف صالح على العود ، مركز التربية الاسلامية ، باريس ، الطبعة الثانية ۱۴۱۱ هـ
۱۲. تحفة الاحوذى
۱۳. تعليم المتعلم طرق التعلم ، للزرنوحى ، دار ابن كثير دمشق ۱۴۰۶ هـ
۱۴. التفسير البياني للقرآن الكريم ، للدكتورة بنت الشاطي ، دار المعارف
۱۵. تفسير القرطبي ، مؤسسة مناهل العرفان ، بيروت -
۱۶. تفسير ابن كثير ، دار الكتب العلمية ، بيروت
۱۷. تقييد العلم ، للخطيب للبغدادي ، تحقيق يوسف العش ، دار

- احياء السنة النبوية ، الطبعة الثانية ١٩٤٢ م
١٨. جامع بيان العلم وفضله ، لا بن عبدالبر ، دار الكتب العلمية
١٩. الجامع في الحث على حفظ العلم ، تحقيق أبي عبد الله الحداد، مكتبة ابن تيمية ، القاهرة ، الطبعة الأولى ١٣١٢ هـ
٢٠. الجامعة والتدريس الجامعي . لعلي راشد ، دار الشروق ، جدة
٢١. الجامع لاخلق الراوى و آداب السامع ، للخطيب البغدادي . مكتبة الفلاح ، تحقيق الدكتور : محمد رافت سعيد ، الطبعة الأولى ١٣٠١ هـ
٢٢. جزء فيه اخبار لحفظ القرآن ، الطبعة الأولى ١٣١٢ هـ
٢٣. الحث على حفظ الحديث ، للخطيب البغدادي ، تحقيق ابي عبد الله الحداد، مكتبة ابن تيمية ، القاهرة ، الطبعة الأولى ١٣١٢ هـ
٢٤. الحث على حفظ العلم وذكر كبار الحفاظ ، لا بن الجوزي ، تحقيق ابي عبد الله الحداد، مكتبة ابن تيمية ، القاهرة ، الطبعة الاولى ١٣١٢ هـ
٢٥. الحث على طلب العلم ولا جنهاد في جمعه ، لا بي هلال العسكري، انتقاء
- ابي عبد الله الحداد ، مكتبة ابن تيمية ، الطبعة الاولى ١٣١٢ هـ
٢٦. ديوان الامام الشافعي
٢٧. الذكاء ، لآلان سارتون ، دار المعرفة ، دمشق ، الطبعة الاولى ١٣٠٩ هـ
٢٨. رحلة ابن جبیر ، دار صادر ، بيروت : ١٣٠٠ هـ
٢٩. الرسالة المفصلة لأحوال المعلمين والمتعلمين ، للقابسي ، ضمن كتاب
- التربية في الاسلام ، لأحمد الأهواني ، دار المعارف ، القاهرة ١٩٨٠ م
٣٠. روح التربية والتعليم ، لمحمد عطية الابرشي ، دار احيا الكتب العربية
٣١. سفيان الثوري . للدكتور ابي الفتح البيانوني ، دار السلام ، القاهرة
٣٢. سنن ابي داود ، تحقيق محمد محي الدين عد الحميد ، نشر دار احياء السنة النبوية .
٣٣. سنن ابن ماجه لا بي عبد الله القزويني ، دار احياء الكتب العربية
٣٤. سنن الترمذی ، للامام الترمذی ، دار الكتب العلمية ، بيروت

۳۵. سيرة ابن هشام ، مكتبة مصطفى البابي الحلبي ، مصر ، القاهرة
۳۶. شعب الايمان ، للبيهقي .
۳۷. صحيح البخاري ، دار احياء التراث العربي ، بيروت لبنان
۳۸. صحيح مسلم بشرح الامام النووي ، المطبعة المصرية ومكتبتها
۳۹. الضوء الامع في اعيان القرن التاسع لابي ذر القلموني ، توزيع مكتبة البلد الامين ، الطبعة الثانية ۱۹۹۳ م
۴۰. عون الرحمن في حفظ القرآن ، لابي ذر القلموني ، توزيع مكتبة البلد الامين
- الطبعة الثانية ۱۹۹۳ هـ
۴۱. غاية النهاية في طبقات القراء ، للامام ابن الجزري ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الاولى سنة : ۱۳۵۳ هـ
۴۲. فضائل القرآن الكريم للامام ابن كثير ، جمعية تحفيظ القرآن بجدة
۴۳. فضل ماء زمزم ، للدكتور : سائد بكداش ، الطبعة الأولى .
۴۴. الفقيه والمتفقه ، للخطيب البغدادي .
۴۵. القواعد الذهبية لحفظ القرآن الكريم ، عبدالرحمن عبدالخالق
۴۶. مدخل الى التربية ، لابراهيم ناصر ، جمعية عمال المطابع التعاونية ، عمان
- الطبعة الخامسة ۱۹۸۳ م
۴۷. محاضرات الادباء ومحاورات الشعراء البلغاء للراغب الاصفهاني
۴۸. معجزة الاستشفاء بالعسل د . حسان شمس باشا ، مكتبة السوادي ، الطبعة
- الأولى ۱۴۱۱ هـ
۴۹. المعجم المفهرس لألفاظ الحديث ، مطبعة بريل ، مدينة ليدن ، ۱۹۶۹ م
۵۰. المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم ، محمد فواد عبدالباقي ، دار الدعوة
- استانبول .
۵۱. مسند الامام احمد ، دار الفكر العربي .

۵۲. مسند الفردوس
۵۳. نظرية التصوير الفنى عند سيد قطب ، للدكتور صلاح الخالدى ، دار
المناصرة، جدة ، الطبعة الثانية ، ۱۴۰۹ م
۵۴. هدى القرآن الكريم الى الحجة والبرهان ، للشيخ عبدالله سراج الدين ،
مطبعة الاصيل بحلب ، الطبعة الاولى ۱۴۰۸ هـ
۵۵. الهمّة طريق الى القمة للأستاذ الالمعى : محمد حسن عثيل موسى ، دار
الاندلس، جدة ، الطبعة الاولى ۱۴۱۳ هـ
۵۶. ورتل القرآن ترتيلا ، وصايا وتنبيهات فى التلاوة والحفظ والمراجعة ،
انس كرزون ، دار ابوالقاسم للنشر ، جدة ، الطبعة الاولى ۱۴۱۳ هـ

اس کتاب سے استفادہ کا طریقہ کار (ضمیمہ از مترجم)

- ☆ اکابر اہل علم اور فضلاء کی تقاریظ اور ان کے اقتباسات سے استفادہ کیجئے۔
- ☆ مؤلف اور مترجم کے احوال بھی پڑھ لیجئے۔
- ☆ پوری کتاب ایک ساتھ نہ پڑھ ڈالئے، بلکہ اسے مختلف نشستوں میں دیکھئے۔
- ☆ پڑھنے کے دوران ہاتھ میں پنسل یا پن ضرور رکھیں، تاکہ اگر کوئی فقرہ، بات، قاعدہ یا طریقہ پسند آجائے اس کے نیچے لکیر کھینچ سکیں، یا پھر Highlight والا پن استعمال کیجئے، اور اہم مفید باتوں کو ہائی لائٹ کیجئے۔
- ☆ اگر کسی قاعدہ یا طریقہ کے سلسلے میں آپ کی رائے مختلف ہو، آپ کے نزدیک کچھ اضافہ ہو سکتا ہو، یا آپ کے تجربہ اور معلومات کی بنیاد پر کسی طریقہ میں تبدیلی مناسب ہو تو اسے کتاب کے حاشیہ پر ضرور لکھئے۔
- ☆ ایک فصل کے اختتام پر اس کے اہم مضامین کی تلخیص کسی کاپی میں یا خود کتاب کے نوٹس والے صفحات یا فصل والے صفحہ کے پیچھے ضرور کر دیجئے..... اگلی فصل کے لئے دوسری مجلس مقرر کیجئے۔
- ☆ اگلی فصل شروع کرنے سے قبل پچھلی فصل کے مضامین کی تلخیص پر ایک نظر دو لیں، تاکہ اگلے کام کے لئے ذہنی اور نفسیاتی طور پر مکمل تیار ہو سکیں۔
- ☆ دوسری فصل کے اہم مضامین کی بھی تلخیص کر لیجئے، تیسری اور چوتھی فصل کے لئے بھی گزشتہ اصول یاد رکھئے۔
- ☆ کتاب اختتام پر سارے مضامین کی تلخیصات یکجا کیجئے، اور اسے اپنی خصوصی کاپی یا ڈائری میں نوٹ کیجئے۔ www.kitabosunnat.com
- ☆ کسی دوسرے شخص کو تلاش کیجئے، جس نے اسی طریقہ پر یا مناسب کہ انداز میں

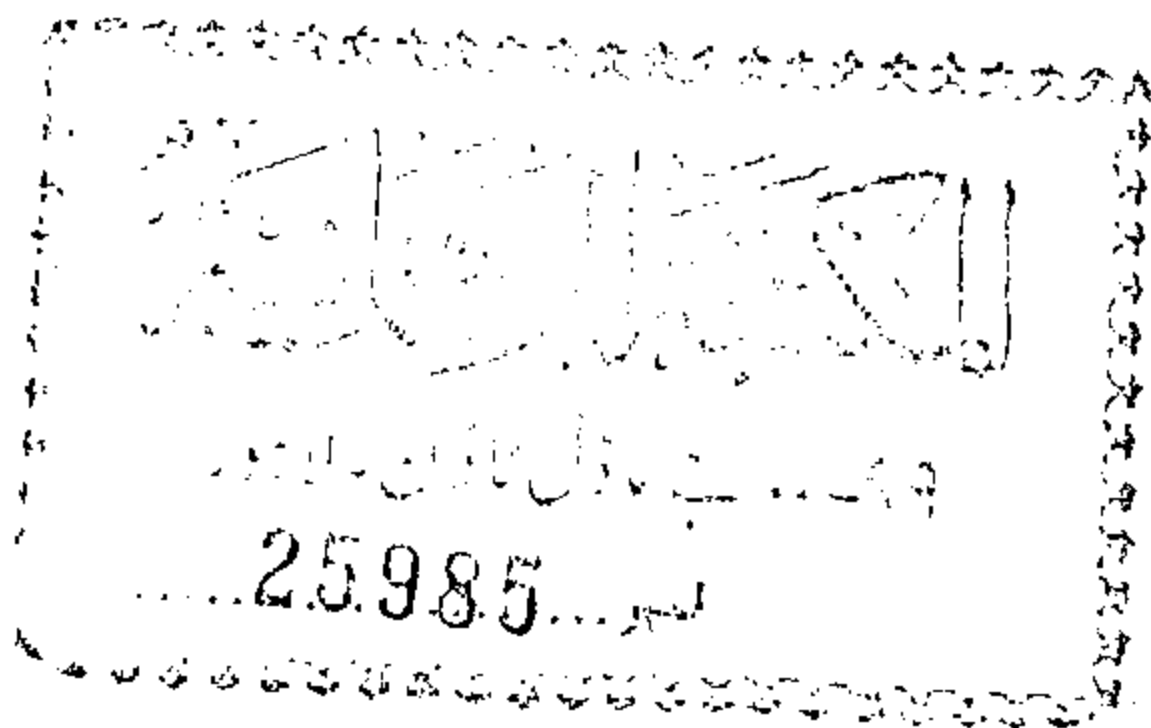
کتاب کا مطالعہ کیا ہو۔ آپس میں کوئی وقت طے کر لیں تاکہ کتاب کے مضامین، افکار و آراء، قواعد اور طریقوں کے بارے میں ’منظم تبادلہ خیال‘ کیا جاسکے۔ اس کے لئے ’چائے کی دعوت‘ بھی موزوں ہو سکتی ہے..... صرف زبانی تبادلہ خیال پر اکتفاء نہ کیجئے، بلکہ ’نوٹس کا تبادلہ‘ بھی کیجئے۔

☆ اگر یہ کتاب یا اس کا کچھ حصہ مفید معلوم ہو تو مؤلف اور مترجم کے حق میں دعا خیر کیجئے، نیز انہیں موقعہ دیجئے کہ آپ کی قیمتی آراء مفید مشوروں اور اہم نوٹس سے استفادہ کریں، اور اگلے ایڈیشن میں ان چیزوں کا خیال کر سکیں۔

☆ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، اس کتاب کے نفع کو عام فرمائے اور اس معمولی کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

-144-

یادداشت



اکابر علماء و فضلاء کے تاثرات



اس میں حفظ کے سلسلے میں 'ائمہ فن' کے پسندیدہ طریقے یکجا ہو گئے ہیں۔

فضيلة المقرئ الشيخ عبدالغفار الدروبي الحمصي
استاذ قراءات جامعة ام القرى

(مؤلف) نے یہ قواعد اور اصول اسلاف کے تجربوں سے مستنبط کئے ہیں۔

فضيلة الشيخ سعيد عبد الله المحمد
شيخ القراء في مدينة حماة

الحمد للہ اس رسالہ کو اردو زبان میں جناب مولانا ابرار الحق صاحب حیدر آبادی زید مجدہ نے کامیابی کے ساتھ منتقل کر دیا ہے۔ زبان و بیان کے اعتبار سے ترجمانی قابل تعریف ہے۔

حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

اس موضوع پر کوئی باقاعدہ علمی انداز کی کتاب اردو میں موجود نہ تھی، ماضی کے اعتبار سے دارالعلوم حیدر آباد کے فراغت یافتہ عالم اور حال کے اعتبار سے جامعہ ازہر کے نوجوان طالب علم اور مستقبل کے اعتبار سے (انشاء اللہ) ایک کامیاب مربی و معلم عزیز گرامی مولوی محمد ابرار الحق سلمہ نے عربی زبان کی اس موضوع پر ایک اہم کتاب کا ترجمہ کر کے اس خلا کو پر کر دیا ہے۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے تحفیظ القرآن کے اداروں میں نصاب میں داخل کیا جائے اور کلام اللہ کے حفظ کا عزم و ارادہ کرنے والے تمام لوگ چاہے وہ کسی عمر کے ہوں خواہ وہ مدرسوں کے طالب علم ہوں یا غیر طالب علم ہوں اس سے پورا فائدہ اٹھائیں اور اسے حرز جان بنائیں۔ حفظ قرآن کے اساتذہ بھی اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ کتاب ہر مسجد، ہر مدرسہ، ہر کتب خانہ اور ہر مکتبہ میں موجود رہنی چاہئے۔

پروفیسر محسن عثمانی ندوی
صدر شعبہ عربی، سیفل یونیورسٹی (CIEFL)

اس کتاب کے مطالعہ سے آدمی نہ صرف (علمی حقائق کی بنیاد پر) مطمئن ہوتا ہے بلکہ (دلچسپ معلومات کی وجہ سے) لطف اندوز بھی۔

پروفیسر محسن احمد حامد
عمید کلیة الشريعة، جامعة القرآن، سوڈان